بسم الله الرحمن الرحیم

قل هو الله الرحیم و حکیم
هم سلام و مهیمن و جبار
ملک و مؤمن و صبور و شکور
نافع و نور و وارث و والی
باسط و قابض و ودود و مجید
محصی و مبدع و قوی و معید
بر و رزاق و مقسط و جامع
حی و قیوم و واجد و ماجد
نیز قهار و هم حفظ و حسیب
هم مؤخر مقدم و وهاب
نیز فتاح هم بدیع و علیم
رافع و خافض و سمیع و بصیر

حق و رحمن و الحلیم و کریم
متکبر مصور و غفار
خالق و باری و عزیز و غفور
ظاهر و باطن است متعالی
واسع و باعث و وکیل و شهید
قادر و مقتدر و ولی و حمید
مغنی و ضار و هادی و مانع
احد و باقی و صمد و واحد
هم جلال و رقیب نیز مجیب
اول و آخر است هم تواب
هم معز و مذل و نیز عظیم
عدل و هم لطیف و خبیر

اسم حی و اسم غفور حمیت مالک الملک ذوالجلال علی	[illegible] قدوس ... اسم ... معیت اسم ... [illegible] و ... [illegible]

اور ... اسمائی ... یکتا اُسی کی تعریف ساتھ اثبات وحدت الوجود کی صفحہ کا غذ

... یہ ... پیش کرتا ہے کہ حضرت اُس معبود باوجود کا کہ جوہر وجود میں

... اور ... کی ... کشود ہے اور نہ قابل ہو نہ کثیر۔ ذات اُسکی ...

... اسکی ... ہے اور نہ انتہا اُسی کا لقب خدا ہے وہی ہے ... ہزار مخلوق کا ...

اُسی کا ... ہزار ... ہزار لباس میں وہی ذات بے نیاز ...

یہ اُسی کی صدا وہ نہیں ... اور کیا ہے یہ سب اُسی کا رنگ۔ اُسی کا فعل

اُسی کا ڈھنگ ہے سب میں اُسی کی ذات کا ظہور اور اُسی کی جزئیات سے

کائنات ماسور ہے کہ جسنے عالم عدم اور علم ذات اور صفات قدرت عمل باکمال

خود سے بواسطہ انوار جبروتی ایک دم میں ارواح ملکوتی کو منور کرکے اسرار

لاہوتی کا حضرت انسان ناسوتی کو آئینہ جمال خود بنایا اور خیر وشر کا مختار کرکے

عناصر کے مرکب پہ بٹھایا اور زمزمہ لاالہ الا ہو سنایا درحقیقت پورا پورا

وہی حال اور ہر موقع پہ جمال باکمال ہے سر سے پا تک بیمثال ہے غور کرو

کہ اُسی کی گویا اُسی کی بینائی ہے اندر اور باہر اُس قبہ کے اُسی کی

جلوہ نمائی ہے وہ کون شے ہے جو اُس سے خالی ہے ہاں

مقابل اثبات کی نفی مثالی ہے اور نفی وہ خیال اور اسارہ ہے کہ جسکی

اثبات کو سہارا ہے یعنی ... مان کو موت نہ ہوتی تو اُس کی

حیات دائمی کیونکر سمجھتے ... روح پاک ہے قالب خاک ہے تا انکہ

یا اگر ملک الموت نے بھی [illegible]

سمجھو رہے آئین اور جو روح مقابل انکے [illegible] ہے تو ان کی تعینات حیات [illegible]

حکم شارع جزا و سزا کا خیالی ہے اور روح [illegible]

جیسا کہ اصل ذات اور وصف [illegible] نہیں سمجھنے کی بات ہے اگر

کچھ کہو تو کہا نہیں جاتا اور [illegible]

[illegible] ہے کہ اپنے ذہن میں [illegible]

پریشان کہانی مگر عاشقوں کی سمجھ میں آتی ہے [illegible]

خیال کو پختہ کرکے دست بکر سے [illegible]

خود وہی عالم کثرت میں ایک [illegible] اور جب [illegible]

فصل کہاں جو وصل ہو کیونکہ [illegible] اسکو نہیں

پاتے تم اپنے کو فنا کرکے اسکے [illegible] جب اپنی بقا نہیں

وہ کسی حالت میں جدا نہیں اس قالب [illegible] کیا اعتبار ہے جب

یہ فنا ہوا تو اس سے [illegible] خیال پختہ ہو گیا وہ ان کا ظاہر

و باطن ہر دم یار رہا تو بیڑا [illegible] پار ہے کسی کا یہ شعر

حال ہے سے حال ہر گز [illegible] اور اسکی

یکرتا ہے سے بیرون [illegible]

اس حکایت کو سنکر خوب [illegible] طالب نے ایک شخص سے

سوال کیا کہ خدا [illegible] مشکل ہے جواب دیا کہ

ذات اسکی ایک ہے [illegible]

[illegible] بیٹھے پھر طالب نے کہا کہ میرے

سمجھ [illegible] محقق نے کہا کہ نام میرا عبداللہ ہے تم مجھکو بتاؤ کہ مین کہان ہون اُسنے

جواب دیا کہ میرے سامنے تم موجود ہو محقق نے کہا کہ یہ بات تم آنکھ کے فعل کی مدد سے

کہتے ہو مین جائز نہین رکھتا طالب نے جوش مین آکر غصہ سے محقق کا ہاتھ پکڑا اور

کہا کہ یہ عبداللہ ہے محقق نے جواب دیا کہ یہ تم ہاتھ کے فعل کی مدد سے کہتے ہو

اسکو بھی مین جائز نہین رکھتا جسکو کہ تمنے پکڑا اسکا نام ہاتھ ہے یہ سنکر طالب نے

خفا ہوکر پاؤن محقق کا پکڑا کہا کہ یہ عبداللہ ہے محقق نے کہا کہ یہ پاؤن ہے عبداللہ

نہین ہے پھر طالب نے غلبہ جوش سے محقق کا سر پکڑا کہ یہ ہے جواب دیا کہ

بالکل جھوٹ اسکو سر کہتے ہین پھر تو محقق نے خفا ہوکر کہا کہ اے بیوقوف تو

اپنے اعضا کے فعل کی مدد سے عبداللہ کے اعضا کے نام مدت تک نگاہ سے بتاگئے

سن یہ عبداللہ کے اجزا ہین سمجھ کہ یہ سب ملکر عبداللہ ہوا اور جو عبداللہ

خاص وہ روح ہے اور وہی سب اعضا مین حلول ہے وہ روح ایک ہی

اور یہ سب اعضا جداگانہ اُسی کے لباس ہین سب جز ملکر عبداللہ کہلائے

سمجھا فعل دل کا ہے کہ ہاتھ پاؤن کان آنکھ کہ جس سے تو مدد

چاہتا ہے ارے احمق دل سے مدد چاہ وہ تیرا راہ نما ہوگا اب

دوسرا سوال تیرا یہ ہے کہ وہ کس شکل پر ہے دیکھو مین تجھے دکھلاتا ہون

یہ کہکر محقق نے عصاے چوبی جو ہاتھ مین تھا اُسکو زور سے اس سائل کے

شانے پہ مارا وہ صدمۂ ضرب سے گر پڑا محقق نے پوچھا کہ کیا ہے اُسنے

جواب دیا کہ ضرب عصا سے میرے شانے مین درد ہے محقق نے کہا بھائی درد کو دکھاؤ کہ اسکی وضع و شکل

شکل کیا ہے طالب نے جواب دیا کہ میرے درد ہے مگر مین شکل اسکی تم کو دکھا نہین سکتا
اسوقت محقق نے کہا کہ اے کور عقل جب جانتین تو اپنے درد کی شکل جو تیرے
وجود مین اسوقت حاضر ہے دکھا نہین سکتا تو اس مطلوب کو مین کیونکر تجھے
دکھاؤن کہ اسکی کوئی شکل اور رنگ نہین جو بات کہنے مین نہ آوے مین کیونکر کہون
تو اپنے سوال کو آپ ہی اپنے دل سے سمجھ لے کہ جس دل نے تجھکو پہلے سوال مین اٹکا
دیا تھا اے کم فہم سن جس حالت مین تو اپنے درد جسمی کو مجھے آنکھ سے نہ دکھا سکا
پھر مین تیری آنکھ سے اللہ تعالی کو تجھے کیونکر دکھا سکتا ہون مگر تو اپنی ریاضت سے
ساتھ بدرقہ عشق کے رہنمائی خیال پختہ چشم دل سے البتہ اللہ تعالی کو دیکھ سکتا ہے
جبکہ تجھکو یہ حوصلہ دید کا ہے تو پہلے تو دین کا دال دوئی کا دال دوری کا دال
دہوکے کا دال ان پانچون کو دفع کر اور دید کے دال کو دل کے دال سے ملاکر
خوب سوچ کہ کیا ہے خیال کر کہ آفتاب مین روشنی ہے مہتاب مین نہین مگر جب
آفتاب مہتاب کے مقابل آتا ہے تو آفتاب کی روشنی سے مہتاب روشن ہوجاتا ہے
اس صورت مین مہتاب کو آفتاب کے مقابل ہونا تو مقدم اور ضرور ہوا جب تک
کیفیت مطلوب کے حضور ہونا نہ ہوگی کچھ نہ ہوگا غرض طالب اقوال محقق کے
فکر مشغول ہوا اور محقق کے ہاتھ پر بیعت کی چند روز مین تعلیم پاکر وہ طالب عارف
واصل ہوگیا - بھائیو تم کیون اشتباہات کی دریا مین پڑے ہو صندوق سینہ مین نادرا
سب طرح کے خیالات کا معدن ہے خود مرید اور خود اپنا پیر ہی پیر ہے یہ انسان روشن
ضمیر ہے بدرقہ عشق کے ساتھ عقل سلیم دستگیر ہے اب پختہ پختہ نظارہ وحدت الوجود
کے مشنو بات - ہے کہ کوئی جنس ہو اور جنس کے تعریف یہ ہے کہ بدون ایک تخم کے

دو جنس سے نہیں مختصر یہ کہ ہر جنس اپنے مرکز پر رجوع کرتی ہے اور
مرکز اور مبدا ہم معنی المعنی ہیں اور مرکز و مبدا کا ماخذ اصل ہی جناب
رسول الثقلین مخبر صادق فرماتے ہیں کہ کل شیء یرجع الی اصلہ جب یہ خبر صادق
تکو پہنچے تو اب کیا شک رہا کل اجناس کی بازگشت طرف اصل کی ضرور ہی
خواہ بہ ارادہ ہو خواہ بے ارادہ خیال کرو تمہارا مرکز اصل ایسا ہی کہ پہلے اسکی
کوئی دوسرا نہ تھا اور بزرگی اور جلالت اور علم اور نور اور قوت اور قدرت
اور سکون اور حرکت صفات کاملہ کا ارادہ مستقیمہ اسکی سے ہیں چنانچہ وہی خبر
لاتیجری میں درخشان بر تر از آفتاب عالم تات ہے زیادہ تر احتیاج شرح کی
نہیں رہی جسمین ایک ذرہ بھی عقل ہے تو وہ وجہ سمجھ لے سکتا ہی کہ ذات اسکی
صفات قدرت سے ہیجدہ ہزار مخلوق کے ہر جزو کل میں موجود ہے ایک ذرہ بھی
وجود کسیکا اس سے خالی نہیں ہے اب اسمقام پر اعتراض لازم آیا کہ جب اللہ ہر
جزئیات میں موجود ہے تو ہر جز کو وہی قوت اسمین ہے حاصل ہونا لابد ہو گیا
ایسا تو ظاہر انہیں ہے کیونکر یقین آوے - جواب - یہ تو سبکو معلوم ہے
کہ بعد دور تحویل آفتاب میں ۲۲ دن تک جو آب نیسان برستا ہے اسکا حال
یون ہے کہ اگر وہ پانی موز میں گرا بہیم سینی کا فور ہو گیا اور جو بانس میں گرا
وہ بنسلوچن ہوا اور جو صدف میں گرا وہ موتی ہوا اور جو سانپ کی منھ میں
گرا وہ سم یعنے زہر ہوا اور اگر آنکھ میں انسان کے گرا تو موتیا بند ہو گیا اور اگر
جو کسی پر گرا تو اسمین کیڑے پیدا ہوے سوائے اسکے بہت طول و شرح ہی
تو اب غور کرنا لازم ہے کہ تاثیر اسکی یہ نہیں ہے کہ سب جا تاثیر اسکی ایک ہی

صورت کی نمائش کو بہت سمجھنا چاہیے کہ ہر ظرف کی سوافق ... ظاہر ہوگی نہ کہ وہ
پانی اپنی حقیقت خاص کا اثر ایک صورت پر ظاہر ہوسکتا وہ اعتراض بالاتفاق
نہین ہوتا اسکی ذات کی وحدت کی قوت ادر ہی اور کثرت کی قوت اور ہے
کیونکہ وحدت لطیف اور کثرت کثیف ہے مگر وحقیقت یہ ہے کہ اَلْاِنْسَانُ
بُنْیَانٌ لِرَبِّہٖ سوال سمجھنا چاہیے کہ نقطہ علم مبدا دہر وجود کا ہے اُس نقطہ سے
جسم خود کو کیونکر شناخت کرے جواب ترک تعلقات سے کسواسطے کہ جسم کو
طول اور عرض اور عمق لازم ہے اول عمق کو ترک کیا سطح رہگیا پھر عرض کو قطع
کیا خط باقی رہا وہ خط طول کا ہے جبکہ عمق اور عرض دونون غائب ہوگئے
پھر خط کے طول کو قطع کیا تو اُسکے آخر بازگشت مین ایک نقطہ رہگیا وہی جز
لایتجزی ہے کہ جسکو نام نہاد نقطہ قرار دیا اور ظاہر ہے کہ ابتدا وحدت سے
کثرت ہوئی تو وہی وحدت مبدا ہے تم سب کا جبکہ شاغل بالیقین اُسپر
قائم ہوا اور تصورات صادقہ سے اُسمین محویت ہوئی تو بعالم حیات اور بعد
ممات طالب کو وہی وصل ہے درحقیقت یون اپنے آشیانۂ قدیم کو طالب
پہونچتا ہے اور اب یہ بھی سمجھنا ضرور کہ واجب وممکن وممتنع یعنے واجب تو
وممکن ظہور وممتنع فرض عمق و وجوب لازمی ظہور عالم خلق عارضی ممتنع فقط
خیالات سے ہی اور درحقیقت وہی نقطہ ہے کہ ہوالاول ہوالآخر ہے کہ جو ذات وحدت
الوجود ہے اور یہ عالم جو خلق ہوا اُسے مین تخلیل ہوتا ہی سوال بھلا نقطہ کیا چیز ہے
جواب شارع کا قول ہی کہ امر الہی ہے کہ اُسی سے ابتدا مراتب موجودات ونفوس
وعقول وعناصر کے پیدائش ہے پھر یہ سب بازگشت مین منتہی اُسی طرف ہی اور اُس

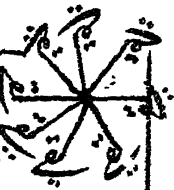
فقرهٔ بالا بہ اتفاق کل سالکان طریقت عارف لقا باللہ کا ہے کہ جو لقطہ علم مبدا ہر وجود کا ہے اور واضح ہو کہ علمائے فلسفہ بھی صاحب مذہب ہین انکے دو مذہب ہین ایک کا قول ہے کہ آسمان و زمین کے سوا خلا ہے دوسرے کا قول ہے کہ ارض و سما کے سوا ملا ہے اور مذہب صوفیہ یہ کہ نہ خلا ہے نہ ملا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہین سبکو احاطہ کیے ہوے ہون اور ہین سے مراد قدرت ہے اور قدرت کا جسم نہین کہ محسوس ہو سکے پس اُس قدرت کی جو کیفیت ہے مثال جیسا پھول کی خوشبو وہ احاطہ کیے ہوے ہے ادراک عالم ظاہری سے اور وہ کیفیت بری ہے بیان سے بیان اُسکا الفاظ اور استعارات مین ممکن نہین اور حضرات صوفیہ بھی دو فریق ہین ایک وجودیہ سابق اور دوسرا شہودیہ حال کا یہ دونون ذات پاک اللہ تعالیٰ مین بحث کر رہے ہین - وجودیہ قائل نقطہ مرکز کے کہ وہی ہمہ اوست ہے اور شہودیہ ہمہ از وست کے قائل ہین وجودیہ کے ساتھ عشاق کو اتفاق - شہودیہ کے ساتھ شارع کو مذاق ہے ضرور ہے کہ طلباے تصوف خوب غور کرین کہ علماے شریعت کو پردہ ادب کا حائل بہشت اور دوزخ کے جھگڑے مین پڑے ہین اور جو فریق صاحب عاشق کامل ہین انکو بے حجابی اور بے حیائی کی سامنے انکے کسیطرح کا پردہ نہین وہ دوزخ کو بجھا کے اور بہشت کو جلا کے رہی عشق سے مرکز خود مین تحلیل ہوتے ہین کیونکہ عاشق غیبیہ روح اُنکی ہین اور شرع والے مقید روح مثالی کے جنکی نسبت جزا و سزا کا قانون شریعت ہے انکے کتب مطولہ سے صحبت ہے اور عارفان باقی باللہ کا کتبخانہ سفینہ ہے اور متاخرین نے طلباے مبتدیون کی سمجھنے کے لیے کچھ بطور حکایات و کہانی لکھا ہے ۲۰

اب اس مقام پر یہ بھی سمجھو کہ اللہ تعالےٰ نے کہیرا کیا عقائد نکو اور دلوان انسانکے
جس کو جس لایق سمجھا اور اوسکے واسطے نتیجہ کار پروردگار پہلے ہی مقدر کر چکا
اور واسطے رہنمائی ظاہری ایک فریق کے بہیجا نبیونکو ساتہ دلائل عقلیہ کے
چنانچہ یہ ثابت ہوا ہے توریت کتاب موسیٰ وادر اور کتابون او صحیفون اور وحی
اور الہام سے نبیونکو اللہ تعالےٰ نے اپنے نور روشن سے جو تہا حصہ نکالا واسطے
اپنے پرستش اور نمایش کے الغرض ہیجدہ ہزار مخلوق کو اسی شئی اب لحاظ کرو نہ
اسی کا وہ نور تہا جس سے سب کائنات مرتب ہوئی اور عقلی نقلی دونون قاعدونسے
غور کرو تو ہیجدہ ہزار مخلوق کا مرکز وہی ہے اور اس نور سے آتش اور آتش سے
ہوا اور ہوا سے پانی اور پانی سے خاک نکالی یعنے نور لطیف تر اور اس نور کا میل
آتش اور آتش کا میل ہوا اور ہوا کا میل پانی اور پانی کا میل خاک ہے کہ اسی
خاک سے قالب آدم تعمیر ہوا اور پہر وہ نور پاک اسمین داخل ہوا تو نور پاک سے
پانچوان درجہ خاک کا سفلے ہوا اور یہی مقامات خمسہ عروج کے ہین یعنے نور ہاہوت
مقام جبروت آتش لاہوت مقام معرفت باد جبروت مقام حقیقت آب ملکوت مقام
طریقت خاک ناسوت مقام شریعت ہے اور نور نفس لاالہٰ الا ہو وحدہٗ ہے
ذات رب اور نار نفس مطمینہ روح حیوانی یہی ظہور کثرت ذات اور باد نفس لوامہ
روح نفسانی ہے آئینہ جمال رسولؐ اور آب نفس ملہمہ قوت طبعی ہے فیض مرشد
اور خاک نفس امارہ ہے قالب مثالی انسان کا طالب فیض چنانچہ عروج اور
نزول کے یہی منازل ہین چار استقدراجی اور ایک کوئی کہ جو مقام حیرت ہے
اتفاق ہے اسباب پر کسی فرقہ کو مقام دم زدن کا نہین اور یہہ بہی یاد رہے

کہ جب صور پھونکا جائیگا اور سب اشیٔ فنا ہوگی اور فنا سے مراد یہ ہے کہ روح
سبھونکی اپنے اپنے قالبون سے علیحدہ ہو جائیگی تو خالی قالب اُنکی کون سی
طرف پر قرار پا دینگے اگر یہ سمجھتے ہو کہ یہ قدرت سے سب نابود ہو جائینگے نہین نہین
ہیولے سبکے باقی رہینگے جیسا کہ درخت خشک ہو کر سوکھی لکڑی ہوا اُس لکڑیکو
جلایا تو کوئلا ہوا پھر کوئلا جلایا تو راکھ ہوئی جب راکھ کو پکایا تو نمک ہوا جب نمک کو
جلایا تو اُسکا دھوان نکلا اُسیکا نام ہیولہ ہی غرض وہ دھوان طرف اپنے کرہ نار کے
جا کر اُسمین ملتا ہے اور کرہ نار تعلق نور کے ہے اور نور وہی چیز تھا حصہ سابق جو نکلا
ہوا ذات پاک سے تھا پس اپنی اصل کیطرف رجوع کر گیا غور کرو کہ اسی کا نام
وصل ہے اور وہ ایک عالم عدم ہے کہ جہان تحلیل ہوتا ہے تو یون سمجھو کہ خود فنا
ہو کر اُسکی لقا مین شریک ہوا اب وہی وحدت الوجود کا مسئلہ صادق آیا اب
بحیثیت حیرت کے عدم کی کیفیت عدم کی ماہیت عدم کی قدرت عدم کی دید
عدم کا اثر بیان نہین ہوسکتا کہ کچھ کہہ سکون اور جبکہ طالب نے اُس مقام کو دیکھا
اور اُس تک پہونچا تو عقل سلب ہوگئی اور اُسکی ذات ششدر گم ہوگئی اور اُس
گم گشتگی سے مراد مدرقہ تصور سے فنائے ذات خود ہے بس فصل کیا یعنی فصل ہے
اس حالت مین ادب کے سبب مین وہ بات نہین کہہ سکتا کہ جسکا کہنا ضرور ہے
اگر کہے تو سزاوار حد شریعت کا ہوتا ہے سوال حیات اور ممات کیا چیز ہی جواب
دونون صفات الہیہ کے پرتو ہین سوال خلقت موت اول ہے یا خلقت حیات
جواب باعتبار وجود کے موت اول ہی اور حیات بعد یعنے اول موت جہان مین
پیدا ہوئی تھی بعد اُسکے حیات ارحام مین آئی اور حیات اول اس اعتبار سے ہی

کہ عدم سے پاؤن بیچ ایوان شہود کے رکھا وہ مستعار ہے اور باعتبار اس ظاہر کے
بعد حیات کے اُسکو موت آئی تو بعد موت تھی کہ اس قفس عنصری کو چھوڑا عالم لقا کو
گئے اور یہ وجود اُسکا کالعدم ہوگیا اور یہ حیات ابدی اپنے پیچھے موت نہین رکھتی
اس بحث سے یہ تحقیق ہوتا ہے کہ یہ حیات مستعار اس جہان سے بیچ دو
عدم کے واقع ہے تصدیق یہ ہوتا ہے کہ ابتدا سے عدم اور انتہا سے عدم
ثانی ہے اور عدم کی نظیر یون ہی ہے اگر حا رکے اوپر نقطہ ہے تو خدا ہے اور
اگر وہ نقطہ حا رکے نیچے ہے تو آدم ہی یعنے جدا ہے اور مصداق اسکے یہ شعر
محقق کا ہی شعر فی الحقیقت دگرے نیست خدائیم ہمہ ؎ لیکن از گردش یکی نقطہ
جدائیم ہمہ ؎ اور اگر نقطہ نہ اوپر اور نہ نیچے ہے تو یہی حا رحجاب حیات کا ہی غرضکہ
حا رکے نقطہ اوپر ہونے سے خدا کہلایا اور حا رکے نقطہ نیچے ہونے سے بنام
نہاد آدم جدا کہلایا اور حا رسے بے نقطہ خود ہے خود وحدت الوجود ہی دوسرا
کوئی نہین سمجھو کہ اول عدم سے آنا اور ثانی عدم مین جانا اور چندے قبۂ آسمانی زیر
مستعار قیام کرنا ہے مفصل ذکر اُسکا مثالاً بحث درخت عشق مین آگے لکھا گیا ہی
ملاحظہ کرنا مثال دوسری یہ کہ ۲۸ حروف ابجد کے شروع الف سے تا غین اور
بازگشت مین ۲۷ حروف غین سے الف مین تحلیل ہوتے ہین مثال تیسری
جیسا ایک عدد سے نو تک بازگشت مین آٹھون عدد ایک عدد مین تحلیل ہوتی
ہین چوتھی مثال جیسا کہ ہفتہ وار روز تو اول روز اتوار ہے تو روز شنبہ فی جر بازگشت کی
تو ساتھ اُسکے سب دن اتوار مین تحلیل ہوگئے غرضکہ مرکز اول پر نظر سب کی ہی
یہ چارون مثال شاہ خبر لا یخبری کے ہین نقشہ اُس کا یہ ملاحظہ ہو ـ

سلم خط ... (حاشیہ)



کہ جو نقطہ درمیان کا ہے اُسیکو اثبات ہی اور اُسی سے سب خطوط برنگ ہفتے نکلے اور سب خطوط بازگشت سے اُسی نقطہ مین تحلیل ہونگے کہ وہی مرکز ابدی ہے پس تصور کر وہی نقطہ عدم ہے اور وہی موحدت ذات عدم کی ہی کہ جسکی یہ سب کثرت عالم ظہور مین ہی اور لابد ہی کہ یہ کثرت بازگشت مین اُسی نقطہ وحدت مین تحلیل ہوگی کہ یہان ہیجدہ ہزار مخلوق ہین اور وہان واحد ہی سواے اُسکے کوئی دوسرا مبدا نہ پایا گیا کہ سواے اُسکے دوسرے طرف بازگشت ہوتی اسبات کو سواے کاملان اہل دل و دید کامل کے کسی دوسرے کو نہین معلوم اور اس موقع پر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین

ابیات نقطہ جنبش کرد و خط آمد پدید ؛ لیک جسم نقطہ را آن خط نہ دید ؛ از وجود خط چو نقطہ یافتی ؛ صاف گشتی جستجو بگذاشتی ؛ یعنے النقطۃ فی الخط الخطفی النقطہ بمعنی اسکے الجزر فی الکل الکل فی الجزء اور بعض کملا کا کلام ہے - کہ حیات کا نام نفی ہی اور عدم کا نام اثبات ہے مثال اُسکی وہی خبر لایتجزی جو نقطہ عدم کا ہی کہ جو حی القیوم ہی اور وہی ہیجدہ ہزار مخلوق مین موجود اور دوسرے سب اُسکے لباس ہین نہ اُسکی ابتدا ہے اور نہ انتہا ہے اُسی پر اطلاق نیرنگی کا ہی کہ جسکے شرح سے قلم اور زبان دونون قاصر ہین - اب عالم ظہور مین اُس نیرنگی کے فعل کی حقیقت سنیئے کہ فناے اصلی اور فناے مثالی دو ہین چنانچہ اصلی من اللہ ہے اور مثالی بارادہ ذات ہی اسطرح سے کہ اگر انسان حیات مستعار مین ساتھہ علاقہ دنیا کے غافل رہکر مرگیا نتیجہ اُسکا بیہودہ اور بے کیف ہی یہ من اللہ ہے اور اگر انسان نے زندہ رہکر علاقہ دنیا کو ترک کیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تھا ہاں دونوں حالت مساوی ہے لیکن وہ تو عشق حقیقی ہے عشق مجازی کی اصل
سُن تو کہ جب مجنوں کو [illegible] جنوں ہوا اور تصور میں لیلیٰ کے محو ہو گیا اور ترک
اور تصور [illegible] خیال [illegible] لیلیٰ کا اپنے دل میں [illegible] کہ صحرا میں
گوشہ [illegible] قائم ہوگیا اسی درد میں ایک مدت [illegible] تصور [illegible]
بیٹھا اسی حالت میں ایکبار لیلیٰ سامنے مجنوں کے آکر کھڑی ہوئی اور کہا
کہ ای مجنوں میں لیلیٰ آئی ہوں [illegible] مجنوں نے [illegible] جواب
دیا کہ انا لیلیٰ ہوں انا مجنوں لیلیٰ کہاں ہے لیلیٰ [illegible] خود ہی مجنوں ہوں اور خود
لیلیٰ ہوں۔ تو جائے لحاظ ہے کہ جب عشق مجازی کی یہ تاثیر ہے تو عشق حقیقی کو
کسقدر زور اور نمایش اور تاثیر ہوگی اگر بات عقل [illegible] اور [illegible]
اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنی ہم نزدیک ہیں
رگ جان سے اور پھر فرمایا اللہ نے نفخت فیہ من روحی یعنی پھونکی
بیچ اسکے روح اپنی روح سے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اینما تولوا فثم وجہ اللہ
یعنی جدہر پھرو تم اودھر موجود [illegible] ہے وان اللہ علی کل شیء محیط
تحقیق اللہ تعالیٰ ہر شی پر گھیرا ہوا ہے اللہ نور السموات والارض اللہ
نور ہے آسمانوں اور زمین کا وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ یعنی نہیں پھینکا تو نے
جسوقت کہ پھینکا تیر لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا وسنریہم آیاتنا فی الآفاق و

انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق ثم لم تقتلوا هم ولکن الله قتلهم وهو
معکم اینما کنتم ونحن اقرب الیه منکم ولکن لا تبصرون ٥ بے قریب
بتلاوینگے ہم نشانیاں اپنی زمین کی اور ذاتون انکی کی یہانتک ظاہر ہوا انکو
حق قتل کیا تمنے انکو مگر اللہ تعالی نے قتل کیا ساتھ تمہارے ہی جہان تم ہو اور
ہم قریب ہین طرف انکے تمہارے سے لیکن تم نہین دیکھتے ہو اور یہ حدیث
قدسی ہے خلق اللہ آدم علی صورتہ یعنے پیدا کیا آدم کو اللہ نے اوپر
صورت اپنی کے اور جناب محمد مصطفی رسول الثقلین آئینہ جمال باری تعالی
مخبر صادق یہ فرماتے ہین والذی نفس محمد بیدہ یعنے قسم اس کی جسکے ہاتھ محمد کی
جان ہے جسکے ہاتھ مین ہو انکم دلیتم بحبل الی الارض السابعة السفلی لهبط
علی اللہ ثم قرء علیہ السلام اللهم انت الاول لیس قبلک شیء و
انت الاخر لیس بعدک شیء وانت الظاهر لیس فوقک شیء وانت
الباطن لیس دونک شیء اگر ڈالو گے ساتھ ایک رسی کے ساتون زمین
کیطرف البتہ گریگا اللہ پر پھر پڑھا حضرت نے اللہ تو اول ہے نہین آگے تیرے کوئی
چیز اور تو آخر ہے نہین بعد تیرے کوئی چیز اور تو ظاہر ہے نہین اوپر تیرے
کوئی چیز اور باطن ہے نہین ہے نیچے تیرے کوئی چیز اور پھر یہ فرمایا رأیت
ربی علی صورۃ شاب امرد دیکھا مینے رب کو اپنے اوپر صورت نوجوان بے ریش
رأیت ربی علی صورۃ الفرس اور دیکھا مینے رب اپنے کو اوپر صورت گھوڑے کی
اور یہ بھی فرمایا ورأیت ربی علی صورۃ الحالمشتہ اور دیکھا مینے رب کو اپنے اوپر صورت
عائشہ کی اور یہ بھی فرمایا کہ من رآنی فقد رأی الحق یعنے جسنے مجھے دیکھا

الحقیقۃ اسمائہا کو دیکھا - اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ فرماتے ہین مَا رَاَیْتُ
شَیْئاً اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ یعنے نہین دیکھا مین نے کوئی چیز کو لیکن دیکھا اسمین
اللہ تعالیٰ کو - اور حضرت عمر فاروق فرماتے ہین مَا رَاَیْتُ شَیْئاً اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ مَعَہٗ
یعنے نہین دیکھا کسی چیز کو مگر دیکھا اللہ کو ساتھ اُسکے - اور حضرت عثمان غنی فرماتے ہین
مَا رَاَیْتُ شَیْئاً اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ بَعْدَہٗ نہین دیکھا مین نے کسی چیز کو مگر دیکھا اللہ کو
بعد اُسکے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ فرماتے ہین لَمْ اَعْبُدْ رَبّاً لَمْ اَرَہٗ نہین
عبادت کی مین نے رب کی جب تک کہ نہین دیکھا مینے اُسکو - اور حضرت قطب الاقطاب
غوث الثقلین محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہین لَا سَمَآءَ
وَلَا اَرْضَ وَلَا سَاکِنَ بَیْنَھُمَا اِلَّا ھُوَ نہین ہے آسمان نہ زمین نہ کوئی رہنے والا
اسمین مگر وہی اللہ تعالیٰ - اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہین کہ
اَلْحَقُّ مَحْسُوْسٌ وَالْخَلْقُ مَعْقُوْلٌ بَلِ اللّٰہُ بَاقٍ وَھُوَ مُنَزَّہٌ بِاعْتِبَارِ الذَّاتِ
وَمُشَبَّہٌ بِاعْتِبَارِ الصِّفَاتِ یعنی حق محسوس ہے اور خلق معقول بلکہ اللہ تعالیٰ باقی ہے
اور تمام فانی اور وہ منزہ ہے باعتبار ذات کے اور مشبہ ہے باعتبار صفات کے ؎
شعر اِنَّمَا الْکَوْنُ خَیَالٌ وَھُوَ حَقٌّ فِی الْحَقِیْقَۃِ ؎ کُلُّ مَنْ یَّفْھَمُ ھٰذَا حَازَ
اَسْرَارَ الطَّرِیْقَۃِ ؎ خبر این بیت کہ کون خیال ہے درحقیقت وہ حق ہے جسنے
سمجھا اسبات کو پایا اسرار طریقت کو - اور قیصری قدس اللہ سرہ فرماتے ہین
اِنَّ الْمَوْجُوْدَاتِ بِذَوَاتِھِمْ وَوُجُوْدَاتِھِمْ وَکَمَالَاتِھِمْ کُلُّھَا مَظَاھِرُ الْحَقِّ
وَھُوَ ظَاھِرٌ فِیْھِمْ وَمُتَجَلِّیْ بِھِمْ وَھُوَ مَعَھُمْ اَیْنَمَا کَانُوْا لَھُمْ وُجُوْدُھُمْ
وَبَقَاھُمْ وَجَمِیْعُ صِفَاتِھِمْ بَلْ ھُوَ الَّذِیْ ظَھَرَ بِھٰذِہِ الصُّوَرِ کُلِّھَا فَھِیَ

المحسوس بالذات والحق بالتبعیة ترجمہ تحقیق موجودات اپنے ذاتون مین وہمی ہین
اور وجود ان کا خیالی ہے ظاہر نہین ہین اور وہ اپنے ظاہر ہونے مین محتاج ہین طرف اُسکے
اور اُسکے ساتھ ہین ... نہین ہوتے ... ان کی اور بقا ان کی وحقیقت ...
اُسکے بلکہ وہی ہے ان تمام صورتون سے وہی حق ہے اصالتاً اور بالتبع خلق ہے
اور سید عبد الکریم قدس سرہ جیلی فرماتے ہین وَلَهُ وَصْفَانِ اَلْوَصْفُ الْاَوَّلُ
الْحَقُّ وَالْوَصْفُ الثَّانِیْ الْخَلْقُ وَلَهُ نَعْتَانِ النَّعْتُ الْاَوَّلُ الْقِدَمُ وَ
الثَّانِیْ الْحُدُوثُ وَلَهُ اسْمَانِ الْاِسْمُ الْاَوَّلُ الرَّبُّ وَالثَّانِیْ الْعَبْدُ یعنی واسطے
اُسکے دو صفت ہین اول حق اور ثانی خلق اور اُسکے لیے دو نعت ہین اول قدم
دوم حدوث اور اُسکے دو نام ہین پہلا رب اور دوسرا عبد اور حضرت شیخ شبلی
قدس اللہ سرہ فرماتے ہین لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ غَیْرُهُ دَیَّارٌ یعنی نہین ہے دونون
جہان مین سوا اُسکے رہنے والا - اور حضرت شیخ معروف کرخی قدس اللہ سرہ فرماتے
ہین لَیْسَ فِی الْوُجُوْدِ اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ یعنی نہین ہے بیچ وجود کے کوئی مگر اللہ تعالے
اور صاحب تحفۃ المرسلہ قدس سرہ کہتے ہین اِنَّ الْحَقَّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی هُوَ الْوُجُوْدُ وَاَنَّ
ذٰلِکَ الْوُجُوْدَ لَیْسَ لَهُ شَکْلٌ وَلَا حَدٌّ وَلَا حَصْرٌ وَمَعَ هٰذَا ظَهَرَ وَتَجَلّٰی بِالشَّکْلِ وَ
الْحَدِّ وَلَا یَتَغَیَّرُ عَمَّا کَانَ عَلَیْهِ مِنْ عَدَمِ الشَّکْلِ وَعَدَمِ الْحَدِّ بَلِ الْاٰنَ کَمَا
کَانَ وَاَنَّ الْوُجُوْدَ وَاحِدٌ وَالْاَلْبَاسُ مُخْتَلِفَةٌ وَمُتَعَدِّدَةٌ وَاَنَّ ذٰلِکَ
الْوُجُوْدَ حَقِیْقَةُ جَمِیْعِ الْمَوْجُوْدَاتِ وَبَاطِنُهَا وَاَنَّ جَمِیْعَ الْکَائِنَاتِ حَتَّی الذَّرَّةِ
لَا تَخْلُوْ مِنْ ذٰلِکَ الْوُجُوْدِ ترجمہ تحقیق اللہ تعالی وہی موجود ہے اور واسطے
۱۹۰ اُس وجود کے کوئی شکل نہین اور کوئی حد وحصر نہین باوجود اسکے کہ ظاہر ہوا اور

در تحقیق وجود واحد ہے اور لباس مختلف اور متعدد ہین اور تحقیق یہ وجود حقیقت تمامی موجودات کی ہے اور انکا باطن ہے اور تمامی کائنات ایک ذرہ تک اس سے خالی نہیں ہے۔ اور مولانا جامی فرماتے ہین ؏ ممکن ز تنگنا ے عدم پا کشیدہ است ؏ واجب بجلوہ گاہ نہان نا نہادہ گام ؏ در حیرتم کہ این ہمہ نقش ظہور کیست ؏ بر لوح صورت آمدہ مشہور خاص و عام ؏ اور مولانا مولوی جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؏ مستزاد

ہر لحظہ بشکل آن بت عیار برآمد دل برد و نہان شد	ہر دم بلباس دگر آن یار برآمد گہ پیر و جوان شد
گہ نوح شد و کرد جہان را بدعا غرق خود رفت بکشتی	گہ گشت خلیل و بدل نار برآمد گلزار ازان شد
یوسف شد و از مصر فرستاد قمیصے آن جلوہ عالم	در دیدۂ یعقوب چو انوار برآمد تا دیدہ عیان شد
یونس شد و در بطن سمک رفت بدریا از بہر تماشا	موسی شد و جویندۂ انوار برآمد بر طور روان شد
خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ خود رند سبوکش	خود بر سر آن کوزہ خریدار برآمد بشکست و روان شد
خود گشت صراحی و می و ساغر و ساقی خود بزم نشین شد	خود آن می و سرمست ببازار برآمد شور دل و جان شد
فی نی کہ ہمین بود کہ میگفت انا الحق در صورت منصور	منصور نہ آن بود کہ بر دار برآمد نادان بگمان شد
این جملہ ہمین بود کہ می آمد و میرفت ہر قرن کہ دیدی	تا عاقبت آن شکل عرب وار برآمد دارای جہان شد
رومی سخنی کفر نگفتہ است و نگوید کس در ہمہ عالم	کافر شود آنکس کہ بانکار برآمد مردود جہان شد

اور مولانا جامی قدس سرہ فرماتے ہین

دور بینان بارگاہ الست ؏	بیش ازین پے نبردہ اند کہ ہست
ذات پاکش ز چونی و چند است	ہستی سادہ از نشان مند است
در مکین و مکان چہ فوق و چہ تحت	وحدتش ساذج است و ہستی بحت
وحدتے گشتہ کثرتش طارے	وہ ہمہ ساری و از ہمہ عاری

از حدود و تعلقات برون ؛ وز قیود و تعینه مصئون ؛
نه بدام قیود صید شده ؛ نه باطلاق نیز قید شده ؛
هم مقید خود است و هم مطلق ؛ گه ز باطل نمود گاه ز حق ؛
قید او ساز وار با اطلاق ؛ زهر ش آمیزگار با تریاق ؛
اوست مغز جهان جهان همه اوست ؛ خود چه مغز و چه پوست خود همه اوست
بود کل جهان در دستور ؛ کرده در کل بذات خویش ظهور
کل در عین اوست او در کل ؛ عین کل همچو آب اندر گل ؛
آب در گل گلست و گل در آب ؛ آب و گل این دقیقه را دریاب
همسایه و همنشین و همره همه اوست ؛ در دلق گدا و اطلس شه همه اوست
در انجمن فرق و نهان خانه جمع ؛ بالله همه اوست ثم بالله همه اوست

اور سید محمد حسینی گیسو دراز یہ فرماتے ہین غزل

ای ز نورت آفرینش شد مصور در جهان ؛ عقل حیران زین تعجب فهم ابتر در جهان
هر چه در عالم عیانست این ز هر کائنات ؛ از نقاب روی تو هر یک منور در جهان
آفتاب و ماهتاب و هم زمین و آسمان ؛ باستفاده نور تو قمر مدور در جهان
گه هلالی میشود این نور تو اندر طلوع ؛ گه بغیرت در سفر شد بدر انور در جهان
گاه کردی صبح صادق گاه کردی وقت شام ؛ گه شب تاریک کردی گه قمر در جهان
گاه کردی چرخ گردان گاه کردی برج ؛ گاه کردی روز روشن گه سفیر در جهان
گه نمائی رنگ اسود گه کنی رنگ سفید ؛ گه سفیدی گه سیاهی گاه احمر در جهان
گاه گندم گون نمائی گه ملاحت رنگ ؛ گه نمائی سبز گونش گاه اصفر در جهان

گاه خانه گاه مهمان گاه صحرا گاه کوه / گاه دهقان گاه شحنه گاه سرور در جهان
گه زمین و گه سمائی گه میان این و آن / گاه نجمی گه تو شجری گه شمس در جهان
گاه بری گاه بحری گاه باشی هین ببین / گاه گوهر گاه دریا بحر اخضر در جهان
گه خلائق گه ملائک گاه عقل و گاه فهم / گاه روحی گاه بشری جمله برتر در جهان
گاه آدم گاه حوا گاه شیطان گاه دیو / گاه گریان گاه شادان گاه غم پرور جهان
گه محمد گاه عمر و گاه عثمان گه علی / گه نمائی همچو آن صدیق اکبر در جهان
از مفصل درگذر بر یک سخن کوتاه کن / هر چه بینی در دو عالم اوست اظهر در جهان
ای خدا چون توئی غم و شادی / تهمتی را به ما چه بنهادی
هم تو لیلی و هم تو مجنونی / هم تو شیرین و هم تو فرهادی
یاری دارم که جسم و جان صورت اوست / چه جسم و چه جان جمله جهان صورت اوست
آفتابی در هزاران آبگینه تافته / پس برنگ هر یکی تابی عیان انداخته
جمله یک نور است لیکن رنگهای مختلف / اختلاف این و آن را در میان انداخته
چشم دارم همه پر از صورت دوست / با دیده مرا خوش است چون دوست در اوست
از دوست و دیده فرق کردن نیکو نیست / یا دوست بجای دیده و یا خود اوست
منی و توئی چون که یکسو شود / همه این و آن جمله یکرو شود
بچشم من این روی ما را ببین / که در هر دو گیتی منم بالیقین
هیچ میدانی که هستی نیستی یا کیستی / در دولت در باب نیکو هستی یا نیستی
اینکه می بیند بصیر است اینکه بشنود سمیع / آنکه میداند علیم است پس بگو تو کیستی
هر نقش که بر تخته هستی پیدا است / آن صورت آنکس است کان نقش آراست

دریا کہن چو بر زند موجے نو — موجش خوانند و در حقیقت دریا است
این نسخہ نامہ الٰہی کہ توئے — وین آئینہ جمال شاہی کہ توئے
بیرون ز تو نیست آنچہ در عالم ہست — در خود بطلب ہر آنچہ خواہی کہ توئے

حضرت صوفی سرمد قدس اللہ سرہ فرماتے ہین رباعیات

اے جلوہ گر نہان عیان شو بدر آ — در فکر بجستیم کہ ہستے تو کجا
خواہم کہ در آغوش کنارت گیرم — تا چند تو در پردہ نمائی خود را
مشہور شدی بدلربائی ہمہ جا — بیمثل شدی در آشنائی ہمہ جا
معشوق نشین طور توام اے جانان — خود را نہ نمائی و نمائی ہمہ جا
گر روی تو علم بہ دلربائی خود را — ہم در فن مہر آشنائی خود را
این دیدہ کہ بیناست تماشای تست — ہر لحظہ بصد رنگ نمائی خود را
چون معنی لفظ ما و او را بنگر — چون چشم و نگہ جدا و یک جا بنگر
یکدم ز کسی جدا نیابی ہرگز — مانند گل و بوست بہر جا بنگر
ترک کردم چارہائے جملہ از ما و خویش — تو حق را دیدہ ام از زیر تا بالای خویش
گر تو می خواہی چنین ہم شو جدا از جای خود — تا ببینی مظہر حق جملہ سر تا پای خویش
یا ترک تعلق نفسے یار بشو — زین بار گران دمی سبکسار بشو
تا چشم کنی باز بہم باز نسے — ای بیخبر از خویش خبردار بشو

مغربی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہین رباعی

یارم ہر ساعتے آید ببازار دگر — تا بود حسن و جمالش را خریدار دگر
کسوت دیگر بپوشد جلوہ دیگر کند — مظہر دیگر نماید بہر اظہار دگر

مولانا عبد الرحمن علیہ الرحمہ فرماتے ہین رباعی

گر طالب سِتر بود و گر کاسب خیر — گر صاحب خانقاه و گر راهب دیر

از روی تعین همه غیر اند نه عین — وز روی حقیقت همه عین اند نه غیر

سید ناصر علیشاه رحمت اللہ علیہ فرماتے ہین تخلص شاعر رباعیات

اللہ محمدؐ شده آمد اینجا — از نور رخش کرد جهان را پیدا

شاعر بنظر هرچه درآید بیشک — اظهار وجود اوست حسن یکتا

عدم به بقا باش و فنا را دریاب — در راز بقا عین بقا را دریاب

غافل تو چه از وجود هستی هستی — آدم شده در عدم خدا را دریاب

این جمله وجودی و شهودی بدوسو — گوید همه او یکے و دیگر همه نه دو

از دار مرا چه خوف باشد بجهان — منصورم انا نه گویم الا حق هو

الله شوم چه خواب گر رود طاری — والله محمدؐ دم دم بیداری

در خلوت و بزم شاهدی جز من نیست — در روز رسول و شب جناب باری

ای شان تو حیران کندم از هر شان — عالم همه جسم و تو درو همچو جان

چه جسم و چه جان هر دو جهان بیشک و ریب — باشد بوجودت نبود غیر تو آن

ای حسن خفی چه بی نیاز آمدهٔ — خود عاشق خود با متیاز آمدهٔ

از وحدت خود نموده رو در کثرت — آدم شده خود کاشف راز آمدهٔ

یوسف شاه صاحب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دو سطرین تصحیح شده ہین

تو بهجر نه هر شب فغان و غوغا کن — بهر سحر پئے وصلش تلاش بیجا کن

برای دیدن او قلب را صفا کن — مثال آئینه غافل تو چشم دل وا کن

جمال دوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

جو شوق دید ہی تجھکو تو جام عشق کو پی — لقا نہ ہو تجھے پھر احتیاج عینک کی
نہ جا حرم کو نہ کر ذکر قلبی دستی — ہر ایک جا متجلّی ہی حضرت باری

جمال دوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

یہ کائنات ہی آئینہ ہی وہ آئینہ ساز — اسی کا عکس ہے اسمین بصد کرشمہ و ناز
رہا نہین کسی صورت سی دیکھیہ پنہان راز — تیرے ہی پیش نظر باب گنج مخفی باز

جمال دوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

مین کسکو نفی کرون اور کسکو اب اثبات — وہ ایک ذات ہے موجود باہزار صفات
اشارہ کرتے ہین یون اہل صوفیہ کے نکات — وہ آپ ہی آپ ہے معبود قبلۂ حاجات

جمال دوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

ہوئی ہی دانہ سی پنبہ کے پہلے دیکھہ نمود — نمود پنبہ سے پھر ہی ظہور تار و پود
وہ تار و پود ہے دستار و پیرہن کا وجود — سمجھ تو یار سمجھ ہی وہ ذات یون موجود

جمال دوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

وہی ہے تخم وہی پھول اور وہی ہی شجر — وہی ہی شاخ وہی برگ اور وہی ہی ثمر

تجھے مقام ہمہ اوست پر نہیں ہے نظر   جو دیکھے رنگ حقیقت کو تو برنگ دگر

جمال اوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

وہ لامکان ہی اگرچہ یہ اسکے سب ہین مکان   ظہور جلوہ معبود جابجا ہے عیان
کہون ہون مسئلہ وحدت الوجود بیان   اس ایک یا نہ سی تو دیکھ حسن دو جہان

جمال اوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

کہین وہ شمع شبستان ہی اور کہین ہی گل   کہین پتنگ ہی وہ اور کہین ہی وہ بلبل
جہان مین اسکی ہی نیرنگیون کا برپا غل   ہر ایک جزو مین دیکھا وہی ہی مظہر کل

جمال اوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

جدا ہی آب سے قطرہ نہ موج اور گرداب   برنگ قطرہ گرداب موج خود ہی آب
خدا کیواسطے کر دور درمیان سے حجاب   شتاب دیدۂ بینا کو کھول شکل حباب

جمال اوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

محیط یون ہی وہ ہر شی مین داور غفار   کہ جیسے نقطہ سے ہو گرد حلقۂ پرکار
وہ تحت و فوق ہی اور وہی ہی یمین و یسار   نہ کر تو دلمین پس و پیش ہو کہین بیدار

جمال اوست بہر شش جہت تماشا کن
خدا نقاب ندارد تو دیدہ پیدا کن

ولہ

جب سے آدم مین ہوا خانہ نشین نور قدم　　دم کشاکش مین ہر اپنی وجود اور عدم
جبکہ دم کو ہوا ظاہر کہ یہی ہی ہمہ عالم　　مضطرب ہو کے لگا پڑھنے یہ مصرع ہر دم

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم
آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم

شمع فانوس کے پردہ مین ہے دیکھو ظاہر　　ایکسان جلوہ دکھاتی ہے وہ اندر باہر
جبکہ پروانہ ہوا راز سے اسکے ماہر　　بیقراری سے کہا دیکھو تماشا آکر

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم
آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم

یار کو دیکھتی پھرتی ہے نظر جو ہر جا　　پھر کہین اسکا ذرا بھی نہین ملتا پتا
آئینہ اسکے مقابل مین کہین آجو گیا　　عکس سے ہوتی ہے دو چار لگی کہنے وہ

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم
آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم

ماہی تشنہ جو دریا مین پھرے ہے مضطر　　ڈھونڈھتی پانی کو ادھر بیٹھے ہے وہ اندر
بوند پاتی ہے وہ جب پانی کے اوپر آکر　　ڈوب جاتی ہے بس اس غم سے یہ مطلع کہکر

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم
آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم

ذرے خورشید کی خواہش مین اگر جاتے ہین　　پر نظر مین وہ کسیکے بھی نہین آتے ہین
روزن خانہ سے جسوقت شعاع پاتے ہین　　خود چمکتے ہین زبان پہ یہ سخن لاتے ہین

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم

آب در کوزه و من تشنه دهان میگردم

ایک دن پیر طریقت نے کہا مجھ سے یہ حال ۔ تو خدا خود ہی خود آوا آو کے پردہ کو نکال
جب خود آیا تو خدا سے ہوا در پردہ وصال ۔ اسلیئے اپنی زبان پیر ہوا ہے یوسف یہ مقال

یار در خانه و من گرد جهان میگردم
آب در کوزه و من تشنه دهان میگردم

مجھ فقیر کے مہربان عیسی دوران حکیم غلام دستگیر روشن ضمیر حبیب دوران شاغل کامل وہ فرماتے ہیں

فنا ہو کر جو دیکھا سب جہان اللہ ہی اللہ ہے ۔ زمین و آسمان کو تو مکان اللہ ہی اللہ ہے
حرم اور دیر مین کیا ہے جو دیکھو چشم حق بین سے ۔ یہان اللہ ہی اللہ ہے وہان اللہ ہی اللہ ہے
تو تم اعتباری ہو وہی ہے سب وہی ہے سب ۔ مکین اللہ ہی اللہ ہے مکان اللہ ہی اللہ ہے
دوئی چھوڑی تو پایا ایک ہی سارے زمانہ کو ۔ خودی چھوڑی تو دیکھا سب جہان اللہ ہی اللہ ہے
عبث ہے شادی و غم بلبلو نیرنگیے گل پر ۔ بہار اللہ ہی اللہ ہے خزان اللہ ہی اللہ ہے
ہوا ہے یہ ہو الظاہر ہو الباطن کے معنی سے ۔ جو پوچھے کوئی تو کہدو کہان اللہ ہی اللہ ہے
تصور رکھ غلام دستگیر آنکھون مین احمد کا ۔ عیان اللہ ہی اللہ ہے نہان اللہ ہی اللہ ہے

حضرت شمس الحق تبریز پیر طریقت مولانا روم کے فرماتے ہین ؛ غزل ؛

مالک الملک لا شریک لہ ؛ وحده لا اله الا هو ؛
عاشقان جان و دل نثار کنند ؛ بر در لا اله الا هو ؛
مصطفی یافت در شب معراج ؛ خلعت لا اله الا هو ؛
صوفیان گر بهشت میطلبند ؛ ذکرشان لا اله الا هو ؛
باغبان قدیم لم یزلی ؛ صفتش لا اله الا هو ؛

طوق لعنت فگند بر ابلیس ؛ — خیرتش لا اله الاّ ھو ؛

مومنان را نعیم شد روزی — برکتش لا اله الاّ ھو ؛

خوشش درختیست درمیان جنان — میوه اش لا اله الاّ ھو ؛

شمس تبریز گر خدا طلبی — خوش بخوان لا اله الاّ ھو ؛

لال جی پرم ہنس دوہرا کہتے ہین — دوہرا

ہیرت ہیرت ای سکھی ساگر بیچ گئی ہراے — بوند جو پڑی سمند مین سو کیسے ہیرا جاے

جے کشن پرم ہنس دوہرا کہتے ہین — دوہرا

جب ہم تم تہے جوت سروپ — ہمرا تمہرا ایک ہی روپ

جب ہم بے کایا باسا — تم بہئے ٹہاکر ہم بہئے داسا

دینا ناتہہ پرم ہنس دوہرا کہتے ہین — دوہرا

نیک بہیو ہر بسری سرسون تلی ملاے — جس ستے دس بہئے اب کچہ کہو بجاے

رام داس پرم ہنس دوہرہ کہتے ہین — دوہرا

نینان بیچ بسے ادتل بہیو اوٹ — جہلک ہووت ہی کرہن کی کہوٹ

رگہنا تہہ پرم ہنس دوہرا کہتے ہین — دوہرا

ہیروی بسکی نینن بیچ ہرائی — سو پورکہہ کو نے نینان ڈہونڈہن جاے

مادہو داس پرم ہنس دوہرا کہتے ہین — دوہرا

ہیروی نینان بسکی گئی بلاے — جس لون بہیتر جل ملجاے

ہرگوپال پرم ہنس دوہرا کہتے ہین — دوہرا

پیشہ من بسکے پاچہو نین دورائی — ایسے چنچل سون کچہ کہو نہ جاے

پربھوداس پرم ہنس دوہرہ کہتے ہین دوہرا

اپنے اپنے چور کو ہر کوئی ڈارے مار | مورا چور مجھی ملے تو تن من ڈاردن وار

آسارام پرم ہنس دوہرا کہتے ہین دوہرا

گہری ندیان پریم کی کیہون ہارا ایک | بہت بہوگی ڈوبتے جو آہ نہوتی ایک

جگدیر کبیشر دوہرا کہتے ہین دوہرا

ہر ہر مین ہر بسے ہر ہر سے انجان | ہر چیت ہمکی جوت ہر چیت مین انجان

ایرل کبیشر دوہرا کہتے ہین دوہرا

سرمہ ہوئی کی اور نین ہی کی اوٹ | نین ہی کی لاگ ہے نین کی چوٹ

سکھدیو کبیشر دوہرا کہتے ہین دوہرا

جگمگ ہوت ہے ناکا ہوکی اوٹ | دیکہت اندہیری ہوت ہی سو کرسنکی کہوٹ

تلسی داس دوہرا کہتے ہین دوہرہ

رام رام تو سب کہین ٹھگ ٹھاکر اور چور | بنا پریم ریجھے نہین تلسے نند کشور

تلسی داس بنارسی چوہرا کہتے ہین چوہرا

اوٹھی ہیوں پریم کا تنکا چڑہے اکاس | تن کا تن مین جا ملے تنکا تنکے پاس
بھول بہرم ہو چک گیان سن تلسی داس | من مین اپنے ہے پلیر دہر پیا لگاؤ آس

چھمن داس دوہرا کہتے ہین دوہرا

دیکہت دیکہت ایسا دیکہہ | مٹ جائے دو گندا رہجائے ایک

مخفی نہین ہے کہ علماے ظواہر نسبت سالکان طریقت جو مسئلہ وحدت الوجود کے
قائل ہین اور اُسپر قائم ہین اکثر تضلیل اور تکفیر کا اطلاق کرتے ہین اکثر کتب مین

ذکر اسکا ہے تا اُنکہ بمقابلہ تحریر تحفۃ المرسلہ وصاحب لمعات سید عبد اللطیف المعروف
سید شاہ محی الدین قادری نے واسطے رفع شبہات کے استفتا مسمی بہ غایۃ
التحقیق مرتب کرکے ۱۳۰۲ ہجری مین قالب طبع مین لائے ملاحظہ ہو چنانچہ مولانا
شاہ عبد العزیز دہلوی کہ اِس زمانہ آخر مین مثل اُنکے دوسرا ابتک نہین ہوا وہ
فرماتے ہین کہ یہ مسئلہ اسرار سے ہی شرایع اور ادیان موقوف اوپر جانتے اِس
مسئلہ کی نہین ہی اور مصلحتاً یہ حدیث شریف ہی اذا ذکر القدر فامسکو و اذا ذکر اصحابی
فامسکو و اذا ذکر النجوم فامسکو۔ ویسا ہی اِس مسئلہ کے باب مین بھی تصور کرنا ضرور
و واجبات سے کیونکہ اس مسئلہ کی سبب انفتاح باب الحاد ہی و اباحت شرو
فساد ہی اور بیان اس مسئلہ مین بسبب شبہات عقلیہ اور نقلیہ و متشابہات کی بہت
باریکی و دقت ہی اگر تفصیل منظور ہی کتاب تنبیہ الحجوبین مین مطالعہ کرو کہ علماے
متکلمین اوپر قول اونہون کے انکار صریح نہین کرتے بلکہ سکوت کرتے ہین
اور عرفا جمہور صوفیہ اور دوسرے علمائے نامدار نے بھی مسئلہ وحدت الوجود
اختیار کیا ہی اور مطابق واقع کی ہی کسواسطے کہ دلائل عقلیہ و نقلیہ اوپر اُسکے قائم ہین
چنانچہ بیچ رسالہ ادلۃ التوحید شیخ علی مہایمی گجراتی کی شروح و مبسوط ہی اور
وجودیہ و شہودیہ و متکلمین یہ تینون طائفہ کہ بسبب تفاریق توحید وجودی و توحید
شہودی واقع ہی الا یہ سمجھو کہ مانند اختلاف سُنّی اور رافضی اور خارجی کے نہین ہے
[illegible] تضلیل و تکفیر احد الجہتین از جانبین ہو بلکہ مانند اختلاف مذاہب اربع ہے
[illegible] ہے کہ مقلدین حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی ایک دوسرے کے مذہب پر
[illegible] کرے تو تضلیل اور تکفیر کا اطلاق اُسکی طرف نہین ہو سکتا نہ [illegible]

ہر واحد کا اعتقاد اُسکے ذات کو نفع اور نقصان دینے والا ہو اور اولیٰ تر یہ ہی
کہ ایک طریقہ والے پر دوسرے طریقہ والیکو ترجیح دینا مناسب نہین ہر ایک
طریقہ والیکو مجال خود چھوڑنا مناسب ہی کسواسطے کہ جو ایک کوئی دوسرے کو
کافر کہے اگر وہ نفس الامر مین کافر نہین ہی تو وہ کہنے والا کافر ہو گیا شرع
محمدی مین یہ متفق علیہ مسئلہ ہی کہ کسی مسلمان کی طرف ... کبیرہ کی نسبت کرنا
بغیر پانے دلیل قطعی کے حرام ہی تکفیر تو کیا ذکر وہ تو ایک نہایت دشوار مقدمہ
کہ تکفیر ادنیٰ مومن کی کفر ہے پس صوفیہ کہ جو وحدت الوجود کے قائل ہین وہ
اُسکے محقق ہین اور علما کہ کثرت وجود کے حاکم ہین اس صورت مین مناسب
حال صوفیہ وحدت ہے اور مناسب حال علما کثرت ہی اور دعوت صوفیہ
بذات واحد تعلق ہی اور دعوت انبیا کی بکثرت تعلق ہے۔ انتہیٰ اور جا غور ہی
کہ کیسے کیسے ہزارہا صوفیہ ولی کامل ہوے اعاذنا اللہ نسبت اُنکے حکم تکفیر او
تضلیل کیونکر ہو سکتا ہے۔ اگر مین بالاستیعاب جوابات اطلاق تضلیل اور
تکفیر کے اس کتاب مختصر مین درج کرون تو ایک دفتر طولانی ہو جاے اسلیے
اپنی طریقت کے عقائد سے فضول سمجھکر خامہ کو روک لیا واضح ہو کہ شکریہ
روح القدس کا ساتھ تعریف وحدت الوجود کے بدلائل عقلی و نقلی و امثال
وغیرآن نصِ قرآن و حدیث قدسی و حدیث نبوی و اور کتب مطولہ اقوال
بزرگان عارف باللہ سے ہر چند لاحد و لاتعد ہی بہت مختصر لکھا اگر کسیکو اسمین
شک ہو تو واسطے تسکین کافی کے پدماوت زبان بہاکا ملک محمد جائسی کے اور
مثنوی شریف زبان پہلوی کے مولانا مولوی جلال الدین رومی کو جو مغز قرآن ہی اور روح البیان

زبان عربی تفسیر قرآن مجید کی اور عروس البیان اور فتوحات مکیہ زبان عربی شیخ محی الدین عربی سے استخراج ہوئی واور کتابین متعدد کہ موجود ہین نکات وحدت الوجود کہ اُسکے مطالعہ سے مجھکر تسکین یاب ہوجاسے کہ قلب منحرف اُسکا قید شبہ سے آزاد ہوجاسے پھر اعتقاد پختہ سے اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کرکے راہ راست پہ آئے پاک ومنزہ بنجائے ※ **نعت سرور کائنات خلاصۂ موجودات**

اب ضرور ہوا کہ کچھ نعت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ضمن مین لکھون کہ ذات آنحضرتؐ خیر الورا کی آئینہ جمال اسی خالق یکتا کا ہو مگر خامہ کہتا ہے کہ نعت سرور کائنات کی لا انتہا ہو مجھے اسقدر قوت تحریر نہین مگر بغیر از کچھ تحریر کیے گریز نہین حدیث قدسی ہو لولاک لما خلقت الافلاک یعنے اگر نہ ہوتا تو اے نبی البتہ نہ پیدا کرتا مین آسمانونکو تو جاسے غور ہے کہ جب سبب آفرینش طبقات آسمانونکا ایسا ہوا تو قلم کی کیا حقیقت ہو کہ جو شرح اسکی مرتبہ اعلیٰ کی کرسکے بگہ مین نظر بطور دوسرونکی تقلید کا مقلد ہوکر تسطیر کرتا ہون بمصداق اس مصرعہ کے ※ گر قبول افتد زہے عزو شرف غازی الدین شاہ عجمی رحمت اللہ علیہ قالب نظم مین یہ مثنوی نعتیہ فرماتے ہین

چہ ساقی ہمان خاتم انبیا ※	چہ ساقی ہمان راہ وحدت نما
چہ ساقی ہمان جلوۂ ذات بحت ※	منور ز نورش چہ فوق و چہ تحت
چہ ساقی ز نورش عیان نور ذات ※	چہ ساقی کہ از خندہ بخشد حیات
چہ ساقی ہمہ آیت رحمتے ※	بمستان رسانندہ نعمتے
چہ نعمت ہمان دولت سرمدے ※	چہ دولت ہمان دولت سرمدے
ہنم جسم آدم بد از الست ※	ز تہ جرعۂ جام اوگشت مست

محمد ختم بادۂ وحدت است | تن پاکش آمادہ وحدت است
ز احمد چو یک میم کم ساختی | بنام احد جملہ پرداختی
چو لب آشنا شد بنام خدا | نگوید زبانم بہ جز مصطفےٰ
بہ جام محبت مئی ریختند | وزان در جہان فتنہ انگیختند
ازان فتنہ افشاء اسرار شد | ازان فتنہ منصور بردار شد
توئی محرم راز پنہان عشق | زبان فہم جز زبان دان عشق
ز روز ازل چون نداری مثال | بود ہیچ تو چون مثالت محال
روان کرد آنصاحب اہل راز | شراب حقیقت بہ جام مجاز
شریعت دان از حقیقت جدا | شریعت محمد حقیقت خدا
نصیبم کند بیخودی گر خدا | ز مستی کنم سجدہ مصطفےٰ
کجا نعت او در خور فہم ما است | سزاوار نعتش زبان خدا است

رباعی مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

یا صاحب الجمال و یا سید البشر | من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ | بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اِس رباعی بالا سے بلندی قدر معلوم ہوئی لیکن مولانا سیفے اس سی زیادہ یہ مصرعہ فرماتے ہین ؛ مصرعہ ؛ خدا کے بعد تمھین تم ہو مختصر قصہ ؛ غور کرو کہ تخصیص تمھین تم سے مراد عینیت کی ہی یعنے کوئی دوسرا نہین ہی تحقیق کہ غیرت نابود ہی اور سوچا چاہیے کہ آنحضرت کو نیابت شل آدم اور داؤد علیہ السلام اور ملک و سلطنت سلیمان علیہ السلام اور حسن و جمال یوسف علیہ السلام کا

اور عبادت و اطاعت یونس علیہ السلام کی عنایت ہوئی اور ابراہیم علیہ السلام کو
اگر لباس خلت ملا ہمارے حضرت کو خلعت محبوبیت مطلقہ عنایت ہوا موسی
علیہ السلام اگر کوہ طور پر کلام باریتعالی سنا ہمارے حضرت نے عرش پر پہنچ
جو کچھ کہنا تھا اللہ سے کہا حضرت نوح اگر شکر میں مشہور ہیں ہمارے حضرت
شکر اور صبر دونوں میں مشکور ہیں اور جو کمال اور صفات تمام انبیا کو علیحدہ علیحدہ
ملے ہمارے حضرت کو وہ سب اور بہتر اُنسے مجموع عنایت ہوئیں کہ شاہد اسکی
یہ آیہ قرآن ہے اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي یعنے تمام کیا نعمتوں کو اوپر تیرے مگر چونکہ اول
اوصاف میں اور انبیا بھی شریک تھے اسواسطے بنظر امتیاز اور اختصاص کے
اللہ نے جو آنحضرت کو دوسرے اوصاف عنایت کیئے اُن نعمتوں مجملاً آیہ کریمہ کی
تفصیل مختصر یہ ہے یعنے محبوبیت مطلقہ اور برگزیدگی خاص اور دیدار خدا اور فقر
تمام اور شفاعت عظمی اور جہاد اور محاربہ ساتھہ دشمنان دین کے اور علم وسیع
اور منصب قضا اور فتوی اور اجتہاد اور احتساب اور کمال قرأت اور جیسا آپ
سامنے سے دیکھتے تھے ویسا ہی قفائے گردن سے جانب حضرت کو نظر آتا تھا اور
اندھیری رات میں ایسا دیکھتے جیسا کوئی روز روشن میں دیکھتا ہو اور قوت بصارت
ایسی تھی کہ مسجد مدینہ منورہ کی بنا کرتے وقت کعبہ شریف کو بچشم سر دیکھہ سمت قبلہ
درست فرمائی اور عقد ثریا کے جو ستارہ ہیں انکو حضرت بے تکلف بدیدہ ظاہر
شمار کرتے تھے اور سماعت اسدرجہ تھی کہ ایک روز دفعتاً آسمانکیطرف آنکھہ
اٹھا کر دیکھا اور فرمایا کہ اسوقت میرے کانمیں ایک دروازہ کھلنے آسمان کی
آواز آئی قبل اسکے وہ دروازہ کبھی نہیں کھلا تھا اور اسوقت اس دروازہ سے

ستر ہزار فرشتے سورۂ انعام لیکر آئے ہین اور لعاب دہن مین آپ کے یہ تاثیر تھی
کہ جن کوئین اور باؤلی مین لعاب ڈالا شور پانی اُسکا شیرین ہوگیا اور جسکے منہ مین
لعاب ڈالا پھر تمام عمر اُسکو تشنگی معلوم نہوئی اور چونسٹھ ہزار معجزہ آنحضرت کے
کتابون مین لکھے گئے اور جو خاطر سے فروگذاشت ہوے وہ سوا ہون گے اور
حضرت سلیمانؑ کیلئے ایک تخت بلقیس اُٹھا لایا تو کیا ہمارے حضرت کیواسطے
نکاح زینب مین خود جناب باریتعالے نے زوجنا فرمایا اور آنحضرت شب معراج
اُس مقام پر پہونچے کہ وہان جبرئیل امین کا بھی گذر نہین ہوا دلیل اُسکی یہ آیہ کریمہ
دَنیٰ فَتَدَلّیٰ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ اور یہ غور کرو ہر نبی کا زمانہ ایک طور
گذر گیا مگر ہمارے نبی کی اول روز نبوت سے نوبت پنج وقتہ زمین و آسمان مین
اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدً الرَّسُوْلُ اللّٰہ کی بجتی ہے اور مدام رہیگی اور معجزہ شق القمر تو غرب سے تا
ہند مشہور ہے تا آنکہ راجہ بھوج دھار نے بچشم خود دیکھا اور سیر معراج اور سواری براق
اور سب سے پہلے قبر سے آپکا اٹھنا اور ستر ہزار فرشتون کا جلو مین ہونا اور عرش کے
داہنی جانب کرسی پر بیٹھنا اور لواے الحمد ہاتھ مین رکھنا اور مقام محمود پر مشرف ہونا
اور سب سے پہلے پل صراط پر گذرنا اور سب سے قبل دروازۂ بہشت کو کھولنا اور
سب ذریت آدم کی شفاعت کرانا یہ مراتب آنحضرت ہی کیواسطے مخصوص ہین
اور باتین فضیلت کی بیشمار ہین کہ حصر اُنکا امکان نہین رکھتا رتبہ اُنکا خدا ہی تعالے
خوب جانتا ہے ۔ مرے مہربان فلاطون زبان حکیم علام کسکو ہے آشنائی یہ ہر زبان پر
صاحبدل اپنے فن مین کامل مقام عشق مین وہ عمر آمین دل [illegible] کر رہا [illegible]
شراب [illegible] مست ہو کر جمال [illegible] قسم [illegible]

اسی شہادت سے تکیب ہو عروج اپنا نزول اپنا ۔ اس انتہا فنا کر اپنے کو ذات میں انتہا کو دیکھو
پھر نحو پر دو اون جہاں کی الشان الست بے چون ۔ رسول کو اسمیں کرکے فنا پر فنا کو چھوڑو اپنا کو دیکھو
صفات کی فکر ہو تجھ کو پھر دم بدم ذات کی فکر ہو تجھ کو ۔ تجلی ذات رکھتا ہو تو محمد مصطفی کو دیکھو
تمام مرشد میں تمام کے خالی جس میں آپ کو بنا ۔ پھر آگے کیا ہو علی کو دیکھو نبی کو دیکھو خدا کو دیکھو
میں سنگ جرین ہوا کثر غریب نادن کی معصیت ۔ ہو لامکان کے کہیں کا وصف کن میری طرح سے گا

اور واجب ہوا کہ منقبت خلفاء راشدین موافق ترتیب خلافت جلی قدر مدارج ہر ایک کے تحریر ہو مگر انکی صراحت کو زیادہ تر طول ہوتا اس مختصر میں ہو سکا کچھ کم کرنا ضرور ہوا اسواسطے باختصار رکھے گویا کوزہ میں چار دریا کو بطور نظم کے بطور مخمس جدول بنا میں لایا ملاحظہ ہو ۔ تقسیم اور تعریف ولایت ۔ یعنی تقسیم ذات

مخمس

مخمس	اول خلیفہ	دوم خلیفہ	سوم خلیفہ	چہارم خلیفہ
مصرع اول	صدیق	عمر	عثمان	حیدر
مصرع دوم	اکبر	عادل	عابد	اطہر
مصرع سوم	اتقی	اقوی	زاہد	انور
مصرع چہارم	رضی	ہادی	عالی	بہر
مصرع پنجم	افضل	اکرم	اعلی	بہتر

اور تعریف اسکی کہ جناب سیدنا بایزید کی ذات کی دو قسمت ہیں ایک نبوت دوسری ولایت چنانچہ ازل میں منصب نبوت حضرت محمد مصطفی خیر البشر کو اور منصب ولایت علی مرتضی مظہر عجائب کو کہ جنکی شان میں یہ حدیث نبوی ہے دَمُکَ دَمِی وَلَحْمُکَ لَحْمِی وَرُوحُکَ

اور اس موقع پر حضرت نظام الدین شاہ علیہ الرحمہ رضی جناب باری تعالی نے رحمت فرمایا گنجوی نے کیا خوب فرمایا ہے گوہر چار است مگر اس عالم ظہور میں لیکن سب نبیوں کے گوہر چہار فرشندہ را فضولی چو کارش جناب مصطفی نبی اللہ اور سب اولیا کے

حضرت مرتضی ولی اللہ ہوے مگر وہ خاتم المرسلین ہوے اور یہ خاتم اولیا ہوے
حاجی ثناء اللہ محقق اکمل پانی پتی اپنی کتاب کاشف الاحقاق مین اس رمز کو بنام نزد
ولایت کے یون تحریر کرتے ہین کہ وقت آدم علیہ السلام سے فیض ولایت علی مرتضی کا
جاری ہی اور تا روز قیام جاری رہیگا اور کتب سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہی کہ قبل
مبعوث ہونے حضرت رسالتمآب کے درجہ نبوت اور ولایت کا مساوی نہین رہا کیونکہ
روح نبی کی بطرف حق اور بطرف خلق ہے یعنے خلق کو پیغام پہونچانا دہی ہے
اور روح ولی کی فقط بطرف حق ہے دوسری طرف نظر نہین مگر وقت سے فتح حق کی
جانب ہے اگلے نبیونکو ہر ایک کے عہد کی ولی مدد کیا کرتے تھے جبکہ جناب رسول الثقلین کو
معراج ہوئی تو مصداق اسکے اتممت علیکم نعمتی ولایت بھی اثنا عشر یک نبوت ہوگئی
اور اسی ولایت کا خلعت خاص کملی عنایت ہوئی کہ اسی کملی کے عطا کے سبب
مخاطب بخطاب کملی والے ہوے کہ آنحضرت کملی والے پکارے گئے کہ شاہد
جسکا سورۂ مزمل ہی اب اس کملی کی حقیقت کو غور فرماؤ کہ چالیس ہزار سال پہلے
آدم سے فردوس اعلی مین جو دنبہ کہ رنگ سیاہ اور جا بجا ابلق اسپر مثلث سفید اور
آگے کے پاؤن اسکے سفید اور پیشانی اوسکی سفید اور چار شاخ کشادہ اور دراز تھے
اور درمیان شاخون کے کلغی سفید اور رنگ آنکھونکا سبز زمردی اور دونون
آنکھ پر پردہ شگافتہ جیسا ہرن کی آنکھو پر ہوتا ہے پرورش پایا تھا اور بوقت
قصد ذبح حضرت اسمعیل نیچے چھری حضرت ابراہیم علی نبینا کے حضرت جبرئیل نے
اسی دنبہ کو دبا یا تھا اور وہ دنبہ ذبح ہوگیا چنانچہ اس دنبہ کی بالونکی پوست کی کملی
منقش بشکل سجادہ ہاشتر کے حضرت سارا نے بنوائی وہ کملی بعد رحلت حضرت

ابراہیم اور اسمٰعیل کے جبرئیل لیگئے تھے آنحضرت کو وہی کملی عنایت ہوئی تھی اسی
کملی کو ردائے صوف کہتے ہین بعض کے نزدیک وہ سیاہ اور بعض کے نزدیک سفید
اور بعض کے نزدیک سیاہ وسفید تھی قول صحیح تیسرا معلوم ہوتا ہی اور آنحضرت نے
بوقت نزول اس آیہ کریمہ کے موقع مقابلہ کفار پر اسمین اپنے اہلبیت کو اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ
لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا گھیر لیا تھا اور پھر مقام خُم
غدیر مین اسی کملی کیواسطے حضرت جبرئیل خدا کیطرف سے حکم لائے کہ اے حبیب میرے
اب زمانہ ختم رسالت کا قریب ہی وہ کملی دوسرے کو جو کہ لایق اسکے ہو حوالہ کرد
کہ تا انتظام نبوت آیندہ بقوت ولایت تا یوم القیام قایم رہکر بخوبی انصرام امورات
ہووے پس اسی روز آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ یعنے ولایت
افضل ہی نبوت سے اس حدیث شریف سے استدلال ہوتا ہی کہ سلف کی نبیون کی
نبوت سے یہ ولایت افضل تر ہی کہ جسکے ضمن مین ذکر آیندہ کے کام نبوت کے انصرام
پاتیکا ہی چنانچہ ایسی روایتین متواتر ابی اسحاق سبیعی اور ہانی بن ہانی اور دار
قطنی نے عمر سے اور حاکم وبیہقی اور ابن عساکر و امام بغوی اور طبرانی نے سلمان
فارسی سے کہ ہان یہ وہی کملی ہے - درج ہین - الغرض جناب رسالت مآب نے
موافق وحی کے دوسرے روز چار ٹکڑے اسکے کرکے علی الترتیب ہر چہار صحابہ کو
کملی چہارم کی پہلے ابوبکر سے پوچھا تم اسکو کیا کروگے جواب دیا کہ مین صداقت
اختیار کرونگا اور علم خدا اور رسول کا بیچ جاکر مقید رہونگا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ
سے پوچھا کہ اسے تم کیا کروگے جواب دیا کہ راہ خدا مین جہاد کرونگا تا کہ قوت
اسلام ہو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم اسکو کیا کروگے جواب دیا ام

کہ مین راہ خدا مین جان اور مال اپنا فدا کرونگا اور شرم وحیا کا پابند رہونگا پہر حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ تم اسکو کیا کروگے جواب دیا کہ مین اسرار الٰہیہ کو پوشیدہ
رکہونگا کہ تا اُس سے بندگان خدا کو فیض پہونچے اور اُنکا دین کامل ہو غرض چارون
صحابہ جوابات ادا کرکے اپنا اپنا حصہ کملی کا لیکر اپنے اپنے مقام پر گئے اور یہ روایت
نسائی اور رویانی اور ضیاء مقدسی نے حذیفہ اور ابو یعلے سے اور ابن نعیم نے ابو سعید سے
اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور ابو نعیم اور ابن عدی نے ابن مسعود سے کہ تقسیم
کملی کے بعد تیسرے روز حضرت جبرئیل آئے کہ وہ کملی منگواؤ حکم اللہ تعالےٰ کا ہی کہ
جسکے پاس سے کملی سالم ملے اُسیکو وہ حوالہ کرو کہ وہی اُسکا امین اور معین رہنے والا ہے
پس حضرت جبرئیل یہ حکم پہونچا کر چلے گئے چنانچہ تفسیر ثعلبی میں لکہا ہی کہ نازل ہوا یہ
آیت تاکیدی مقام غدیر خم مین یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ
وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ چنانچہ اُسی
آنحضرت نے مع حصون کملی کے چارون صحابہ کو طلب فرمایا کہ اپنا اپنا حصہ لاؤ
پہلے حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا کہ طلب فرمایا کہ اپنا اپنا حصہ لاؤ پہلے حضرت
صدیق اکبر نے عرض کیا کہ تلاش کیا گم ہے پہر حضرت عمر نے عرض کیا کہ بہت
ڈھونڈہا نملا پہر حضرت عثمان نے عرض کیا کہ نہایت جستجو کی ہاتہ نہ آیا پہر حضرت علی
پوری پوری کملی عبا کے اندر بغل نیچے سے نکال کر آنحضرت کے سامنے رکہدی
اُسوقت آنحضرت نے بغور ملاحظہ کیا کہ کہین اُسمین جوڑ اور روخت ہے کچھ نشان
نپایا پاس خود رکہہ لیا چارون صحابہ رخصت ہوکر اپنے اپنے مقام پر آئے اُسکو
تعجب ہے کہ یہ تمام روایات بین سلسلہ وار براء بن عازب اور اسامہ بن زید اور

مالک بن حویرث اور دیلمی نے انس بن مالک سے اور ابن عساکر اور ابن عمر اور ابن عباس نے ابی رمثہ سے اور ابی حیان اور عبداللہ نے ابن عباس سے اور ترمذی نے یون تشریح کی ہے کہ وقت نماز جمعہ قریب تھا حضرت رسول مقبول مخبر صادق نے پہلے نماز جمعہ با جماعت کثیرہ ادا کی بعد اسکے کجاوہ ہاے شتر کا ممبر بنایا اور آنحضرت اسپر رونق افروز ہوے اور ادا سے حمد خداوند تعالے لا کے بعد جماعت عام کیطرف مخاطب ہوکر خطاب فرمایا کہ اَیُّھَا النَّاسُ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا فَمَنْ اراد العلم فلیأت الباب اور مقام ممبر سے حضرت علی کو پاس اپنے بلا کر اپنی کملی کو دوش علی پر ڈال دیا اور بعد اسکے پہر فرمایا کہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اسوقت جسقدر حاضر تھے سب نے سنا اور سب لوگ ایکبار اُٹھے اور بآواز بلند یا علی بخًا بخًا کہکر ہاتہ مین ہاتہ دیکے مصافحہ کیا پہر سب اپنے اپنے مقام پر واپس گئے اور حضرت علی بہی اس کملی کو زیب دوش کیے ہوے ساتہ اور ہمراہیون کے اپنے مقام پر آکر کہڑے ہوے اسوقت اس کملی کا بار ایسا تہا کہ حضرت پسینا پسینا ہوگئے جو چاہا کہ ہاتہ سے اوتار کر رکھین نہ اوتر سکی چہ شخص ساتہ ہو کر دو دو ہاتہ لگا کر زور کرکے اس کملی کو اُتار لیا اس سے اشارہ وہی یہی تہا کہ فلان آپ کے چہ خلیفہ ہونگے المختصر جب مدینہ طیبہ مین واپس آئے تو جو مراتب تعلیم کے تھے آنحضرت نے وہ سب حضرت علی کو سکہاے سنائے دکہائے ایکروز چہ ترکی ایک ترکی دوسرا ترکی تیسرا تین ترکی چوتہا چار ترکی پانچوان پانچ ترکی چہٹا چہ ترکی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیئے اب اس مقام پر یہ بہی سن لینا چاہیے اب اس تعلیم کا اسقدر اثر ہوا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

که ایک شب مین سو رہی تھی خواب سے جو چونکی سر اُٹھا کر دیکھا مینے کہ رسول اللہ
زیر آسمان کھڑے اور دونون ہاتھ سوے آسمان کرکے فرما رہے ہین کہ بواسطۂ
ولایت علی کے قبول کر اسوقت اُٹھکر پوچھا مینے کہ یا حضرت ایک سے ایک بہتر
سابق ولی گذرے ہونگے اور آیندہ بھی گذرینگے مخصوص واسطہ علی کا کیا ضرور تھا
سُنکر حضرت نے داہنے ہاتھ کی دو انگلیان سیدھی کرکے بطور دروازہ بنا کے
مجھسے کہا کہ بیچ سے اسکی طرف آسمان کے دیکھو اُسوقت دیکھا مینے کہ دروازہ
آسمان کا کھلا ہے اور عرش معلے سامنے ہے صاف دیکھا مینے کہ زینۂ عرش پر علیؑ چڑہکر
اوپر جاتے ہین اور عرش سے پھر نیچے آتے ہین آمد و رفت مسلسل جاری ہے مین
یہ دیکھکر خاموش ہو رہی پھر آنحضرت اور مین دونو زیر سقف مکان مین بیٹھے حضرت نے
مجھسے فرمایا کہ دیکھا یہ قرب دوسرےکو سوا میرے حاصل نہین ہے پھر سوای علیؑ کے
کس دوسرےکا واسطہ کام آسکتا ہے غرضکہ بعد سفر آخرت آنحضرت کے علی مرتضیٰ
خداوند ولایت نے چھ خلیفہ اپنے ایک دوسرے کے بعد اس تفصیل سے کیے
یعنے خلیفہ اول حسنؑ مجتبی خلیفۂ دوم حسینؑ شہید کربلا خلیفہ سوم خواجہ کمیل ابن زیادؒ
خلیفہ چہارم اویسؒ قرنی بن عامر قرنی خلیفہ پنجم قاضی ابی المقدام شریح بن ہانی
بن زید حارثی خلیفہ ششم حسن بصری چنانچہ انہین چھ خلیفہ سے فیضان ہفت اقلیم مین
ابتک جاری اور تا قیامت جاری رہیگا اور جو خم غدیر مین چھ شخص نے علی کو دوش
مبارک سے اُتارا تھا وہ بھی چھے خلیفہ ہونیکا اشارہ ہے اور جو چھ تاج جناب رسول اللہ صلعم
نے دیے تھے حضرت علی مرتضیٰ نے علی الترتیب جنکو جنکو خلیفہ کیا اُنکو اُنکو وہ
دیے وہی اجازت چھہ خلیفہ کی اسمقام پر پہونچی صادق آئی کہ ایک ترکی تاج حسن کو

اور دو ترکی تاج حسینؑ کو اور تین ترکی تاج خواجہ کمیل کو اور چار ترکی تاج اویس
قرنی کو اور پانچ ترکی تاج قاضی ابی المقدام کو اور چھ ترکی تاج خواجہ حسن بصری کو
تقسیم کیئے اور انہین چھ خلیفہ سی سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک منتہی ہوکر
امت عالیہ رسول مقبول کی بارگاہ رب العزت سی فیضیاب ہوتے ہی مصداق
اسکے منتہاے وستہادست خداست اور کتاب مناصب الارواح بحوالہ دوسرے
کتب کی کہ جامع اسکا شیخ المشائخ سمیع الحق کوفی ہی اسمین لکھا ہی کہ شیخ عبدالعزیز
ذخیرۃ الاخبار اپنی کتاب مین حدیث قدسی لکھتے ہین کہ پایا مینے اسکو شیخ محی الدین غزنی
کی کتاب زبدۃ الیقین سے اور انہون نے خذیفۃ الحقایق محمد اسحاق مغربی سی
اور انہون نے روایت کی محمد بن ابی بکر سی اور انہون نے سند کردانا اس
حدیث قدسی کو عبداللہ بن عباس کہ وہ بھائی چچازاد اور صحابی آنحضرت سی تھے
اور تحقیق کہ انہین سی تفسیر قرآن مجید کی ابتدا ہی اور وہ اصطلاح سی ذکر کرتے ہین
کہ با التصدیق یہ حدیث عشرہ سوم شہر رمضان شریف سال وفات رسول الثقلین
مین بوسالت الہام نازل ہوی اور حضرت سرور کائنات نے آغاز ماہ شوال کو
کہ جمعہ تھا بعد نماز ممبر مسجد پر رونق افروز ہوکر ساتھہ تمہید رجوع ولایت بذاتہ
علی مرتضی لسان فیض ترجمان سی وعظ مین یہ فرمایا اور بعد اسکے یہ حدیث بھی
اسی جلسہ مین آنحضرت نے فرمائی الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ بعدہ ملکاً
عضوض یعنے خلافت پیچھے میرے تیس سال ہی پیچھے اسکے بادشاہ ورندے
ہونگے الخ اس حدیث شریف سی ثابت ہوا کہ خلافت نبوت چھ مہینے ابتدا
عہد حسن مجتبی تک قائم رہی بعد اسکے بادشاہت مطلق حکومت دنیا کی ہوگئی

تا آنکہ بعد زوال دولت عباسیہ وہ منتشر ہوسے اور اب تو خانہ بخانہ ہے اس سے صاف ظاہر ہوا کہ منصب نبوت حضرت کی ذات پر ختم ہوا اور منصب خلافت امام حسن پر بحیات اُن کے جاتا رہا اب رہا منصب ولایت وہ خم غدیر میں تعلق علی مرتضیٰ کے ہوا تھا کہ اب تک سلسلہ اُسکا رہا اور تا روز قیام جاری رہیگا اور فیض باطنی ہر کوئی جا بمراد منقول یا غیر منقول سے یہ نہیں ہو کہ جسے کوئی اپنا خواہ بیگانہ کسی طرح کا دعوے کر سکتے اور شرح اُسکا فیصلہ کر سکے اسبات میں جو اللہ تعالے کو منظور و مقبول تھا وہ حضوری جناب محمد مصطفے میں ہو گیا اور یہی ثابت ہوا اس قول جمع حنفیہ امام ابو حنیفہ نعمان رحمۃ اللہ علیہ سے وہ فرماتے ہیں کہ لولا السنتان لھلک النعمان یعنے اگر نہوتے دو طریقہ سنت ہر آئینہ ہلاک ہوتا نعمان اس قول شریعت اور طریقت مراد ہے اور طریقت میں بیعت امام جعفر صادق سے رکھتے تھے اور پہلے اسکے بیان اور حقیقت کلی میں ساتھ تمام نعمتوں نسبت انحصر امانتا سپرد ہونا ولایت کا ذکر ہو چکا ہے کہ خم غدیر میں وہ امانت حوالہ کی گئی علی مرتضی کو چھپا کیا لیکن بالکل اور قریب رحلت شریف آنحضرت کی جو حدیث قا نازل ہوئی وہ یہ ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِالنُّوْرَیْنِ اَنْزَلْنَاھُمَا یَتْلُوَانِ عَلَیْکُمْ اٰیَاتِیْ وَیُحَذِّرَانِکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۰ نُوْرَانِ بَعْضُھُمَا مِنْ بَعْضٍ اِنَّا

دونوں کو کہ وہی دونوں پڑھتے ہیں اوپر تمہارے آیات میری اور ڈراتے ہیں وہی دونوں کو عذاب دن بڑے کا دونوں

سَمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فِیْ اٰیَاتٍ لَھُمْ جَنّٰتُ

کہ بعض آنکے بعض سے میں سننے والا جاننے والا تحقیق جو لوگ پورا کرتے ہیں عہد اللہ اور رسول اُسکے بیچ آیات کو واسطے ان کے باغ ہیں

النَّعِیْمِ ۰ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا اٰمَنُوْا بِنَقْضِھِمْ مِیْثَاقَھُمْ وَمَا عَاھَدَ

نعمتوں کے اور جو لوگ کافر ہوئے بعد اسکے کہ ایمان لائے بسبب توڑنے انکے عہد انکا اور جسکو عہد کیا

[illegible] يُقْذَفُوْنَ فِي الْجَحِيْمِ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ وَعَصَوْا وَصِيَّ الرَّسُوْلِ

[illegible] تحقیق ظلم کیا اپنی جانوں پر اور نافرمانی کی وصی رسول کی

اُولٰئِكَ يُسْقَوْنَ مِنْ حَمِيْمٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ نَوَّرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِمَا شَاءَ

یہ لوگ پلائے جاوینگے گرم پانی سے — تحقیق اللہ وہ ذات ہے کہ روشن کیا آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ اُس چیز کے کہ چاہا

وَاصْطَفٰى مِنَ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّسُلِ وَجَعَلَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اُولٰئِكَ فِيْ خَلْقِهٖ

اور برگزیدہ کیا فرشتوں سے اور پیغمبروں سے اور کیا مومنوں سے — یہ لوگ ہیں مخلوق اُسکی سے

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے نہیں کوئی معبود مگر وہی بخشش کرنیوالا مہربان — تحقیق مکر کیا ان لوگوں نے جو آگے تھے اُنکے

بِرُسُلِهِمْ فَاَخَذْتُهُمْ بِمَكْرِهِمْ اِنَّ اَخْذِيْ شَدِيْدٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ

ساتھ پیغمبروں اپنے کے پس پکڑا میں نے اُنکو سبب مکر اُنکے کے تحقیق پکڑ میری سخت ہے بڑی — تحقیق اللہ نے تحقیق ہلاک کیا

عَادًا وَّثَمُوْدَ بِمَا كَسَبُوْا وَجَعَلَهُمْ لَكُمْ تَذْكِرَةً فَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ وَفِرْعَوْنَ بِمَا

عاد کو اور ثمود کو بسبب اُسکے کہ اُنھوں نے کمایا اور کیا اُنکو واسطے تمہارے یادگار پس نہیں ڈرتے تم — اور ہلاک کیا فرعون کو بسبب اُسکے

طَغٰى عَلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اَغْرَقْتُهٗ وَمَنْ تَبِعَهٗ اَجْمَعِيْنَ لِيَكُوْنَ

سرکشی کی اُسنے اوپر موسیٰ اور بھائی اُسکے کے ہارون پر — ڈبا دیا میں نے اُسکو اور اُس شخص کو پیروی کی اُسکی سب کو تاکہ ہو

لَكُمْ اٰيَةً وَّاِنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُهُمْ فِيْ يَوْمِ الْحَشْرِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

واسطے تمہارے نشانی — اور تحقیق اکثر تمہارے فاسق ہیں — تحقیق اللہ جمع کریگا اُنکو بیچ دن حشر کے پس طاقت نہیں رکھینگے

الْجَوَابَ حِيْنَ يُسْئَلُوْنَ اِنَّ الْجَحِيْمَ مَاْوٰىهُمْ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ

جواب کی جب پوچھے جاوینگے تحقیق دوزخ جگہ ہے اُنکی — تحقیق اللہ جاننے والا سننے والا دیکھنے والا

حَكِيْمٌ ۝ يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ اِنْذَارِيْ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ

حکمت والا — اے رسول پہونچا دے ڈرانا میرا پس قریب ہے کہ جانینگے تحقیق ٹوٹا پایا

كالذين عن اياتي وحكمي معرضون ومثل الذين يوفون بعهدك اني جزيتهم جنات

ان لوگوں کی جو تیری نشانیوں اور حکم میرے سے منہ پھیرنے والے - مثال ان لوگوں کی کہ پورا کرتے ہیں عہد تیرا تحقیق بدلا دونگا انکو

النعيم ان الله لذو مغفرة واجر عظيم وان عليا لمن المتقين

انکو باغوں نعمت کا میں - تحقیق اللہ البتہ صاحب مغفرت ہے اور ثواب بڑے کا - اور تحقیق علی ہے پرہیزگاروں سے

وانا لنوفيه حقه يوم الدين ما نحن عن ظلمه بغافلين وكرمناه على

اور تحقیق ہم البتہ پورا دینگے ہم اسکو حق اسکا دن قیامت کے - نہیں ہیں ہم ظلم اسکے سے غافل - اور بزرگی دی ہم نے اسکو اوپر

اهلك اجمعين فانه وذريته لصابرون وان عدوهم امام المجرمين

گھروالوں تیرے کے سب پر - پس تحقیق وہ اور اولاد اسکی البتہ صبر کرنیوالے ہیں - اور تحقیق دشمن انکا ہے پیشوا گنہگاروں کا

قل للذين كفروا بعد ما امنوا طلبتم زينة الحيوة الدنيا واستعجلتم بها

کہہ واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے بعد اسکے ایمان لائے طلب کیا تم نے زینت زندگانی دنیا کی اور جلدی کی تم نے ساتھ اسکے

ونسيتم ما وعدكم الله ورسوله ونقضتم العهود من بعد توكيدها وقد ضربنا لكم

اور بھول گئے تم جو وعدہ کیا تم سے اللہ اور رسول اسکا اور توڑ دیا تم نے عہدوں کو بعد مضبوط کرنے انکے - اور تحقیق بیان کی ہم نے

الامثال لعلكم تهتدون يا ايها الرسول قد انزلنا اليك ايات بينات

مثالیں تاکہ تم راہ پاؤ ای رسول تحقیق اتارا ہم نے طرف تیرے نشانیاں ظاہر

فيها من يتوفه مؤمنا ومن يتوله من بعدك يظهرون فاعرض عنهم

بیچ انکے ہے جو شخص مرے مومن اور جو شخص پھر جاوے پیچھے تیرے پیٹھ پھیر کے - پس منہ پھیر انسے

انهم معرضون انا لهم محضرون في يوم لا يغني عنهم شيء ولا هم

تحقیق وہ منہ پھیرنے والے ہیں تحقیق وہ حاضر کیے جاوینگے - اس دن کہ نہ کام آوے انکے کچھ چیز اور نہ وہ

يرحمون ان لهم في جهنم مقاما عنه لا يعدلون فسبح باسم

رحم کیے جاوینگے تحقیق واسطے انکے ہے دوزخ میں مقام ایک اس سے نہ پھر سکینگے - پس پاکی بیان کر ساتھ نام

رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَهَارُوْنَ بِمَا اسْتَخْلَفَ

پروردگار تیرے اور ہو سجدہ کرنیوالوں سے اور تحقیق بھیجا ہمنے موسیٰ اور ہارون کو ساتھ اسکے کہ خلیفہ کیا

فَبَغَوْا هٰرُوْنَ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ فَجَعَلْنَا مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَلَعَنَّاهُمْ

پس سرکشی کی انہوں نے ہارون سے پس صبر بہتر ہے پس کیا ہمنے انسے بندر اور سور اور لعنت کی

اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ فَسَوْفَ يُصْبِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بِكَ الْحُكْمَ كَالَّذِيْنَ

اسدن تک کہ اٹھائے جاوینگے - پس صبر کر پس قریب ہے صبر کرینگے اور تحقیق دیا ہمنے ساتھ تیرے حکم مانند ان لوگوں کے

مِنْ قَبْلِكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ وَجَعَلْنَا لَكَ مِنْهُمْ وَصِيًّا لِلْوِلَايَتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

آگے تیرے تھے پیغمبروں سے - اور کیا ہمنے واسطے تیرے انسے وصی واسطے ولایت کے تاکہ وہ پھر آویں

وَمَنْ يَّتَوَلّٰى عَنْ اَمْرِيْ فَاِنِّيْ مَرْجِعُهٗ فَلْيَتَمَتَّعُوْا بِكُفْرِهِمْ قَلِيْلًا فَلَا تَسْئَلْ عَنِ النَّاكِثِيْنَ ۝

اور جو شخص کہ پھر جاوے حکم میرے سے پس تحقیق میں جگہ پھر جانیکی اوسکے ہوں پس چاہیئے کہ فائدہ اٹھاویں ساتھ کفر اپنے کے تھوڑا پس مت پوچھ عہد توڑنیوالوں سے

يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ قَدْ جَعَلْنَا لَكَ فِيْ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَهْدًا فَخُذْهُ ۝ وَ

اے رسول تحقیق کیا ہمنے واسطے تیرے گردنوں میں ان لوگوں کی کہ ایمان لائے عہد پس لے اسکو اور ہو

كُنْ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ ۝ اِنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ قَانِتًا بِاللَّيْلِ وَسَاجِدًا يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ

شکر کرنیوالوں سے تحقیق علی ہے ولی اللہ کا کھڑے رہنے والے راتمیں اور سجدہ کرنیوالے ڈرتے ہیں آخرت سے

وَيَرْجُوْا ثَوَابَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَهُمْ بِعَذَابِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝

اور امید رکھتے ہیں ثواب پروردگار اپنے کو کہہ کیا برابر ہوتے ہیں وہ لوگ کہ ظلم کیے گئے اور وہ عذاب میرا جانتے ہیں

سَيُجْعَلُ الْاَغْلَالُ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ وَهُمْ عَلٰى اَعْمَالِهِمْ يَنْدَمُوْنَ ۝ اِنَّا

البتہ کریگا طوق بیچ گردنوں انکی کے اور وہ اوپر اعمال اپنے کے ندامت کرنیوالے ہونگے تحقیق

بَشَّرْنَاكَ بِذُرِّيَّتِهِ الصَّالِحِيْنَ ۝ وَاِنَّهُمْ لِاَمْرِنَا لَا يُخْلِفُوْنَ ۝ فَعَلَيْهِمْ

بشارت دی ہمنے تجھکو ساتھ اولاد نیک بختوں کے اور تحقیق وہ واسطے حکم ہمارے کے نہیں پھیرینگے پس اوپر انکے

مِنِّیْ صَلَوٰتٌ وَّرَحْمَۃٌ اَحْیَاءً وَّاَمْوَاتًا یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ۝ وَعَلَی الَّذِیْنَ یَبْغُوْنَ

مجھسے درودین اور رحمت زندہ ہوین اور مردہ اُسدنتک کہ اُوٹھے گے قبرونسی اور اوپر اُن لوگون کے

عَلَیْهِمْ مِنْ بَعْدِكَ غَضَبِیْ اِنَّهُمْ قَوْمُ سُوْءٍ خَاسِرِیْنَ ۝ وَعَلَی الَّذِیْنَ

کہ سرکشی کرتے ہین اوپر اُنکے پیچھے تیرے غصہ میرا تحقیق وہ قوم ہے بُری ٹوٹا پانیوالی اور اوپر اُن لوگونکی کہ

سَلَكُوْا سَبِیْلَهُمْ مِنِّیْ رَحْمَةٌ وَّهُمْ فِی الْغُرُفَاتِ اٰمِنُوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

چلتے ہین راہ اُنکی میری طرفسے ہی رحمت اور وہ بیچ محلونکے امن مین رہینگے اور سب تعریف ثابت ہے واسطے اللہ کے کہ وہ

الْعَالَمِیْنَ ۝ اور یہ تو بخوبی واضح ہو چکا کہ ولایت بھی ایک صفت ہے صفات
پالنے والا ہے جہانونکا

الٰہی سے کہ وہ رجوع ہوے اوپر ذات خاص مرتضیٰؑ کے کہ تصدیق اُسکی حدیث

اور حدیث قدسی اور حدیث نبوی سے بلاریب ہو چکی اب سُنئے کہ مناقب مرتضوی کے

مین لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے مَثَلُ عَلِیٍّ فِی النَّاسِ كَمَثَلِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور از روے

مسئلہ ہمہ اوست صوفیہ کرام کے نزدیک تو ہیجدہ ہزار مخلوق لباس اُسی کا ہے

تو اکثر کا قول یہ ہے کہ نام علی کا ہر لفظ بامعنی یا بے معنی علم وغیرہ کسی زبان کے مجاز وغیرہ

مین ہو جسقدر دو نوجہانمین الفاظ مرکب ہین غور ہو کہ اُن سب سے استخراج ہوتا ہے

کہ یہ وحدت اسم بیمثالی اُسی صفت باریتعالیٰ سے ہے اور یہ عقدہ خواجہ اویس قرنی

کھلا اور اُس قاعدے کو علم حساب یقینی سے کسی شاعر نے ان ابیات مین نظم

کرکے بیان کیا ہے ابیات ؎ یابی بہر لفظ معین ۞ کنی ششش چند اعداد وش

بر این فن ۞ بیفزا یکے بعد [illegible] ۞ وزان پس لبت لبت از طرح افگن

بماند آنچہ گوہر [illegible] ۞ شود نام مبارک پر نور روشن ۞ جس کسیکو دریافت

کرنا اس [illegible] کا منظور ہو اس [illegible] حساب سے دیکھ لے اور اہل طریقت کو یہ اعتقاد

ضرور ہو کہ ازل سے ظل جناب ولایت مآب علی مرتضیٰ کا سب پر ہے اور ناصر علیشاہ رحمۃ اللہ علیہ چھپی ہید کی رباعی فرماتے ہین۔

رباعی

چون نام علی بصدق گیرد ہندو	شک نی بمسلمانی او یکسر مو
او آمدہ ماہ دین ببین ہمعد ذات	از روے جمال لا الہ الا ہو

مگر بر خلاف اعتقادات بعض کے اعاذنا باللہ من سوء اعتقاد بس عاقل کو اشارہ کافی ہے حضرت شمس الحق تبریز قدس سرہٗ فرماتے ہین۔

تا صورت پیوند جہان بود علی بود	تا نقش زمان بود زمین بود علی بود
ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن	ہم عابد و ہم معبد و معبود علی بود
ہم آدم و ہم شیث و ہم ایوب ہم ادریس	ہم یونس و ہم یوسف و ہم ہود علی بود
ہارون ولایت کہ پس از موسیٰ عمران	واللہ علی بود علی بود علی بود
موسیٰ و عصا و ید بیضا و نبوت	در مصر بفرعون کہ بنمود علی بود
جبرئیل کہ آمد ز بر خالق بیچون	در پیش محمد شد و مقصود علی بود
ان لحمک لحمی بشنو تا کہ بدانی	آن یار کہ او نفس نبی بود علی بود
آن شاہ سرافراز کہ اندر شب معراج	با احمد مختار یکے بود علی بود
چندان کہ نظر کردم و دیدم بحقیقت	از ہر دو جہان مقصد و مقصود علی بود
آن شیر ولایت کہ براے طمع نفس	بر خوان جہان پنجہ نیالود علی بود
این کفر نباشد کہ سخن کفر نہ گفتیم	تا ہست علی باشد و تا بود علی بود
در ہر دو جہان جملہ ز پیدا و ز پنہان	شمس الحق تبریز کہ بنمود علی بود

ناقد شاہ طوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین بیت

مظہر ذات خدا کیست بغیر از علیؑ	ہم صفت مصطفےٰ کیست بغیر از علیؑ

غازی الدین احمد شاہ عجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے این مثنوی

بیا ساقی حوض کوثر بیا	پُر از بادہ کن ساغر مدعا
بمن دہ کہ بر یاد حیدر کشم	باخلاص جام می در کشم
بلطفے کند دانشش رہبری	بدرس دبستان پیغمبری
اگر جا کند در ضمیر علیؑ	کند مہر شش آئینہ دل جلی
زعلم ار بہ پرسی وار باب او	نبیؐ شہر علم او علی باب او
مگردان ازان می سبویم تہی	کہ بخشد بدل نشئہ آگہی
بعفو جرائم ز رب جلیل	بود ساقیٔ حوض کوثر وکیل
خدایا بروزیکہ امید و بیم	نمایان کند راہ خلد و جحیم
مکن نا امیدم ز لطف نبیؐ	بحق نبیؐ و بحق علی

اور یہ نظمیں حافظ رحمۃ اللہ علیہ شیرازی کی سو ہم شعر کی ہے ازان جملہ

انتخاب کرکے، اشعر بنظر اختصار کتاب ہذا کی لکھی

مقدر یکہ ز آثار صنع کرد اظہار	سپہر و مہر و مہ و سال ماہ و لیل و نہار
بدوستی نبی و ولی اساس نہاد	جہان و ہرچہ درو ہست خالق جبار
اگر نہ ذات نبی و ولی بدی مقصود	جہان بہ کتم عدم رفتے ہیچ اول بار
نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا	نبیؐ رسول و ولیعہد حیدر کرار
امام جنی و انسی علیؑ بود کہ علیؑ	ز کل خلق فزونست از صفا و کبار
ز نام اوست معلق سما و کرسی و عرش	ز ذات اوست معلق زمین و چرخ و بحار

علی امام و علی امین و علی ایمان — علی امین و علی سرور و علی سردار
علی علیم و علی اعلم و علی عالی — علی حلیم و علی حاکم و علی گفتار
علی نصیر و علی ناصر و علی منصور — علی مظفر و غالب علی سرو سالار
علی عزیز و علی عزت و علی افضل — علی لطیف و علی انور و علی انوار
علیست فتح فتوح و علیست صاحب فتح — علیست فاضل و افضل علی سر و سردار
علی سلیم و علی سالم و علی مسلم — علی قسیم قصور و علیست قاسم نار
علی صفی و علی صافی و علی صوفی — علی وفی و علی صفدر و علی سردار
علی نعیم و علی ناعم و علی منعم — علی بود اسد اللہ قاتل الکفار
علی ز بعد محمد زہر چہ ہست بہشت — اگر تو مومن پاکی نظر دریغ مدار
کہ نیست دین ہدی را بقول پاک رسول — امام غیر علی بعد احمد مختار
بگاہ ہفتصد و ہفتاد بود کہ در شیراز — تمام کرد بیک روز حافظ این اشعار

شیر انیس جان فیلسوف زمان حکیم غلام دستگیر روشن دل طریقت مین کامل حالت جذب مین فرمایا

مظہر ذات خدا شیر خدا — جانشین مصطفےٰ شیر خدا
واقف سر نہان شیر خدا — رہنما انس و جان شیر خدا
بادشاہ اولیا شیر خدا — ہادی شاہ و گدا شیر خدا
کون ہے ہمسر علی کا دو بتا — لا فتیٰ الا علی حق نے کہا
فرق پر وحدت کا جسکے تاج ہے — دوش احمد پر ہوئی معراج ہے
اولیا جتنے ہوے چھوٹے بڑے — خاک مین مولا کی سب وہ لیٹے
غیر مولا راستہ حق کا کہان — واسطہ ہے مرتضیٰ کا درمیان

ہر گھڑی فرماتے تھے یون مصطفےٰ	ہے عبادت مرتضیٰ کا دیکھنا
راز اندن اہل نظر کی دید تھی	بھید ہے اللہ کا روے علی علیہ السلام

اور ایک کتاب مین دیکھا مینے لکھا ہے اس عبارت سے کہ بعض اہل طریقت علی مرتضیٰ را در مرتبہ فنا فی اللہ آنچنان دیدہ کہ ظہور ہر قول و فعل وی را صرف از ذات باریتعالے تصور دیدہ اند چنانچہ صاحب کشف الغمۃ در فضائل علی کرم اللہ وجہہ روایت کردہ کہ شخصے از ملا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ پرسید کہ در حق امیر المومنین علی مرتضیٰ چہ میفرمائی ملا در جواب گفت چگویم اگر توتش میپرسی این آیت بر ذات مطلقش مدلول است اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْن واگر رفعتش می پرسی قل ہو اللہ احد واگر نامش می پرسی ہو اللہ الذی لا الٰہ الا ہو عالم الغیب والشہادۃ ہو الرحمن الرحیم واگر از ذاتش میپرسی لیس کمثلہ شیء و ہو السمیع البصیر است واین فقیر گوید کہ احق است کہ ذات مرتضیٰ بسبب استغراق بدرجہ فنا فی اللہ آنچنان مجمع فضائل و فواضل بود کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چنان قران وکعبہ را منسوب بخدای تعالیٰ میکرد علی را منسوب بسوے حق تعالے می نمود یعنے چنانکہ قرآن را کلام اللہ وکعبہ را بیت اللہ میگفت علی مرتضیٰ را اسد اللہ میفرمود وچنانکہ دیدن قرآن وکعبہ را عبادت میدانست دیدن علی را ہم عبادت می فہمید چنانچہ از حدیث نبوی النظر الی المصحف عبادت والنظر الی الکعبۃ عبادۃ والنظر الی وجہ العلی عبادۃ کہ در اکثر کتب حدیث وسیر واخبار وتفسیر معتبر مثل حدیث طبرانی وحاکم وتفسیر فتح العزیز وغیرہ متواتر بود وثابت ودر نور الشہدا از ابن عبد البر روایت کردہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

علیہ السلام اور مولانا جامی النقشبندی نے رباعی [illegible]

اکثر بر روے علی میدید تا آنکہ چون وے بمجلس آمدے نظر از وے باز نداشتی
چنانچہ روزے حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا از وے سوال کرد کہ ای پدر من با عث
چیست ہر گاہ علی پیش تو می آید نظر از وی بر نمی برداری فرمود سمعت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ اور صاحب جامع الکلم
یعنے سید محمد گیسو دراز نوشتہ کہ خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر دو نوع است
خلافت کبری وخلافت صغری یعنے خلافت کبری خلافت باطن است وخلافت
صغری خلافت ظاہر است وآن میان امت مختلف فیہ گشتہ وامام محی السنۃ بیہقی
در کتاب فضائل الصحابہ باسناد خود این حدیث را مرفوعاً ذکر کردہ کہ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من اراد ان ینظر الی ادم فی علمہ والی نوح فی تقوی والی
ابراہیم الخلیل فی حلمہ وفی روایۃ فی حکمۃ والی موسیٰ فی ہیبتہ والی
عیسی فی عبادۃ فلینظر الی علی ابن ابیطالب یعنے اگر کسے ارادہ کند کہ نظر
کند بسوے علی کرم اللہ وجہ کہ وی جامع جمیع صفات انبیاء ماسبق است و
بس وارباب طریقت بقوت قرابت ونسبت صہریت برسول اللہ وپرورش
درکنار وبیت حبیب اللہ وتولد در بیت اللہ وسبقت اسلام وجامعیت علوم
خیر الانام وبار دیگر مراتب بالا پیشوای افضل ملت خود میدانند وسلسلہ مستقیم
تا علی مرتضی رسانیدہ مشرف باسلام خود میشوند اور خواجہ بزرگ معین الدین چشتی
یہ بیت فرماتے ہین بیت من علی را دوست دارم خلق گوید رافضیست ؛؛
پس خدا وجبرئیل ومام محمد رافضی است ؛ اور مرادات مین روایت لائے ہین
کہ فرمایا رسول اللہ نے یا علی انت خیر البشر من شک فیہ لقد کفر اور مختصر کیا اس

بحث کو اور مطلب اس بیت کے ؎ بیت پیر حسن ؎ علی و نبی ہر دو نسبت بہم ؎ دو تا و کلم بعزت زبان قلم ؎ تمہید آغاز تالیف کتاب ہذا کہ واسطے مبتدیون کے تعلیم وافی اور منتہیون کے ہدایت کافی ہے ؎ اب یہ گذارش ہے کہ حسب فرمایش جناب پیر و مرشد ... شریعت ضرغام میدان طریقت شہباز بیشہ حقیقت شناور دریاے معرفت مولانا ابو الفخر سید نظام الدین احمد شاہ حسنی الحسینی قادری چشتی النظامی اویسی قلندر مشرب دام فیضانہم بغدادی کے خادم کمترین بندہ سرافگندہ جعفر حسین خادم الاطبا المعروف محبوب شاہ ترک خاکپای فقرا نے ارشاد جناب ممدوح کو جو بعض قرآن مجید اور حدیث قدسی اور حدیث شریف نبوی اور اقوال بزرگان دین متین طریقت آئین اور راویان صادق الاخبار سے جو مطالعہ کتب سے دیکھا اور کانون سے سنا بتائید الہی جمع کر کے درج رسالہ ہذا کر کے شیرازہ بند کیا اسمین کوئی مضمون طبع زاد اضافہ نہین لکھا اور نام اس ہدیہ کا بہ خلوت محبوبیہ موسوم کیا امید صادق ہے کہ شایقین نظر انصاف سے اس میں جہان کہین خطا اور نسیان پاوین بدامن اصلاح چھپاوین اور مین بی بضاعت ہیچمدان گلچین چمنستان تصور خلوتگاہ قادریہ اور بارگاہ چشتیہ نظامیہ اور جلوگاہ اویسیہ کا ہون حضرت پیر و مرشد نے جسقدر مجھے تعلیم فرمایا اسیقدر سنا اور دیکھا اور پایا بتوجہ مرشد سب سے لونگی بوباس میرے دماغ مین سمائی ہے خوشبو سے ہر گل کی رہبری سے بہت سیدھی راہ عدم کی پائی زبان کو اسکی شرح کا یارا نہین وہان عقل کا گذارا نہین مجملاً سمجھو کہ مرکز اصل کے جانب سبکی بازگشت ہے بعبارت العین سے دیکھو غیر نہین باللہ عین ہے و الا ایک نقطے سے عین ہے حقا خاص

مسئلہ وحدت وجود گذشتہ اور ہدایت خیالات بخیتہ پیوستہ سے ...
یہ امر بجالایا مصداق اسکے کہ الامر فوق الادب ورنہ مین کہان اور ...
ہر آن مین پیر پر نثار ہون اور یہ بیت ورد زبان ہی ❊ فارغ از رسم ...
مسلمان کردی ❊ مرشدا گردو تو گردم کہ چہ احسان کردی ❊ اور یہ قطعہ تاریخ ...
اس رسالہ مفید العام کی ہنگام آغاز زبان گہر فشان سے جناب ...
احمد مرشد زادہ مولف نی فرمای واقعی کہ تاریخ ہذا زیب کتاب اور ...

	لازم و ملزوم ہوگئی قطعہ	
کتابی طرفہ گشت است تالیف		کہ در حسن معانی بے نظیر است
چو فخر جملہ درویشان معنی است		ازان تاریخ او فخر الفقیر است

تعریف ترتیب بیعت پیر کو بمقابلہ مرید کے اسطور پر لازم ہو کہ ...
کہ جسنے ارادہ بیعت کا کیا ہو ایام گذشتہ کے گناہو نبر صیغہ توبہ ... کردی
بعد اسکے مرشد اپنے پنجہ دست راست کو مرید کے انگشت نزد دست راست ...
دیکر اوپر ہاتہ اپنا اور نیچے ہاتہ مرید کا رکہے مگر اولا پیر فاتحہ پڑھکر ثواب اسکا ...
مبارک رسول الثقلین کی نذر کرے بعد اوسے نذر کے پہر ہاتہ اپنا دوبارہ مرید
ہاتہ پر پہلے کیطرح سے رکھکر دونون زانو باادب بیٹھکر اول یہ خطبہ پڑھے الحمد للہ
نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات
اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ
ونشھد ان لا الہ الا ھو وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ و
رسولہ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ پہر یہ پڑھے

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا
عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ
اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا
ولکم پہر مرید سی یہ اقرار لے کہ سب پیغمبر برحق اور سب کتاب اللہ برحق خصوص
محمد رسول اللہ برحق اور قرآن مجید برحق ہی اور اللہ تعالے کی وحدانیت اور محمد کی
نبوت اور انا قیامت کا برحق ہی اور کہی کہ لایا ایمان مین چارون صحابہ کرام پر
اور لایا ایمان مین چارون امام پر اور لایا ایمان مین پیغمبر ثنا سے باللہ باقی
باللہ سبحانہ لیو پیر اور لایا ایمان مین اپنے اس مرشد حاضر پر ساتہ سب اسکو کی
روز قیامت تک نہ پہیر ونگا مین اپنے عہد سی اسوقت سے اور چہوڑا مینے
دنیا کو اور بیزار ہوا مین معاصیون سے اور تہ دل سے اسوقت قبول کیا مینے امر
دین اسلام کو ساتہ باتون بہلائی کے اور توبہ کی کفر اور شرک سی اپنی رغبت اور
خوشی سے واسطے بہلائیون ذات یوم الاخر کو اور اگر اجیانا اپنے نفس کے اغوا کر
پہرون مین اپنے عہد سی تو اللہ تعالے خالق دونون جہانکا عذاب دی مجہکو دونو
جہانمین اور کرے مجہی رسوا دن قیامت کو حساب بد عہدی سی بعوض شکست
عقد کہ جو ساتہ مرشد موجود کے اللہ کے ہاتہ مین ہاتہ دیکر قبول کیا اسوقت کہ
جب عذاب ہو مجہ پر نہ قبول کرے توبہ میری اللہ تعالے اس مرشد اسند کی
اپنے مین گواہ گردانتا ہون کرامًا کاتبین فرشتگان اپنے اور اپنے اس پیر
پس مضبوط ہوئین اپنے سب اقرارون پر جو بیعت قبول کی مینے بیچ ہاتہ
فلان کے اور اختیار کیا مینے سلسلۂ فلان کو اللہ تعالی قبول کر میری بیعت کو

اور اس شجرہ کو پڑھتے ... رابطہ کا نتیجہ یہ ہے کہ وقت مرگ اور روز قیامت اسکی
سامنے کے زندہ ہیں ... شجرہ شریف ... اب پیر ہاتھ
اپنا ... کرکے دونوں ہاتھ اپنے واسطے دعا ... آسمان اٹھاکر پڑھے

بعد اس شجرۃ الاسطر پڑھے

الٰہی ... و ... صلی	وآلہ واصل اللہ صلی لعلی
... بتول و باسم ولد نہا	... یا ... ذکی
... و بالباقر و الصادق حقا	وبموسی والرضا ولتقی و نقی
... العسکری الحجۃ القائم بالحق	الذی یضرب بالسیف بحکم ازلی
... صلوات ...	بنہار ولیال وصل و عشی
... و دعائی ...	واقض حاجات لنا انک انت ولی
تقبل ... رب دعانا	بعلی لعلی بعلی بعلی

اور بعد ختم اس شجرہ طیبہ کے مرشد بنام شریعت کو آپ پڑھے لگا کر اس مرید کو
پڑھا دے کہ سنت علی مرتضیٰ کی ہو اور یہ صورت تحریر خلافت نامہ ہے
کہ جب پیر ... اپنے مرید ... کو خلیفہ اپنا کرے الحمد للہ الذی نور قلوب
العارفین بتجلیات جمالہ و زین صدور اولیاء بصفات کمالہ وجعلهم
وسیلہ لقرب الحاجات و ذریعۃ لنیل السعادت والصلوٰۃ والسلام
علی رسولہ و حبیبہ و اصحابہ لکمال قال علیہ السلام الشیخ فی قومہ
کالنبی فی امتہ بعد حمد و نعت میگوید ملتجی بشفاعت نبی حجازی کہ من فلان چون
فلان را متوجہ الی اللہ مستغرق شوق لقاء اللہ و تائبا بالتوبۃ النصوح یافتم بہ حکم اجازت

مرشد کامل خود حضرت فلان خلافت سلسله عالیه فلان یافته ام هر کرا رجوع بسلسله من
باشد با او دست بیعت دهد وفقه الله تعالی لاحکام شریعة الصادقة وبیعة اهل طریقة
الاراده چنانچه پوشانیدم خرقه وبستم دستار خود را وعهد کردم آنچه در میان مشائخان
معمول باشد اگر روز محشر مرا ادنی اجازت از جناب کبریا و محمد مصطفی وعلی مرتضی بشفاعت
باشد شفاعت او نمایم و اگر او را علو وشرفی نزد حق تعالی از من زیاده تر باشد
از حضور شیخ من باشد وهی باید که موافق انچه سلسله مرشدان طریقت از توجه قلبی
بتعلیم کسبی وتفهیم فیضان وهبی تا تحصیل مقاصد طالب خود هیچ را رعایت داشته
الفت الشفقت او وافی خنده کافی باشد تا طالب را پس روی پیشوایان اهل تصوف گرداند
اللهم نور قلبه بنور معرفتک واشغله بشغل جلالک وجمالک وثبته علی الصراط
المستقیم آمین ثم آمین وخلافت نامه هذا جهت اطلاع عام نوشته داده شد که از
خانواده طریقت کدامی کس حجت پیدا نه نموده خلافت هذا قبول دارد عند الله
ماجور وعند الناس مشکور دولت طریقت خواهم شد فقط تحریر فی التاریخ فلان فلان
اور یہ بطور یادداشت سب کے خیال میں قائم رہنا ضروری ہے کہ پیری اور مریدی سبب
ایک ہاتھ اوپر ہاتھ دوسرے کے رکھنا اور عہد باندھنا کہ جیسا زوج اور زوجہ کا
عقد ہوتا ہے اُسکے ایجاب اور قبول کی یہ صورت ہے کہ پیران طریقت نے ہاتھ اپنا اُوپر
اور ہاتھ مرید کے رکھا اور کلمہ و استغفار و تلقین کے ساتھ کہلاتے اور مرید ہاتھ
پیر کے عہد استوار کرتا ہے بروقت بیعت کے مرید اپنے دلمیں نیت صادقہ سے
یہ سمجھے کہ ہاتھ اللہ کا بواسطہ مرشد کے ہے اسیطرح سے صحابہ نے جناب سالتمآب کے ہاتھ
بیعت کی اور خداوند تعالی انہوں سے راضی ہوا اور سمجھو کہ اگرچہ مرید حاضر ہوا اور

اور وہ دل سے بیعت کا کرے اور پیر کو اپنے ارادہ سے پہلے اطلاع کرے تو بیعت
غائبانہ کی بھی جائز ہے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حاضر نہین تھے اسی ترکیب
ترکیب مسطورہ بالا سے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے ایک ہاتھ داہنے اپنے کو اپنا ہاتھ قرار
دیا اور ہاتھ بائین اپنے کو دوسرا ہاتھ انکا قرار دیکر دونون ہاتھ ملائے اور صیغہ
بیعت کی قرأت فرمائی پس وہ بیعت جائز ہوگی اور عورات کے بابمین چندان
ہاتھ مین ہاتھ دینا بھی ضرور نہین اکثر آنحضرت نے ساتھ کلمات زبانی کی تنبیہ اور
ہدایت فرمائی عورات کو اور اس جماعت کی نسوان کے اقرار لسانی کو تصدیق قلبی سے
خوش کیا اور ہر بشر کو انکسار اور دل اپنے کو اپنے تابع من رکھنا ضرور ہے پیر اسکی سعی مین مجبور ہے
تعریف پیر - ضرور ہے کہ مرشد مسلک صحیح رکھتا ہو اور حق شریعت کا بجہت ادا کرتا ہو
اور عقائد اہلبیت مین پورا پورا ہو اور یہ ضرور نہین کہ ہر سجادہ نشین خود اپنی سجادگی پر
اپنے فرزند کو قرار دے یعنے سجادہ کرنا چاہے بلکہ مستحق اسکا لائق مرید ہے فرزند نالائق
چاہیے کہ مشائخ صوفی منصب بیعت کی جائداد جائداد جدی پدری نہ سمجھے کہ درحقیقت
یہ جائداد وقف ہے اوپر لیاقت کی یگانہ ہو یا بیگانہ اور ضرور ہے کہ مرشد عالم علم خرقہ
خاص کا ہو اور جو فرائض و واجبات و سنن و نوافل و مستحب اپنے [illegible] کیے جو مین
اسکی سجادگی مین قصور نکرتا ہو جو پیر کہ ان [illegible] سے گرا وہ [illegible] سے گر گیا اور
اور جو طریقت سے گرا وہ حقیقت سے گر گیا اور جو حقیقت سے گرا وہ معرفت سے محروم ہے
اور ناقابل پیر کی نسبت مولانا روم فرماتے ہین [illegible] اے بسا ابلیس آدم روے ہست
پس بہر دستی نباید داد دست [illegible] اور اس بیت [illegible] ہے پیر [illegible] مراد [illegible] طریقت
[illegible] بخدمت [illegible] بندہ صوفی باش [illegible] اور [illegible] محمد [illegible]

جائیسی یہ دوہرا فرماتی ہین ٭ گرد ایسا جہگی کہ سنبلے گر ہوے ٭ جھم جھم کے سو جہوچن
ہین ڈالے دہوے ٭ اور نہ اس زمانہ بے تمیز کے مشائخ سبز پوش و خرقہ پوش
پشمینہ درگوش شکر نوش خیرات خور چشم کور شنگرفی یا گیروے کپڑے در بدر دہر
موجود مرید کے گہر ہاتہ مین تسبیح مگر اور جرب آنہوںکی زیب دست انہین پانچ
سوسی کمر مین ناسدانی کرتا سید ہی چاک کا اور بعض ہے کے تہمت زیب تن لنگر او ان کے
پاؤن مین پہرتے ہین گہر گہر اور جو مرید نے کچہہ نہ دیا تو بدرجہ شود دشمن خدا شدہ خدا سے
بیخبر دو چار ترکاری فروش قصاب وغیرہ ہمراہ پیر صاحب اپنے ساتہ کہ دیکہتے چلے
یہ خیال کرتے ہوے کہ ہمچنین دیگرے نیست اور طرفہ یہ ہے کہ خلایق کو سجدہ کرد اپنا
لزوم کرکے خود مسجود بنا چاہتے ہین اور مرید کرنے پر حارص کہ جسقدر مرید زیادہ
ہون آب ودانہ کی ترقی ہو خدا پرستی کا خیال نہین ٭ برادرمن عمر انست کہ خوب
ہو بینہ کہ عطار گوید اور مولانا محمود بحری فرماتے ہین بیت چون شود از پر تو شفقت
در جام آئینہ ٭ گشت خود نما بہر کس ہمچو جام آئینہ ٭ خیال کرو کہ مصطفےٰ علی مرتضیٰ نے
کسقدر زمانہ تک یہ راز پوشیدہ رکہا اور جب ظاہر بہی کیا تو عام پر نہین البتہ چند
خاص پر از انجملہ کل چہہ خلیفہ یگانہ و بیگانہ سے کیے کہ اُن چہہ خلیفہ سے فیض ولایت نے
بہت ترقی کی کہ اب مثل آفتاب عالمتاب ہے الغرض پیر مین یہ باتین ہونا ضرور ہین
اول اکل حلال دوسرے صدق مقال تیسری شہوت اور لذات کا تارک اور بجمیع
خلایق سے واسطے نفع اپنے کے کوشش کرنا مکروہ جانتا ہو اور جو من اللہ اشخاص
رجوع ہون تو اُسن پہ رغبت اور شکر کرے اور اپنی ذات کو کسی پر فخر نہ دے خود کو
سب سے کمتر سمجہے ظاہر و باطن یکسان ہو اور مال کو جمع نہ کرے اور جسقدر روزانہ

ما بالنہ میسر آوے اُس فتوحات کو روز مرہ کو روز صرف کرے اور باقی کو امرا و مستحقین
صرف کرے اگر سبب آمدنی وافر کے ذخیرہ جمع ہو جاوے تو پھر جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ کے
جو مستحق اُسکے ہوں حوالہ کیا کرے اور اُس ذخیرہ سے دائم مستغفر رہے اور کسی سے بخل
نکرے بلکہ اخلاق کو بڑھاوے اور بالارادہ کسیکو رنج نہ پہونچاوے اور جو اپنے کو
کسی سے رنج پہونچے اُسپر صبر کرے اور اپنے صبر کا شکوہ زبان پر نلاوے اور جو کچھ
دوسرے پر احسان کیا کرے اور اُس دوسرے سے اپنے احسان کا بدلہ نچاہے
اور پیر ترش رو نہو کہ وہ بدخوئی کہلاتی ہے اور بدزبان اور بدگمان نہو اور ہمیشہ اپنی عزت
و ترقی نچاہے اور قلب سے خودبینی بھلاوے اور اپنے اخلاق اور شفقت پر آمادہ
رہا کرے اور امرا اور وزرا کی ملاقات اور اتحاد کی تمنا نکرے بلکہ کراہت رکھے
اسواسطے کہ ایسی صحبت سے اوقات میں حرج پہونچتا ہے اور جمعیت پریشان ہوتی ہے الغرض
فارغ البالی واسطے عبادت ذات کی نصیب نہیں ہوتی ہے اور اپنے مخالفین سے بھی بالقصد
ذکرے یعنی عداوت نکرے حتی الامکان ساتھ اُنکے سلوک و مدارا مقدم سمجھے اور
عمداً کسی گناہ کا پیرو نہو کہ عمل گناہوں سے ریاضت اور عبادت سلب ہو جاتی ہے

حکایت فقیر فیض رسان نو وارد اس مقام پر اس حکایت کو سن لینا چاہیے
کہ ایک مقام پر مجلس فقرا میں ایک فقیر آیا اہل مجلس نے اُس سے سوال کیا کہ اے برادر
تمہارا کیا مذہب ہے اُسنے شگفتہ دہنی سے جواب دیا کہ اے معتکفان خمخانہ تفرید وابستگان
بستان زینت دہ میکدہ توحید واسے سالکان مناہج شرع و طریقت و عارفان
حقائق اصل و فرع تمپر پوشیدہ نرہے کہ یہ فقیر مذہب اپنا اتقوی رکھتا ہے اور ہر روز
صبح و شام نقش آدم پر تبرہ کیا کرتا ہے اور سوگند مرشدی میں اُس نقش کے تابعین کی

بھاگا کرتا ہون اہل مجلس یہ سنکر ترش رو ہو کر بولے کہ ای فقیر صورت تجھ مین ابتک
نفسانیت باقی ہی کہ رقص کیا کرتا ہے اور بے تکلف اقرار بھی ہی فقیر نے
جواب دیا کہ مین تو اپنی دانست مین بہتر اور نیک کرتا ہون یہ سنکر جماعت مجلس نے
اُسکے گرد گھیرا کر کے استفسار کیا کہ شرح اُسکی بیان کر اس نے سنکر یہ قطعہ پڑھا قطعہ

بخل و بغض و عداوت و غیبت	کذب و طمع و نفاق و وہم و غصہ
پس ریا و ہوس حرام و حسد	عجب و کبر و حرص و وہم و کینہ

پھر یہ کہا کہ مین ان اسامیون پر تبرہ کیا کرتا ہون ارباب مجلس یہ جواب سنکر نہایت
معقول اور نادم ہوئے پھر اہل مجلس نے اس فقیر کا بہت اعزاز کیا اور جو لوگ
اس جماعت مین ناقص تھے انھون نے اس رافضی کے ہاتھ پر بیعت کی وہ سب
بعمل اسکے کامل ہو گئے بعد چند روز کے وہ فقیر سیاح آمادہ برخصت ہوا سب
معتقدین نے اُسکو گھیر کر کہا کہ ہم آپ سے مفارقت نہین چاہتے کہ آپ سے فیضیاب ہوئے
اب وہ نقش آدم ہمکو دکھاؤ سمجھاؤ کہ کیا ہی جواب دیا کہ اُسکے اسامی تو معلوم ہوچکے
اب اُسکی ذات کو تم شاد و سنو آدم کے عدد (۴۵) ہین اور آدم عناصر کی ترکیب
سوار ہے اور یہ چار عنصر ہین خاک و آب و باد و آتش ترکیب اُسکی یہ کہ عددون آدم کے
چار چار عدد طرح دو یعنی شغل سے انکو فنا کرو بعد چار چار نفی کے ایک باقی رہیگا
بقاعدہ ہر دم شرا الف رہگیا وہی ذات واحد ہی اب خیال کر کر دیکھو کہ مین ہون یا وہ ہے
بس ایک روح دو قالب بتصدیق تمام قائم ہو چکا تو کام انصرام کو پہونچا اور اس
نقش آدم کو دکھا کر و یہ کہکر وہ سب سے رخصت ہو روانہ ہو گیا ان لوگون کی
تعلیم کو بھاشا ہو گیا سنو صاحب مطالع نیک ہر دو کان کہ باشما ورکیکی یہ رباعی

بخل و ۱	کبر و ۱۴	حرام و ۱۱	غصہ ۸
حسد ۱۲	نفاق ۷	بغض ۲	عجب ۱۳
طمع و ۶	لبس ریا و ۹	کینہ ۱۶	عداوت ۳
حرص ۱۵	غیبت ۴	کذب و ۵	ہوس ۱۰

واسطے درستی اوقات طالب کے نہایت
تر مؤثر اور مفید ہی ؛ رباعی ؛
خواہی کہ شوی بہ منزل قرب مقیم ؛
چیزی بہ نقش خویش فرما تعلیم ؛ صبر و شکر و
قناعت و علم و یقین ؛ تفویض و توکل و

رضا و تسلیم ؛ مختصر یہ کہ بہت تلاش سے پیر ملتا ہی مگر تلاشی مستعد جوئندہ ہو اس زمانہ مین جو فروش گندم نما بہت ہین ایسا وہو کا نہ اٹھانا بمصداق اس مثل کی کہ دونون دین سے گئے پانڈے نہ حلوا ہوی نہ مانڈے یعنے پہلا دین کو چھوڑا اور دوسرے دینکو نپایا پہر حاصل کیا ہوا غرض لطف جب ہوتا ہی کہ مرید لائق جوئندہ اور پیر فائق ہو تعریف پیر مغان مین بطلب سعی مذاق حضرت غازی الدین احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ یہ

مثنوی فرماتے ہین

بدل دارم ای ساقی نوجوان
بہار است ای پیر روشن ضمیر
صراحی صفت مست استادہ ام
بہار است اے پیر تدبیر کن
بہ پیمانہ زنجیرم از موج می
بہار است اے پیر برای ہوش
بہار است اے پیر ابرو سفید
بہار است اے پیر صاحب کمال

که دیگر کنم یاد پیر مغان
بجام شرابے مرا دستگیر
ترا بندہ ام گرچہ آزادہ ام
مرا در خرابات زنجیر کن
ازان بہ کہ بر تخت کاؤس کی
چو دریائے قلزم خم آمد بہ جوش
بمی روشنی بخش چشم امید
حلال است می بہر دفع ملال

بهار است ای پیر فرخنده خوی — بدیدم دگر عیب مستان گوی
بهار است ای پیر جی نوش من — چو بیناست پنبه در گوش من
بهار است ای پیر دلگیر من — به بخشای بر عذر تقصیر من
بهار است ای پیر مشکل‌گشای — بی چین پیشانیٔ دلگشای
بهار است ای پیر هشیار باش — کنون مست باشم خبردار باش
بهار است ای پیر جوهرشناس — تو حال من از حال خود کن قیاس
جوانان ز بس کامرانی مغ — نداند قدر جوانی دریغ
جوانی بود باده بی دل — جوانی بود شاهد بی مثال
جوانی چراغ شب زندگی است — جوانی رخ روز فرخندگی است
جوانی بود رنگ رخسار شوق — جوانی بود نور دیدار ذوق
جوانی گل باغ و داغ دل است — می لاله‌گون ایاغ دل است
جوانی که چون رنگ گل بیوفاست — ز عمر به بیگانگی آشناست
جوانی که سرمایهٔ زندگی است — گل باغ پیرایهٔ زندگی است
جوانی می زندگانی بود — بشرطیکه با یار جانی بود
گل و لاله [illegible] زنم در دست جام — درین فصل می را که گوید حرام
مرنج از سخنهای مستانه ام — به بخشای بر من که دیوانه ام
گناه تو کردم مرید تو ام — بجام می زر خرید تو ام
از آن می بنوشان که مستی کنم — بیک جرعه ساقی پرستی کنم
ز شوقی که دارم بساقی جام — خرابات را کرده ام کعبه نام

زمستی نسیم راز را آشکار	گرہما بغیر او معذور دار
بحال اسیران رعایت بکن	نگاہے بچشم عنایت بکن
بپیسے خرابات راہم نمای	در فیض بر روے دل بر کشای
جوانان چو اسنے غنیمت بود	شمارا زما این نصیحت بود
جوانان بزم نواسے نوشش جام	بہر جا کہ باشند از ما سلام

لطیفہ مرید - مرید ایسا پختہ ہو کہ مرشد پر اعتقاد کامل لاے اور مستقل ہو کر مرشد کے پیچھے بدگمان نہو اور دل اپنے مرشد کیطرف سے بعد بیعت کے کبھی نہ پھیرے کتاب سبع سنابل کی شرح سنبلہ دوم مین مرید حقیقی کی کہ ارادت مین صادق ہو یہ نقل لکھی ہے کہ جب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی نے رحلت فرمائی حضرت امیر خسرو مدت چھ مہینہ تک بیچ ماتم اس مصیبت کی رہے اور دنکو قرار اور رات کو خواب نہ آیا بعد چھ مہینہ کے بجہت فراق مرشد فوت ہوے اسوقت مین مخدوم شیخ رکن الدین سہروردی قدس اللہ روحہ درمیان دہلی کے موجود تھے انکو فوت امیر خسرو سے فوراً خبر ہوئی اپنے یارون سے کہ جو موجود تھے کہا کہ آؤ وہان جلدی جاتے ہین ہم کہ امیر خسرو کی تجہیز و تکفین اپنے سامنے کرین اور انکی جناب مولی تعالی سے بخشش کرادین کہ وہ مداح شاہون کا تھا غرض جو پہونچے تو دیکھا کہ امیر خسرو مردہ پڑے تھے سامنے انکے اٹھہ بیٹھے اور یہ بیت پڑھی بیت

ما بغتہا سے پیر خود پسندہ کردہ ایم	نیست مارا حاجت آمرزش آمرزگار

پس وہ اس بیت کو پڑھکر جیسا کہ مردہ پڑے تھے ویسی ہی پڑ گئے مخدوم سہروردی دیکہ اتھہ تعجب سے خاموش رہے الغرض تو ایسا مرید مستقل اور معتقد ہو اور

اور ضرور ہی کہ طالب اوقات خود کو درست کرے اور اوقات ضروریہ ساتھ نفائس
کے یہ ہین کہ طالب غذا کم کہاے اور عرصہ زائد نین کم سووے اور مردمان عام سے
باتین کم کرے اور ذکر اور فکر اور شغل کو بڑہاے اور مرید دل اپنا ہمیشہ ساتھ
پیر کے پیوستہ رکہے اور ثابت رہی تا توجہ مرشد مرید کے دلمین جلد اثر کرے اور
ربط دل مرید کا ساتھ دل مرشد کے قوی تر یعنی محبت اور تصدیق سے ہوتا ہی
اور جبکہ دونون دل کا ربط کامل ہوگیا روز بروز توجہ مرشد سے دل مرید کا کشادہ
ہوتا رہتا ہی کسواسطے کہ مبتدی خو کردہ عالم شہادت ہی اور بہت پردے آگے
رکہتا ہی اس صورت مین توجہ مرشد کے بچی مرید نیک آسان تر ہوگی ایسی ہمت کچہہ سرا خیال
مانع حال اسکے ہی۔ رباعی

گویم کہ بشب نماز بسیار کنی	در روز دوای شخص بیمار کنی
تا دل نہ کنی ز غصہ و کینہ تہی	صد خرمن گل بر سر یک خار کنی

چاہیئے کہ مرید توجہ مرشد کو خواہ قلبی ہو خواہ دیدوادید سے خواہ اور کسیطرح کی نعام
کیسی ہو بدرقہ مدام نیک سمجہی اور جسوقت کہ مرید کو کوئی سختی اور خوف و شبہ پیش ہو
طرف ولایت مرشد کے باعتقاد تمام رجوع کرے اور مدد چاہے لاشک فوراً
وہ خدشہ رفع ہوگا اور مرید کو لازم ہی کہ مرشد پر کبھی کسیطرحکا اعتراض اور نگاہ
غیر نکرے یہ سمجہی کہ جو ہی وہ غیب سے ہی فیض یا بسط و رنج و راحت و صحت و سقم
و کشایش و بستگی اسپر راضی رہی اور روے اعتقاد کو ہرگز نہ پہیری چنانچہ
عبداللہ سہل تستری یہ فرماتے ہین ابیات

گفتم کہ بپیری تو یا پیر	گفتا کہ دو نی ز در میان گیر

چون نیک باندیشم نکو بود دوستی باثولان مایہ روشن دلی است	سن جوان و پیر ہر سہ یک بود موم چون بارشتہ ساز و شمع محفل شود

اور مرشد کی اعمال صحیح ظاہرہ پر نظر نہ کرے بلکہ اگر پیران شطون بدکی مرید کو ہدایت
کرے تو مرید ہی وہ رنگ اسکو اختیار کرے اور بخوشی تمام مستفید بکار رہے اسوقت
مرید با اعتقاد کامل تصور کیا جائیگا ورنہ باغی ہے اور آگے مرشد کے مرید سیطرح
ٹھیک رہا اور اسپر بھی کچھ فیض کو نہ پہونچا تو ضرور ہے مرید کو دوسرے مرشد کی طالب ہو
گو مرشد اول ہی کی نسبت ہین اور جبکہ طالب دوسرے کا ہو کے فیضیاب ہوا تو اعتقاد
یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ اسی مرشد اول کا فیض ہے اس عقیدہ سے طالب پر قروفت
کا سایہ نہ پڑیگا اکثر طالب دس دس برس مرشدوںکے پاس حاضر رہکر طالب
رہے اور آخر کو فیضیاب ہو گئے تو اسمین بھی بات ہے کہ مرشد اول کا فیض ہے
کہا جاتا ہے اسمین یہ کہ اگر یہ سبب مرشد اول کو انکے کامل نہ جانتے تو انکی طلب کو
دوسرے قبول نکرتے تو اس سے صاف ظاہر ہوا کہ وہ اصل قابلیت اور
مرشد اول کی پائی گئی اور اگر مرید مرشد اول سے بد اعتقاد ہو گیا بیشک مرتد ہو گیا
وہ کسی مرشد کے پاس سے فیض نہ پائیگا اور واضح ہو کہ طالب دنیکو ترک دنیا ضرور ہے
دل دنیا نالازم آگیا اس سے یہ غرض نہین کہ اہل وعیال اور اسباب دنیا کو چھوڑ کر
کسی جنگل مین گوشہ گزین ہو ترک سے مراد یہ ہے کہ دل سے انکی محبت اور خواہش
مہیا کرنیکی بجز ضرورت کے فضول کو اختیار نکرے قلب بھلائے رہے اور
دلمین اللہ کی یاد کو جگہ دیوے ہان یہ واجبات سے ہے کہ طالب جو کچھ علوم دنیا کی
پڑھا لکھا ہو اسکو اپنے دل سے بالکل محو کر دے اور مذہب اول کو چھوڑ کر مذہب

مرشد کا پابند ہو زنار مذہب پیر کا اپنا گلو گیر کرلے اُس حالت مین ارشاد مرشد کا مرید کو تاثیر کرکے دلمین پاگیر ہوگا تا وقتیکہ مرید مستعد اور مستقل اور خود اعتقاد کو اپنے استوار نکریگا پیر ہرگز شوق مرید کو نہین بڑہا سکتا اور پیر مراقبہ سے زور مرید پر نہین ڈال سکتا اور قال سے وسوسات شیطانی کو مرید کے دلسے نہین نکال سکتا تا وقتیکہ مرید اپنی قوت دل سے صرف کرکے اقوال و افعال پیر کا ظاہر و باطن سے ایذا دیکر اراد نکرے کچھہ بھی نہوسکیگا مرید بدنصیب کا کام رہجایگا پیر پر نہین ہوسکتا اور واضح ہوکہ مرید دو قسم کے ہوتے ہین ایک حقیقی دوسرا رسمی حقیقی وہ ہیکہ ظاہر و باطن تابع فرمان پیر رہے اور سب حرکات سکنات پیر کے بشوق اختیار کرلے کوئی دم خلاف پیر نہ ہو ربط ساتہہ قلب پیر کے بڑہایا کرے اور فقط طمع دین کی رکہے نہ دنیا کی اور مرید رسمی وہ ہیکہ پیر کے ہاتہہ مین ہاتہہ دیکر کلاہ اور شجرہ پیر سے لیلیا اور قول کو پیر کے کہانی سمجہا اور ارشادات پر مرشد کے عمل نکیا اور پیر کو سچا نہ سمجہا اور جو پیر نے منع کیا مرید نے نہ مانا اور مدد دنیا کی طمع کی چاہی کہ روپیہ ملے اولاد ملے نوکری ملے منصب جاگیر ملے دشمن پر فتح ملے زن جمیلہ ملے موت نہ آئی زندگی بڑہجاے ایسی خواہشین کرنیوالیکو کتا بمغز کہتے ہین وہ ہمیشہ بے نصیب اور بیعزت رہیگا اُسکو تمام عمر دنیا کی طمع خراب کیا کریگی اور اعتقاد اایسے مقام پر مولانا تراب علیشاہ کاکوروی فرماتے ہین

نظمین

پنجہ پیر نقش اللہ است	کی ازین رمز ہرکس آگاہ است
از ید اللہ فوق ایدیہم	شد یقینم کہ مرشد اللہ است
ہرکہ نگرفت دامن پیرے	طفل نادان و مرد گمراہ است

سنگری پیری و مریدی را — جست صد حیف آه صد آه است
پیر آمد وسیله بهر نجات — پیر بگزین که هادی راه است
پیر استاد و بیعت و خرقه — همه درکار اندرین راه است
پیر را صورت پیمبر دان — زانکه او رهنمای درگاه است
گرچه پیر از مرید دور بود — التفاتش همیشه همراه است
پیر اگر حاضر است در غائب — بالیقین از مرید آگاه است
باادب پیش پیر باید بود — کو ز سر تا قدم ادبگاه است
بندهٔ پیر دستگیر خودم — در جهانم بس اینقدر جاه است
کے نه لافم به بحث خویش تراب — مرشدم کاظم شهنشاه است

اور حضرت شرف الدین احمد منیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ابیات

راه دور و پر ز آفت ای پسر — راهرو را می بباید راه بر
تو هرگز کے تواندر رفت راست — بی عصاکش کور را رفتن خطاست
گر ترا دردست پیر آید پدید — قفل دردت را کلید آید پدید
تو اگر بی راهبر آئی براه — گو همه کوهی فرو رفتی بچاه
پیر ره کبریت احمر آمده است — سینهٔ او مجمر اخضر آمده است
صحبت باغبان به فصل بهار — بار را هر زبان کند عطار
روغن کنجدش که بودش عام — شد ز گلها عزیز و نیکو نام
تا کسی بایزید بینی فرد — خدمت صد یزید باید کرد
تا رهبرت تست عادت خویش — شیطان و منافقی نه درویش

خود را بر کاب رہبری بند
تا با زرہا نیت از ین بند

خاک او باش و بادشاہی کن
آن او باش ہر چہ خواہی کن

ہنوز از کاف کفر خود خبر نیست
حقائق ہاے ایمان را چہ دانی

خواہی کہ شود مراد حاصل
پیری طلب ای جوان عاقل

ہر چہ او گفت راز مطلق دان
ہر چہ او کرد کردہ حق دان

اگہی زین شیوہ سعنی صد ہزار
بینی و دانی و داری استوار

خاک شو تو رہ روان را زیر پا
تا بیابی قرب پیش کبریا

ہر کہ او کحلی گرفت از خاک پیر
خواہ پاک و خواہ گو ناپاک پیر

مردہ را بسکہ چون دم عیسی
تو حیاتی بہر سخن بخشید

اور خیال کرو کہ جو بعد بیعت کے مرید اپنے مرشد سی پھر گیا تو وہ گویا کل واسطوں علی تک پھرا اور علی سے پھرا تو رسول اللہ سی پھرا اور رسول اللہ سی پھرا تو خدا سے پھرا اور پھر نیوالا خدا سی دونون جہان مین مردود ہی۔ تعریف ذات فقیری باسوال وجواب ٭ سُن لینا چاہیے کہ قال کے موافق اوقات فقیر کے مجتمع ہونا ضرور ہین جب تک کہ ان سوالات کے جوابون پر نظر کرکے عمل نہ ہوگا بار اس خرقہ فقیری کا کوئی کیونکر اٹھا سکتا ہے ٭ سوال ١ ٭ شریعت طریقت حقیقت معرفت کسکو کہتے ہین۔ جواب۔ شریعت وجود طریقت دم حقیقت عقل معرفت روح ہے ٭ سوال ٢ بنیاد شریعت طریقت حقیقت معرفت کی کیا ہی جواب شریعت خاک سی طریقت پانی حقیقت ہوا معرفت آتش سی سوال ٣ شریعت طریقت حقیقت معرفت کی کیا ہیت ہی جواب شریعت مانند دو ماند درخت

مانند کشتی مانند جسد طریقت مثل وہی مثل شاخ مثل بادبان مثل گوشت حقیقت مثل
مسکہ مثل برگ مثل بیخ مثل استخوان یا معرفت مانند روغن مانند ثمر مانند ملاح مانند
غنک سوال شریعت طریقت حقیقت معرفت کو کیا کرنا جواب شریعت کی حکم کی بیعذر
اطاعت کرنا طریقت کی حکم پر بندگی کرنا حقیقت پر توکل اختیار کرنا معرفت رضامندی
مولا پر شادمان رہنا سوال ۵ وجود فقیر مین مقامات چارون فرشتون کے کون ہین جواب
زبان مقام جبرئیل دم مقام میکائیل عقل مقام اسرافیل چشم مقام عزرائیل سوال ۶
جسم فقیر مین مصحف مومن جوانمرد کافر پیسا غر مسلمان کون کون ہی جواب سر مصحف دل
مومن ہاتھ جوانمرد نفس کافر پاؤن سافر جسد سالم مسلمان ہے سوال چشم فقیر مین
تین بادشاہ مین وزیر کون کون ہین جواب روح بادشاہ اکبر وزیر اسکی عقل ہے
بادشاہ اوسط نفس وزیر اسکا شیطان ہی بادشاہ اصغر دل وزیر اسکی زبان ہے
سوال ۷ تینون بادشاہون کو وزیر کیا شورہ دیتے ہین جواب بادشاہ اکبر کو وزیر
سکھاتا ہی کہ نیکی کرتا کہ وصل مطلوب ہو بادشاہ اوسط کو وزیر تعلیم کرتا ہی کہ بدی کر
دنیا مین جو کچھ ہی دیکھ لے آخرت کو کسنے دیکھا ہی بادشاہ اصغر سے وزیر کہتا ہی کہ جس
بات کو تو متوجہ ہو وہی بات سب پر غالب ہی خواہ نیک ہو یا بد ثواب وعذاب
بے اصل ہے اسکو فرض زید و عمر کیطرح سے مقرر کر لیا ہی سوال ۹ جسم فقیر مین
کے روح ہین جواب دو روحین ہین اور ایک قوت طبعی ہی اول روح حیوانی
کہ وہ فیض اللہ کا ہے مقام اسکا قلب ہی دوسرے روح نفسانی کہ وہ منبع فیض
مرشد کا ہی مقام اسکا دماغ ہی اور تیسری قوت طبعی کہ وہ ارادہ مرید کا ہی مقام
اسکا جگر ہے سوال ۱۰ ارادہ مرید ایک ہی یا چند ہین جواب وہ بلیغ ہین تمام آگے ہین

ایک امارہ دوسرا ملہمہ تیسرا لوامہ چوتھا مطمئنہ لاالوہیہ طبیعت عشق مقام کونسی ہے
ہیں سوال ان چارون ارادہ کے مقامات کون ہین جواب امارہ کا مقام ناسوت
خاک ہے ملہمہ مقام ملکوت پانی ہے لوامہ کا مقام جبروت ہوا ہے مطمئنہ کا لاہوت آتش ہے
سوال ان چارونکی منزل کون کون ہے جواب امارہ کی منزل شریعت ملہمہ کی
منزل طریقت لوامہ کی منزل حقیقت مطمئنہ کی منزل معرفت ہے سوال نفس و
عشق و عقل و روح کی کیا طبیعت ہے جواب نفس کی طبیعت ناری عشق کی طبیعت آتشی
عقل کی طبیعت آبی روح کی طبیعت بادی ہے سوال یہ چارون نفسانی صفت
تابع ہین جواب دونون روح تابع ہیں ان قوت طبعی کے ہین سوال جسم فقیر مین
چار یار کون ہین جواب اول یار صبر دوسرا یار فکر تیسرا یار ... چوتھا یار ... ذوق
پہچانتا سوال جسم فقیر مین ظالم کون ہوا اور مظلوم کون ہے جواب جسم فقیر مین ظالم
نفس امارہ ہوا اور مظلوم روح نفسانی مثالیکہ جسپر عذاب ہوتا ہے سوال جسم فقیر مین
کسقدر چور ہین جواب ایک چور دل ہے دوسری چور آنکھ ہے اور تیسرا چور ... پانچوان
چھٹا مادہ ہے سوال جسم فقیر لال بمثال کسقدر ہین جواب اول لال عشق دوسرا لال
علم فقیری تیسرا لال صبر چوتھا لال صداقت پانچوان سخاوت ہے سوال ان پانچون
لال کے چور کون کون ہین جواب عقل کے لال کا غصہ علم کے لال کا چور ...
صبر کے لال کا چور خواہش صداقت کے لال کا چور دروغ سخاوت کے لال کا
چور بخل ہے سوال جسم فقیر مین پانچ امام کون کون ہین جواب امام اول تن ہے
امام دوم دل ہے امام سوم جان ہے امام چہارم عقل ہے امام پنجم فہم ہے سوال ان
ان پانچون امام کی سیرگاہ کون کون مقام ہین جواب امام اول کی ... دل امام

دوم کی سیرگاہ بیت اللہ امام سوم کی سیرگاہ اقصیٰ امام چہارم کی سیرگاہ عرش امام
پنجم کی سیرگاہ ذات بحر سوال ۲۲ جسم فقیر مین پیر کون اور مرید کون ہے جواب پیر روح
اور مرید ارادہ ہے سوال ۲۳ صفت فقیر کی کیا ہے جواب اول فقیر فنا آخر فقیر
بقا ابتدا فقیر ترک کل جامع فقیر آزادی فقیر اختیار فقیر صحبت نفس فقیر آتش جلال نور فقیر ذکر دین تمام
کل نسبت بیداری ہاتھ اختیار نہ مرکب فقیر کان گنج فقیر شفقت فیض فقیر یار خدا
فقیر پرہیزگاری رفتار فقیر خود نما راہ فقیر شکر دید فقیر صبر فقیر خطرے سوال ۲۴
درجات فقیر کیا ہین جواب جذب فقیر پارسائی ہے فروتنی فقیر خلوت و تحمل فقیر ملاقات
مرید بنیاد اتصال فقیر مشاہدہ ترقی فقیر تصور شوق فقیر منازلت ذوق فقیر گذر گورستان
وصل فقیر موت و حیات سوال ۲۵ منازل فقیر کسقدر ہین جواب اول منزل فنا کی فنا فی الوجود
دوسری منزل بانی فنا فی الشیخ تیسری منزل ہادی فنا فی الرسول بواسطہ خداوند
منظور جناب علی مرتضیٰ چوتھی منزل انتہا فنا فی اللہ باقی باللہ ساتھ وجود خود کی انکو جب
منزل وجود فنا تمام ہوگا ہے جبروت سوال ۲۶ فقیر کو فرض اور واجب اور سنت
اور نفل اور مستحب کیا کیا ہین جواب ذکر فرض فکر واجب شغل سنت سکوت نفل
حبیب مستحب ہے سوال ۲۷ عبادت فقیر کی کیا ہے جواب دل اپنا ہاتھ مین رکھنا
اور نفس پر قادر رہنا اور خواہش شیطان سی گریز کرنا کسیکو ایذا نہ دینا کہ جس سبب
سے اسکا دل ملول ہوا اور دوسرے کی ظلم و بدعت و زیادتی پر صبر کرنا سوال ۲۸
طریقہ علم کیا ہے جواب سبق اول احکام شریعت کا بجالانا سبق دوسرا جو طریقت
کے فرق مرید اور مرشد و آداب اسکے ہین اور جو ارشادات مرشد کے ہین اوس پر
بدیانت عمل کرنا تیسرا جو حقیقت کے نکات آلہیات ہین اسکو اچھی طرح سی سمجھ کر دلمین

اسکو [illegible] غیریت پیدا کرنا سبق [illegible]
انکو ساتھ استقلال [illegible] اور [illegible] کے [illegible] سبق [illegible]
مقام حیرت [illegible] کرنا سبب [illegible] کی [illegible]
سوال ۳۰ عدم مقدم ہے یا وجود [illegible] عدم مقدم ہی وجود [illegible]
عدم کو [illegible] وجود کو جواب اول عدم آخر عدم [illegible] ہی
درمیان دو عدم کے حیات ہی سوال ۳۱ فقیر کو اللہ سے کیونکر وصل ہوتا ہی جواب
فقیر [illegible] سے آگ کی اور [illegible] مثل ہو جیسے آتش عشق فقیر زور قوت کی
اور فقیر خیال [illegible] سے [illegible] ہوا بس یہ [illegible] ظاہر ہوگیا سوال ۳۲
فقیر کو اللہ سے عینیت ہی یا غیریت جواب کیا کہوں [illegible] واصل ہوا [illegible] جدا ہوں مقام [illegible]
[illegible] ہوں سو ہوں سوال ۳۳ جبکہ فقیر کو وصل ہو جاتا ہی تو قدرت باریتعالیٰ کی [illegible]
کیوں ظاہر نہیں ہوتی جواب جبکہ فقیر واصل ہوگیا تو وہ اسیکا فعل ہی وہ اس [illegible]
[illegible] مگر ظہور [illegible] انکا اسکی قدرتوں زوال سے ملا ہوا ہی اور تیسری [illegible]
نہیں ہوا کیونکہ زندگی اور موت دونو میں ایسا اتحاد ہی کہ باہم جیسے [illegible]
عالم عدم [illegible] معدوم ہوجاتی ہیں اسوقت فقیر عاشق اللہ کو اپنے فعل سے خود [illegible]
مطلق ہوجاتی ہی بالتصدیق بنظر وحدت لاریب فعل اللہ کا اسی کا فعل ہی جدا
نہیں کیونکہ مقام عینیت پر آگیا سوال ۳۴ عالم کسکو کہتے ہیں جواب جاننے والیکو
کہتے ہیں سوال ۳۵ عاشق کسکو کہتے ہیں جواب جاننے والے پہچانتے والے کو
جلنے والیکو کہتے ہیں کہ ساتھ علم کے اور ساتھ عمل کے خود کو فنا کیا ہو سوال ۳۶
عارف کسکو کہتے ہیں جواب جاننے والے پہچاننے والیکو کہتے ہیں سوال ۳۷

[illegible] قلندر [illegible] جواب [illegible] تقریر [illegible] کمال [illegible] وجود شاہ [illegible]

[illegible] تخریب کی کوشش [illegible] سوال ۴۳ [illegible] کتنے ہین جواب [illegible]

[illegible] سوال ۴۴ [illegible]

[illegible] اس صورت [illegible] جسم [illegible]

[illegible] کل جان [illegible] دماغ - دل - جگر - شش - طحال -

زبان - چشم - کان - گردہ - پستان - [illegible] انگشت وشت - یہ سب جا لبس

تن ہین - سوال ۴۵ تم اور مرشد تمہارا اور علی اور محمد اور اللہ - یہ پانچون کون تم

یا سب جدا ہین یا سب واحد جواب - تعینات مین جدا ہین عدم مین ایک کوئی

جدا نہین نہ مین عبد اور نہ وہ معبود وحدت الوجود ہی تعینات مین شاہد و مشہود ہی

وہی ہو الباطن ہو الظاہر ہو الاول ہو الآخر جیسا کہ ایک جسم کی وہ [illegible] تن مین لیا ہی

اُس ایک کی ہیجدہ ہزار مخلوق ہی ما سوا اللہ کے کوئی نہین ہی جو دوسرا شریک

اُسکا کیا جاے پس ذات ہو کی لاشریک اور محیط عالمیان شش جہت کی ہی

اسپر دلیل یہ ہی کہ اگر شش جہت کی سوا اور جہت ہوتی تو دوسرا بھی ہوتا نہ [illegible]

نشان نہ اسکا پتا ما سوا اسکے خلا ہی وبس - تعریف فہمایش ابتدائی - جو بات

کسیکو نہ معلوم ہو اسکو سمجھا دینا بمقدار عقل و مقدار مذاق طالب کے ضرور ہی کہ طالب کا

شوق واسطی نتیجہ کافی کے [illegible] ت اور جو اثر دیکھے روز بروز بڑھتا ہی کہ نا کافی نہو

اور جلد فیضیاب ہو جاے غور کرو کہ یہ شریعت اور طریقت اور حقیقت اور معرفت

اسواسطے ہی کہ اسی عرصہ حیات مین ان سبکے طی کرنیسے قلب طالب اور اوقات

[illegible] سب درست ہو جائین اور بعد مفارقت روح کے طالب اپنے مرکز خاص مین

تحلیل ہوکر ایک رنگ پکڑے دوئی نہ رہے مثالاً سمجھنا چاہیے کہ سنگ ریزہ شریعت
ظرف مسی کے میل کو صاف کرتا ہے کہ اس سے ظرف بالکل صاف اور پاک ہو جاتا ہے
اور قلعی طریقت کی بعد اُسکے ظرف پر کہتے ہین اور جب نوشادر حقیقت کا اوپر
اُسکے چھڑکتے ہین اور پنبہ معرفت وہ ہے کہ قلعی اور نوشادر کو لیکر اوس ظرف مسی کو
مرشد قلعی گر کیطرح رنگ دیتا ہے ضرور ہے کہ اول طالب باستقلال تمام حق شریعت کا
ادا کرے کہ احکام اوامر و نواہی کے پوشیدہ نہ رہین کہ اُس سے نجاست ظاہری
دفع ہوتی ہے جیسا کہ صابون کپڑے میلے کو صاف کر دیتا ہے بعد اُسکے طریقت کو
اختیار کرے کہ اُس سے تزکیہ باطن خصائل مذموم سے ہوتا ہے کہ جیسا شیشہ عرق گلاب
مین گذر پیدا ہو جاتا ہے جب اسکو صفائی سے کھینچا تا تو [illegible] کدورت اُس سے جدا ہو جاتی ہے اور
دل صاف مثل آئینہ طریقت سے ویسا ہی ہوگیا ہے گویا طریقت [illegible] بعد اسکے
حقیقت کو دیکھے سمجھے کہ اصل اصول [illegible] جس جنس کی [illegible]
جنس کی طرح طرح کا نمونہ دیکھتے ہین کہ کون کسطرح ہے کیا الغرض یہ تینون منزل [illegible]
اور مجموع انسان بھی تین چیز سے ہے نفس اور دل اور روح اور ان تینونکو ایک [illegible]
علیحدہ ہے یعنے نفس کو شریعت اور دل کو طریقت اور روح کو حقیقت [illegible]
کہ بے بدرقہ شریعت دروازہ طریقت کے اندر نہین جا سکتا اور [illegible] طریقت
راہ حقیقت کی نہین پا سکتا اور جبکہ طالب ان تینون منازل کو [illegible]
اسرار معرفت مین گذر کر سکتا ہے اگر کوئی چاہے کہ بدون ان [illegible]
کسی معرفت کو پہونچے ہرگز بعد منضبط ہے ممکن نہین البتہ فیض [illegible] دوسری [illegible]
جیسا عاشق اللہ کے مین تحقیق کر چکا میلان کثرت کو طرف وحدت کی ہے [illegible]

[illegible] ہی تعالیٰ کو [illegible]

[illegible] ظاہر ہے کہ کوئی ایک وجہ سیر سے [illegible]

[illegible] ہی وہ [illegible] ساتھ [illegible] طالب کو ضرور [illegible]

[illegible] عقل [illegible]	دین و دولت [illegible] آوارہ
[illegible] عقل بار و بر [illegible]	تخم [illegible] مغز [illegible] [illegible]

[illegible] لو کہ سات سمندر باہم ملے ہوئے ہیں اور موج انکی ایک دوسرے سے ہیں
[illegible] کیا قدرت ہے کہ باوجود وصل کے رنگ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ظاہر ہے اس سے
لطافت کثافت ہر رنگ کی ظاہر ہے اور ایک دوسرے کے ذائقہ میں بھی فرق ہے
یعنی ہے یعنی شیرین تلخ شور پھیکا اور عمل [illegible] میں بھی فرق ہے کوئی ہاضم کوئی مسہل
اسی طرح سے ساتوں میں فرق ہے غور کرو کہ خوبی یہ ہے کہ جز غیر عین ہو جاوے موقع فصل کا
نہ ہے کالواحد بنے۔ بمصداق اس مصرعہ کے دو رنگی چھوڑ دے ایک رنگ ہو جا اور
ظاہر ہے کہ جب مرکز ہے تو بعد مفارقت کے یہ روح اسلام اور کافر کے دونوں
متصل مرکز ہونگے مگر ایسا کہ مرکز خاص کے حاشیہ سے اسلام ملا اور اسلام کے حاشیے سے
کفر ملا تو درمیان میں اسلام حائل رہا مثلاً دودھ کو پانی میں حوض کے چھوڑ دو تو وہ ملکر
ہم رنگ ہو جائیگا مگر تحلیل میں کلام ہے مثلاً چاول کی بیچ حوض پر آب میں چھوڑ دو تو
تو وہ [illegible] جمع ہونگی گو بظاہر القا پانی سے ہو مگر درحقیقت کنارے وہ بیچ جدا ہو
جائنگی وہ کفر ہے اور دودھ پانی میں حوض کے ملجائیگا وہ اسلام ہے اور یہ لحاظ کرنا چاہیئے
کہ شخص طالب کی مذہب والا ہو جبتک وہ اپنے پہلے مذہب کو دل سے ترک نہ کریگا
اور کورا کپڑا سا صاف ہو کر اس مذہب کو اختیار نہ کریگا ہرگز دوسرا رنگ اسمین نہ آویگا

یعنے ... کو نہ پہونچیگا یعنے لیا ہی ... [illegible] ... پر ... [illegible]
نہین کرسکتا پس ایسی حالتین ... کہ طالب مذہب ... [illegible] ... کا دل ... [illegible]
بیدریغ اختیار کرے کہ اس مذہب کو عشق اللہ کہتے ہین ... [illegible]
سب مذہبوں سے علٰحدہ اور ... [illegible]

ہفتاد و دو طریق ... سے ہے	... [illegible]

یہان کچھ تکرار نہین پردہ مین یار نہین ... دل کی ... [illegible]
... حضرت ... الدین احمد شاہ رحمت اللہ علیہ کیا فرماتے ہین ... [illegible]

لیکن من بہ بحث ... ارادہ	چہ ... خود ... [illegible]
نہ قائل بکفر و نہ ثابت بدین	جبین ... [illegible] ... هم ...
نہ خوردہ شرابے بہم شربان	نہ جستہ نوائے زہم ... [illegible]
نہ بازاہدان اتفاقے مرا	نہ ... [illegible] ... مرا
نہ مسجد قبولم کند نے کنشت	نہ دوزخ بود جائے من نے بہشت
نہ خانہ خوش آید نہ صحرا مرا	نہ باکس قرارے نہ تنہا مرا
بہر مجلسے ذکر خیرم برند	گہے کعبہ و گہ ... دیرم برند
زبس خو گرفتم بہ آوارگی	زخود دل بکندم بیکبارگی
شدہ مونسے بزم تنہائیے	من و بادہ و بادہ پیمائیے
من و نشۂ بادۂ ... الفتی	من و ساقی و کنج بے آفتی
من و آشنائی ز بیگانگی	جنون رسائی ز دیوانگی
حریفم بجز مے مبادا کسے	انیسم بجز نے مبادا کسے

[illegible] بود — چنو ... رسانید ... بود
شنیدم دیوانه دلگیر هوش — ... آواز زنجیر خویش
... گوشم خدا ناله — نسوزد بدارم دلم ناله
ببینا ... غم رحم خدا — ... رحم بخشد ... مبادا دوا
بود ... شیشه ام جام می — نگنجد درو ... تمنای می
چنان پر شده شیشه دل ز می — ندانم که شب کے شود روز کے
... بیا بخت خاکستری — سرشکش به خوناب چشم تری
... روح در تن دمید — که آتش زگرمی سوی دل دوید
... ساده شد — روان در رگ و ریشه ام باده شد
... باک نیست — غذایم بجز شیره تاک نیست
... جانانه — که دستی بگیرد به پیمانه
بیا ساقیا ای لبها چو قند — تو دارو فروشی و من دردمند
دلی مستمندم که بیمار تست — دوا شربت قند گفتار تست
بیا ساقیا اے بحرف آشنا — مکن لفظم از رنگ معنی جدا
بلفظ و به معنی همه باده — برویم در فیض بگشاده
بیا ساقی اے مجلس آرای من — بیا صاحب دین و دنیای من
فدای سرت هر چه داریم ما — که خواهان بوس و کناریم ما
شب و روز در سوز و ساز تو ایم — تو معشوق ما عاشق باز تو ایم
دلم ... های دلبری بدل — که خوانی ز سوز محبت غزل

غزل

بود آرام نام دل آرام ما | نگردد ندانم چرا رام ما
صبا در حریم تو نا محرم است | بگوشت رساند که پیغام ما
چو گل لب شگفته غنچهٔ دل ز شوق | اگر لب گشائی به دشنام ما
صنم می پرستم صنم دوستم | برهمن چه خندی بر اسلام ما
برم بر زبان نام تو هر زمان | که نام تو شیرین کند کام ما
اگر بزم افروزی از شمع وصل | بود روشنی صبح اندر شام ما
نهی غیر را جام عشرت بکف | کنی پر ز خوناب جگر جام ما
بیفتد دل ما بدام کسے | شود جوهر دل بگرد ایام ما
بجز مشت پر چشم دامم ندید | ز بس کنده شد رشتهٔ دام ما
کند صیدم آخر خط نو خطے | نه آغاز پیدا نه انجام ما
باین جلوها گر درآئے ز در | کند جلوه باشی در و بام ما
ز می جام پر کرده خندید و گفت | که غازی همین است انعام ما

جائے غور ہے کہ اہل دل کا کیا کلام مین ولولہ ہوتا ہے کہ جس سے شوق ٹپکا پڑتا ہے جبکہ عشق صادق ہے تو کچھ اٹک نہین ایسے مقام پر دل طالب کا خود پیر ہو جاتا ہے بمصداق اس مصرعہ کے ؏ شاگرد باش عشق ترا اوستاد بس اگر طالب بے علم اور بے کسب رہا اور دنیا سے فانی ہو کوچ کر گیا تو جیسا ذکر بالا اختلاف رنگ ڈھنگ کا تسطیر ہو چکا ویسا ہی خلوت شام انکے ساتھ بھی ہم خانہ شمار ہوگا موافق رباعیات ذیل عمل پیرا ہونا طالب کو ضرور ہے – رباعی

بسی سعی [illegible] از کعبه [illegible] از [illegible] — در وادی شک چه گمرهان سیر کن
[illegible] — گه کعبه گزین و مسجد و دیر کن
[illegible] عیان بود نهیبه [illegible] — خود تفرقه آن بود [illegible] نمی دانستم
گشتم [illegible] بجای [illegible] — من عیان بود نمی دانستم
ای [illegible] عیان نی [illegible] — آن سعی مرا چه سود دارد گوئی
[illegible] جهان نشان [illegible] — ایست همین تو جای دیگر جوئی
گفتم ملکا ترا کجا جویم من — وز خلعت تو وصف کجا گویم من
گفتا که مرا مجوی بر عرش و بهشت — تو دل خود که در دل تو یم من

پس سمجھ کر اور زیادہ وحشت ہوئی ہے کہ تمام عمر کیا کرتا رہا اب کیا وقت ہاتھ آیا اور جاتی بھی ہے اس کو فرصت کہاں چہ جائیکہ گذشتہ ہو رباعی

یک چند بسوی کعبه گشتم مایوس — یکبار به بتکده شنیدم ناقوس
یک گام نیامدم بسوی تحقیق — ای عمر عزیز مفت رفتی افسوس

سو برادر من حیات ابدی مین جو توشہ کام آئے اسکی فکر لازم ہے ورنہ اوقات حیات مستعار کے بعد مرگ وہان ضائع ہونگی مثال یہ کہ بلندی اور پستی کی شان مین کسقدر فرق ہوتا ہے اور غفلت اور ہوشیاری کا کیا نتیجہ ہے سونی اور جاگنے کا فرق مین ہے سفیدی اور سیاہی مین کسقدر تفاوت ہے شیرین اور ترش مین گیا نزاع ہے گرمی اور سردی مین کیا بعد ہے سکون اور حرکت مین کسقدر فاصلہ ہے ایسا ہی اس تجلیل باکیف اور وصل بے کیف مین بے مزگی ہے پس چاہیے کہ طالب اپنی عمر کو ضائع نہ کرے حضرت شاہ خلیل الرحمن صاحب سلمہ الرحمن بجالیہ انسوی امام

اعظم صاحب کی اولاد سی سرشار ہین رہتی ہین وہ فرماتے ہین - ابیات

این تصرف از تلطف دور نیست	کیست در عالم کہ وی مامور نیست
دیدہ ام من عام و خاص و عالمی	نیست خالی از تصرف یکدمی
عام بے علم اند از اسرار غیب	خاص را مکشوف شد اسرار غیب
آنکہ بے علم است بیخود میدود	بر رہ امریکہ از آمر رود
وانکہ را علم است واو را محرم است	راہ حکمش رفت گو بیشی کم است
وانکہ خاص الخاص درگاہ ولیست	فارغ از فرداؤ امروز دوی است
بادۂ عشقش جہان از خود ربود	گشت تعمیل و مگر واقف نبود
آنکہ شد فانی بذات پاک او	جملہ شد آزادہ و بیباک او
فعل کز فانی حق صادر شود	ہم بعینہ فعل ذات حق بود
فاعل و مفعول و فعل اینجا یکیست	لنگ شد پاے قلم گو خوش تگیست
فانیٔ حق از بجز حق میکند ؟	ہر زبان بانگ انا اللہ میزند
خود شود رقاص و خود از خود بود	خود بود قوال و خود بیخود بود
خود بود ساقی و خود پیمانۂ	خود بود صہبا و خود مستانۂ
خود بود لیلا و خود مجنون بود	خود بود دلدار و خود مفتون بود
این جہان وآن جہان خود نور اوست	آنچہ می بینی ہمہ معمور اوست
خود مقیم و خود قیام و خود غریب	خود طریق و خود بعید و خود قریب
خود بخود ہر دم تصرف میکند	خود بجال خود تلطف میکند
خود خلیل کعبۂ مہر و صفا	خود حبیب ذات پر نور خدا

ہر کہ او در کار خود باشد تمام ٭	جان خود در کار بازد والسلام

حکایت مریدے کہ در تعلیم افتادہ بود مگر اعتقاد تمام داشت پیدا و کار شد بالفرض

حکایت شیخ اہل گوش ہوش استماع پر سن لینا ضرور ہے کہ وہ ملتان مین ایک
شخص تھا اور وہان اسکے پیر کا بھی مکان تھا مگر ایسا اتفاق ہوا کہ وہ شخص پیر کا مرید
تو ہو چکا تھا نوبت تعلیم مرشد کی نہ آئی تھی کہ فکر معاش سے وہ پریشان تلاش نوکری مین
دوسرے ملک کو چلا گیا اس عرصہ مین پیر کا انتقال ہو گیا مرید دس برس کے بعد آیا
وہ سنا کرتا تھا کہ غیبت مین بھی فیض مرشد کا جاری رہتا ہے وہ اسبات پر اعتقاد
لایا ایک روز پھول مٹھائی لیکر قبر مرشد پر گیا پھول مٹھائی قبر پر رکھ کر فاتحہ پڑھنے لگا جونہی
فاتحہ ختم ہوا تھا آنکھ سے کیا دیکھتا ہے کہ ایک چوہا آیا پھولونکو گرا دیا مٹھائی کھانے لگا اسنے
دلمین تعجب کیا کہ پیر سے اسوقت کچھ بھی نہو سکا یہ خطرہ گذرا کہ چوہا زبردست ہے افسردہ
دل مکانپر چلا آیا اس روز سے وہ چوہونکو عزیز جانتا تھا اور انکو مٹھائی کھلایا کرتا اس
غرض سے کہ پیر تو زبردست ہے انہین سے شاید مجھکو فیض ہو ایک روز گھر مین یہ چوہونکو
کھلا رہا تھا کہ ایک بار بلی آئی اور ایک چوہیکو اسنے پکڑا اور باقی چوہے بھاگ گئے
اسوقت اسکے دل مین گذرا کہ واہ یہ بھی خیال میرا ہیچ تھا بلی قوی دست ہے وہ
اس روز سے بلیونکو عزیز رکھتا کھلاتا پلاتا حسب اتفاق ایکدن باہر سے کتا ایک آیا اسنے
بلی کو پکڑ لیا اسوقت تو یہ گھبرایا دلسے کہا کہ یہ سوچ بھی میرا غلط نکلا کتا صاحب قوی ہے
اس روز سے وہ کتونکو بلاتا پاس بٹھاتا ایک روز جورو اسکے سامنے کھانا نکال
رہی تھی وہ دوسری طرف منہ پھیر کر دوسری چیز لینے کو جھکی دوڑ کر کتے نے کھانا مین

منہ ڈالدیا اُسنے منہ پھیرا تو دیکھا کہ گتا کھا رہا ہی اُسنے گتّے کو خوب مارا وہ گتا بھاگا
اُسوقت یہ دیکھکر اپنے دلمین سمجھا کہ داد جو کچھ ہی وہ میری عورت ہی اُس روز سے
وہ اُسکی تابعداری حوصلہ سے زیادہ کرنے لگا اور اُمید ہی کہ شاید اُس کو یہ معلوم نہ ہو
دستور ہے کہ عورت زیادہ خاطرداری سے بہک جاوے اطاعت سے باہر ہو جا
چنانچہ اُس شخص کو ایک روز باہر جانیکی ضرورت ہوئی اور بھوک کی ایسی
شدت کی معلوم ہوئی جو رو سے کہا کہ کھانا دو وہ عورت سرچڑھی تھی اُسنے گرمی سے
جواب دیا کہ صبر کرو تیار نہین ہی یہ سنکر اُسکو غصہ آیا تاب نہ لایا جوتا پاؤن سے اُتار کر
اُسکو مارا کہ وہ روتی ہوئی باہر کو بھاگی اُسوقت یہ دل مین منفعل ہوا کہ یہ سب خاطر
گذشتہ میری تھین دوسرا نہین جو کچھ ہون مین ہون افسوس کہ مینے اپنا اسیقدر
اوقات خود ضائع کی غرض اُسدن سے وہ مستعد ہوکر حضور مرشد انہ دل سے شغل
شروع کیا چونکہ تازہ قابل تھا وید خود سے بے تعلیم پیر کے چند روز مین ولی کامل ہوا
اب وہ شیخ لال شاہ البیلے ولی اُس جوار مین مشہور ہین چنانچہ انہون نے زیست
اِس دورقہ لیل و نہار مین بسر کی بیمار ہوئی جب موت قریب آئی تو اپنے ہمنشینونسے
یہ وصیت کی کہ جب روح میرے قالب سے مفارقت کر جاوے تو مجھے غسل دکفن دیکر
جنازہ بناکر رکھنا اور اُٹھانا نہین کچھ توقف کرنا تا آنکہ ایک شخص اجنبی نقاب پوش آویگا
جب وہ کاندھا میرے جنازہ کو لگا دے تو پھر جنازہ کو قبر پر لیجانا اور دفن کردینا
الغرض وہ مرگیا جسکو کہ وصی کیا تھا انہون نے جنازہ تیار کرکے رکھا منتظر اُس
نقاب پوش کے رہے بعد تھوڑے عرصہ کے ایک شخص منہ پر نقاب ڈالے آیا
اور کہا کہ اُٹھاؤ لوگون نے یہ سنکر ساتھ اُس اجنبی کی مین شخص دوسرون نے اُٹھایا

جنازہ کا مصلّی کر قبر تیار تھی وہان لیگئے وہ اجنبی پہلے قبر مین اُترا اور دوسرا شخص بھی اُترا اور اُس مردہ کو قبر مین رو بقبلہ لٹایا اور مُنہ اُسکا کفن سے کھولدیا اُسوقت اس اجنبی نقاب والے نے بھی اپنے مُنہ کو نقاب دیا اور مردہ کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ سلام علیکم اب ہم رخصت ہوتے ہین مردہ نے سُنکر جواب دیا کہ علیکم السلام بعد اس جواب کے وہ اجنبی باہر قبر کے آکر سب کی نظر سے غائب ہوگیا مگر اُسوقت جو لوگ حاضر ہین اُس نقاب پوش کے جسنے کہ مُنہ کھولا تھا موجود تھے ساتھ غور کامل کے دیکھا کہ اُس مردہ اور اجنبی کی ایک شکل بعینہ تھی ذرا بھی فرق نہ پایا غرض اُس قبر کو بند کردیا اس دید پر سبکو تحقیق ہوا کہ درحقیقت وحدت کو کثرت سے اسقدر اتحاد اتصالی ہی یعنے وہ خود ہی خود تھے بمصداق اسکے کہ ایک روح دو قالب اب یہ مقام دم زدن کا نہین ہے خیال کرو کہ آغاز وہ تھا بسبب عقیدت کے یہ انجام ہوا تو طالب کو پوچھنے کی بات یہ ہی کہ تعلیم قلبی تو عمدہ چیز ہے مگر مرشد بیان نہائی فقر اگرچہ اعتقاد عجب چیز ہے بدون مرشد کے ارکان اور طالب بعض بعض حل نہ ہونگے خیال کرو کہ یہی فیض دو طرح سے ہی اول تو یہ کہ روح طالب کو بعض مظہر اللہ کے ہو اور دوسری صورت یہ ہی کہ مرشد کامل ہی اور مرید لایق اور اعتقاد بھی اچھا ہی اُس پیر نے اپنی فرصت کی کمی نظر کرکے ساتھ تائید اسقدر مرید کو مرشد نے ایکدم مین بشوق تمام اُنکھ دیکھکر اُسکو سراپا رنگ دیا اور بعینہ مثل مرشد کو وہ رنگ آگیا یہ بات کم ہوتی ہے دونون صورتین شاذ ہین مگر اس تیسری صورت کسبی سے تو فیض عام ولایت علی مرتضی کا جاری ہی اور رہیگا لیکن تاوقتیکہ طالب کا تصور بہت ہو اور پختہ ہو کیونکہ وہ شی عشق ہے مجازی ہو یا حقیقی سب بے بدرقہ زور کے منزل کو

نہ پہونچیگا اِس مقام پر مرشد مجبور رہتا ہی تاہم صحبت مرشد سے قال مرید کا ایسا
ہو جاینگا کہ مرید ظاہر روٹی کہا کہیگا قول سکے سوا فعل اور حال سی مجبوری ہوگئی ہی
قول بیت کے **بیت** صوفی شدی و شیخ شدی و دانشمند شدی این ہمہ شدی ولی
مسلمان نشدی ۔ اور جبکہ مرشد طالب کو بخوبی تعلیم کر چکا اور طالب نے اُس تعلیم
نظر کرکے محنت کی ترقی اپنے شوق کی چاہی اور مطلوب کے دید کا شوق بڑھا
تو پھر سبھی کام انجام پا دینگے مختصر یہ کہ کان رکھہ مقام رغبت پر کہ سلطان حقیقی نے
عالم النفس کو اور اوسی لشکر حواس عشرہ کیواسطے درستی ملک دل اور انتظام عالم آب
گل کے سونپا اور اسکو انہین اُس لشکر کے مسلط کیا تا ہر ایک ان اعضا وغیرہ کے
کہ تابع اسکے ہین جو کام کہ فرماوے بجالائین کہ اِنْ کَانَ خَیْراً فَخَیْراً وَاِنْ کَانَ شَرّاً فَشَرّاً
پس چاہیئے کہ فرمانبرداری حکم عالیشان الٰہی کو نتائج بے انتہا جانکر نگہداشت اور
حراست مین اُس ملک کی کوشش کرین اور ہر ایک سپاہیون سی اُس لشکر کے
اور سردارون سے اُس فوج کے اوپر ہر ایک کام کے مقرر کیا ہی عمل
کرین کسب و ریاضت کی سعی بلیغ کرین کہ کوئی ایک دزدون شیطانی اور رہزن
نفسانی کو اوپر جان رعایای قوای ظاہر و باطن کے ہاتھ ظلم کا دراز نہو تا حاصل
کرنے مین نقود عرفانی کے خلل نہ پڑے اور اندیشہ کرے کہ حالات اسکے
ذریعہ سی دفاتر کراماً کاتبین کی دمبدم عرض معلی مین پہونچتے ہین اِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ
کِرَاماً کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ اگر احیاناً زیادتی سے مستی شراب ہوس بازی
غفلت کے کرنشہ ریاست کا ہی فتنہ آدمی مین اسکی راہ پاوے اور خیانت خزانہ
مین امانت کی ظاہر ہوئی حتاکہ دیوان روز جزا مین آگے مستوفی قضا کے حساب کھینچی

اور بہ سبب جرم بے غربا نیکے غضب سلطانی مین گرفتار ہوے اور جو کہ حساب سے
پاک ہے اسکو محاسبہ سے کیا خوف فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَیَقُوْلُ ھَاؤُمُ اقْرَءُوْا کِتَابِیَہْ
کان رکہہ ۔ غذا اہل ظاہر کی بلا اہل معانی کے ہے اور بلا اہل معانی کے غذا اہل ظاہر
کی ہے اور وہ رنج سے حاصل ہوتی ہے اور یہ رنج سے کہ دیگ دلکو اوپر مجمر آتش کے رکہتے ہین
اور دانہ معرفت حق کو اسمین ڈالتے ہین اور اسکو ہواے دامن شوق بہڑکاتے
ہین اور تہیر مصالح شریعت کا اسمین ملاتے ہین اور سرپوش طمانیت کا اسپر
رکہتے ہین تا جوش اسکا باہر نہ جاوے اور بوُ اسکی دماغ نااہلون تک نہ پہونچے
پس شدت بہوک کی اس طعام سے دفع کرتے ہین مَنْ ذَاقَ عَرَفَ اس سبب سے
ہے کہ پراگندہ نہین ہوتے ہین اور مستغنی رہتے ہین کسواسطے کہ تہیہ اسباب غذا کی
کنجی صبر و سکوت کی ہے ساتہہ دوسری چیز کے احتیاج نہین رکہتے کان رکہہ دنیا
ایک باغ ہے اور ہم بلبل اور جب بلبل خزان دیکہتی ہے گلزار سے کنارہ کرتی ہے
بوالہوسی ہماری دیکہہ کہ رنگ چمن سے اڑتا ہے اور دل ہمارا الگ نہین ہوتا ہے یعنے
باوجود ایسی بے اعتباری دنیا کے طبیعت ہماری اسپر جمی ہوئی ہے ۔ کان رکہہ
ظاہر مین آدمی کے پوست ہے اور باطن مین آدمی کے دوست اگر چشم ظاہر
کہولی تو پوست دیکہے تو اور اگر چشم باطن سے ناظر ہوے تو تو دوست دیکہے تو چشم
دوسری کہول کہ ہمہ اوست دیکہے تو آیہ کریمہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ
کان رکہہ دل ایک دریا ہے کہ پانی اسکا خون ہے اور اسکو ندی ایک ہے کہ نالہ اسکا
جمنا ہے درد بے بہا سو اس دریا کے نہین ملتا ہے اگر اہل درد سے ہے تو
محنت اور مشقت کر اگر سست ہمتون سے ہے تو چپکا ہو حسرت کیا کر کان رکہہ

تو بہ گناہوں سی اُسوقت سزاوار ہے کہ اپنی کو نیک لوگون سی شمار نکرے اور ہرگز
اوپر حق تعالے کے نہ رکھی اور توبہ او پر تین قسم کے ہے پہلا توبہ مطیع وہ بسبب تقصیر
ہی طاعت کی دوسری توبہ عاصی وہ تھوڑا دیکھنے سی ہی گناہ کے تیسری توبہ ہیبت
وہ قیمت کرنا اپنے حال کا ہی اور ادا کرنا شرط بندگی کی آیہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ضَعِیْفًا
کان رکھہ مسجد مقام نازکی ہی دل جاے نیاز کی وہ جاے خرقہ پوشیکی ہی اور سر
جاے مے نوشیکی ہی وہ جاے امامت ہی اور یہ جاے ملامت وہ جاے سجدہ دل کی ہے
اور یہ جاے شہود وہ جاے رکوع کی ہی اور یہ جاے خضوع کی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا تُقْبَلُ
الصَّلٰوۃُ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ اے عزیز مین پسند خداوند تو وہ ہی کہ نماز کو ساتھ نیاز کے
ادا کرے تو اگر قضا ہوئی پھر ساتھ عاجزی کے پیش آوے تو کان رکھہ زندگانی مایہ
شادمانی کا ہی اور گرداب پریشانی کا اور وہ اوپر تین قسم کے ہی اول زندگانی ہی
کہ راہ مرگ کو غم وخار غم سی پاک کرتی ہے آیہ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ دوسری
زندگانی امید ہی کہ مرکب نفس کو واسطے تہیۂ سفر کے مستعد رکہتی ہی تیسری زندگانی
دوستی کہ سبب آزادی اور خوشی کے ہی خوش وہ دل کہ قطرہ ایک اس آب حیات کا
پیا اور خلق خدا سی دور رہا اور وہ خدا سی واصل ہی اور جو کچھ کہ سواے اسکے ہی
گرداب اور پریشانی ہے جس شخص کو ان چیزون سی ایک بھی حاصل نہین مرگ
اسکی آسایش ہی اور زندگانی سبب رنج والم جو نفس کہ یاد میں اسکی ہی مایۂ سرور ہی
اور لمعۂ نور ورنہ شعلہ تنور کان رکھہ سبب غرور دنیا کا دو چیز ہی اول شرافت نسب
وہ کار بیحاصل ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَا فَاطِمَۃُ لَا تَتَّکِلِیْ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِعْمَلِیْ اِعْمَلِیْ
دوسرے امتیاز حسب وہ او پر چار طور کے ہی اول غرور علم کہ دوزخ تکبر کا رہبر ہی

سوا تجہ کے گرچہ تو آگہ نہین حبیب نہین اپنی خبر اے دل شوریدہ	کون ہی تو اور کیا ہی اے مسکین پس نکر تو علم ظاہر پہ غرور

العلم حجاب الاکبر تنا مین انسان کی ہی دوم غرور قوت کہ خصلت چارپایون کی سوم غرور حسن ہی کہ مانند سایہ ابر کے ناپائدار ہی چہارم غرور دولت کہ شراب غرور پیشہ خم ہی اور مستی کا شعلہ شمع افروز اسکو غرور اعظم کہتے ہین فرعون اسی شراب کی تہ مین غرق ہوا نمرود اسی دہوئین سے آتش مین ہلاک ہوا لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کان رکہ اہل گفتگو کو جو مین دتوے منزل خدا مین راہ نہین پہنچی اور اہل دلکو صحرا سے جستجو مین سرگردان نہین کرتے اور پردہ حجاب کا آنکہ سے اسکی اٹھاتے ہین اور تحفہ طمانیت کا پیش کرتے ہین يَا اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً پس اگر جمعیت چاہتا ہی تو آگے خاموشون کے جا اور اگر وحشت چاہتا ہی تو بات بیہودہ گویون سے سن کان رکہ زندگانی ہر چند تلخ ہی لیکن ساتہ غفلت کی شیرین معلوم ہوتی ہی مرگ ہر چند شیرین ہی لیکن ساتہ غفلت کی تلخ دکہائی دیتی ہی وَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ افسوس اوپر حال اس شخص کے کہ زندگانی کو شیرین سمجہا اور مرگ کو تلخ جانا اور کوزہ زہر کو عوض مین زہر خالص کے خرید لیا کان رکہ اے عزیز میرے عاقل وہ ہی کہ بہرہ تفکر سے نہ رکہے تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ اور وہ اوپر تین طور کی ہی اول تفکر حرام اور وہ اوپر تین طرح کی ہی پہلا تفکر ذات حق تعالی کہ سبب حیرت کا ہی کہ لَا تَفَكَّرُوْا فِي ذَاتِ اللّٰهِ وَتَفَكَّرُوْا فِي اٰلَاءِ اللّٰهِ دوسرا تفکر احکام کا رمین کہ حکم مصلحت اسکا نہمت ہی اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ

فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا تیسرا تفکر
اسرار حق کے اور وہ نہال دشمنی کا ہے آیہ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ دوم تفکر مستحب اور
وہ تین قسم کے ہیں پہلا تفکر صنعتوں میں اسکی کہ مورث حکمت کا ہے اَلَّذِيْ خَلَقَ
سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا دوسرا تفکر عجائبون مین وہ شیشہ بصیرت کا ہے آیہ اَلَّذِيْ
جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ
الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ تیسرا تفکر واجب وہ اور تین طرح کے ہے اول تفکر کا سوچنا ایذ
وہ سبب تعظیم فرمان عالیشان خدای عز و جل کا ہے وَاِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا دوم
تفکر عیبوں مین اپنے وہ مصدر شرم کا ہے كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا
اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا سوم تفکر جو ہے اعمال مین او
اور دیکھنا ضعیف افعال کا اور وہ منشا خوف کا ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ
کان رکھ آدمیون طول امید کو تدبیر گنتے مین اور تدبیر کو ساتھ تقریر کے والتی مین
کسری کو بنانے مین ایوان کے کیا تدبیر تھی اور افلاطون کو تقریر فلکیات کی کیا
فائدہ رکھتی تھی اور فرزند دل پسند تدبیر وہ ہے کہ رضا مندی حق تعالے کی کوشش
کرے تو تا برقع شرمندگی کا نہ پہنے تو رضی اللہ و رضو عنہ اب آگے تو جان اور تیرا کام
جانے ترغیب اگر طالب کا دل فہمایش سے اثر پذیر ہو تو اسکو ترغیب اس طور پر
دے کہ وہ اپنے پچھلے خیال سے گذر کر شوق دل پیدا کرے اور جمعیت اسکی مستعد
اور آمادہ ہو جاوے کیونکہ طالب کو تین باتین ضرور ہین اول تو شوق دوسرے
آمادگی تیسرے استقلال ہر حال مین تا وقتیکہ یہ تینوں باتین طالب میں نہو نہایت
مشکل ہے ایسی حالت مین مرشد کو ترغیب کی تکلیف ضرور جیسا کہ حکایت مشہور ہے

حکایت مشہور ہی کہ روز جمعہ کا تھا اور وقت نماز کا آگیا حضرت رابعہ بصری
ایک ہاتھ مین پانی اور دوسرے ہاتھ مین آگ لیکر مکان کے دروازہ کے باہر
کھڑی ہوئین اس عرصہ مین ایک غول انتی بشر کا کہ وہ سب نمازی تھے جامع
کیطرف چلی اُس غول سے ایک شخص نے کہ رابعہ بصری سی ملاقات رکھتے تھے
بعد ادا سے سلام کے ہنسکر پوچھا کہ یہ وقت نماز کا ہی اور تم ہاتھون کیا لیئے
کھڑی ہو جواب دیا کہ مین اس ارادہ سی کھڑی ہون کہ بہشت کو آگ سی جلا دون
اور دوزخ کو پانی سے بجھا دون تب دنیا دارون کی نماز خالصاً لوجہ اللہ ہو
ورنہ یہ نماز کوئی شخص بامید بہشت اور کوئی باندیشۂ دوزخ پڑھتا ہی ایسی نماز
اللہ تعالی کو پسند نہین ہی کہ وہ لوگ بہشت اور دوزخ کیواسطے پڑھتے ہین خدا
کی بندگی کیواسطے نماز دوسری ہے غرض وہ غول یہ کلام رابعہ بصری کا سنتا
ہوا چلا گیا بعد نماز کے وہ سب واپس پھرے حضرت رابعہ نے دیکھکر کہا کہ انکا
چالیس آدمی انمین دیندار ہین کہ اُنکے دل آج نور ایزدی سے روشن ہوگئے
انمین سے کسیطی کچھ جواب نہ دیا چلے گئے دوسرے جمعہ کو حضرت رابعہ روئی
اپنے دونون کانونکو بند کیئے کھڑی تھین وہ روشنمل اب اس غول مین نہین
فقط باقیانہ اُس ملیکے چالیس جب قریب حضرت رابعہ بصری کے آئے تو
انمین سے ایک نے باواز بلند سلام کہا جب جواب نملا تو دوسری بار کہا پھر بھی جواب
نہ ملا تو تیسرے بار پاس آکر اور ہاتھ پکڑکر سلام کہا سلام کا جواب دیا اُس شخص نے
پوچھا کہ آج کانون کو روئی سے کیون بند کیا رابعہ بصری نے یہ کہا کہ اُس جمعہ کو
ان شخصون نے دل سی میری باتسنکر عمل نہ کیا اب مین انسے کلام کرنا مکروہ جانتی ہون

پہونچکر یہ نوبت کا نو نہیں عجب ہین یہ سنکر وہ لوگ کہ وقت نماز تنگ ہو گیا تھا مسجد کو
گئے بعد نماز کے وہ سب واپس پھرے حضرت رابعہ نے جو دیکھا تو تین جنے
نہیں آئے جو کہ خواہش نفسانی میں تھے اُنکے چہرے نور تقویٰ سے چمکتے تھے فرمایا کہ
کہ شکر ہے کہ آج انہیں سے نفیس آدمی اور دیندار نکلے وہ لوگ جو غفلت ہوئے باغ میں
چلے گئے تمیز جمعہ کو وہ پیش نہ آئے باقی میں بشر جو اس خواہش کے باقی تھے بارادۂ
نماز آئے سب نے دیکھا کہ رابعہ بصری نہیں ہین وہ سب دروازہ پر کھڑے ہوئے
ہین انہیں سے ایک نے آواز دی کہ ہم لوگ مشتاق قدم مبارک کے ہیں حضرت
رابعہ بصری یہ سنکر آنکھوں میں پٹی باندھکر باہر آئیں ان سب نے ابتدا دای سلام کی
پوچھا کہ آپ آنکھوں میں پٹی باندھی ہے جواب دیا کہ تم لوگ اور یہ لوگ شکل انسانی
معلوم ہوتے ہو مگر میں تمکو بشکل جانوروں کی دیکھتی ہوں میں نہیں گوارا کرتی کہ
تمکو بشکلوں سے دیکھوں یہ سب سنکر نادم اور پشیمان ہوئے اور اس عرصہ تک
عذرات بہت کیے کہ وقت نماز کا گزر گیا اُسوقت رابعہ بصری نہایت غصہ میں ہوئیں
اور کہا تم لوگ وہ ہو کہ خدا کی حضوری سے ملاقات کو میری مقدم سمجھا اور عبث شرکت
نماز چھوڑی اگر تمکو خدا کا شوق ہوتا تو ہرگز تم شرکت نماز میں دیر نکرتے مخلوق کی تمکو
ملاقات کرنے نہایت نااہل ہو یہ سنکر وہ سب لوگ بہت نادم اور خستہ دل ہوئے
اور کہا کہ اب ہم توبہ کرتے ہین آیندہ ہمسے ایسا قصور نہ ہوگا اسوقت آپ
ہمارے واسطے دعا کرو حضرت رابعہ نے دونوں ہاتھ سوئے آسمان اُٹھاکر یہ دعا کی
کہ اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کو توفیق نیک دے پھر اُن لوگوں سے یہ کہا کہ تم اللہ کو جانتے
ہو دیدہ باطن اور ظاہر سے شب و روز اُسکو دیکھو کہ سوا اُسکے کوئی دوسرا نہ لو

یہان تک انھین چشم بصیرت اسقدر حاصل ہوئی دل سے زور دور ہو گیا بصیرت شکاری
منور ہو گیا تجلی میں یہانتک کہ سب غیاب ات فنا ہو گیا
اور ذات میں فنا و محو ہو جانا اسدرجہ کہ اعلی درجہ تھا فنا کو تجلی اس
نور کی شخص کر لی سیکڑوں شخصون نے کہا کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرینگے جواب دیا
کہ عورت دو مرد جیسے بیعت نہین لے سکتی جب ان طالبون نے نہ مانا اصرار کیا چنانچہ
حضرت رابعہ بصری نے اسی روز ایک شخص کو آپ کسی کے واسطے مزدوری کو
بلایا تھا وہ سات مرد بھی تھا حضرت نے اسکو پاس بلایا سامنے بٹھایا اور اپنے دوپٹہ کا
آنچل اس مزدور کے سر پر ڈالدیا اور ان لوگون سے کہا کہ ہر ایک تم اسکے ہاتھوں میں ہاتھ
اپنا دیتے جاؤ اور اس مزدور سے یہ کہا کہ تو ہر ایک کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتا جا
غرض ان سب لوگون نے اور اس مزدور نے ویسا ہی کیا پھر وہ سب وہان خاموش
آمدید ہو کر اپنے اپنے مقام پر واپس پہنچے اور وہ سات روز تک گھر سے باہر
نہ نکلے مستغرق رہے سے دل جاے اور رجوع کیا انھون نے اپنی
طرف کو اللہ تعالی کے تئین اور آپ طرف اللہ تعالی کے رجوع ہو گئے پس
وہ مقبول درگاہ خدا ہو گئے ہر فرد ولی کا ہوا تو بواسطہ اس مزدور کے حضرت کا
فیض نے اسدرجہ اثر کیا کہ وہ لوگ فیض ربانی سے مشرف ہوے عجز اور عشق
اور اعتقاد ندامت کا نتیجہ ہوتا ہے کہ فہمایش اور ترغیب نے کیا رنگ دکھایا
غرضکہ کچھ بھی ہو لیکن انسان کو پونجی عشق ضرور درکار ہے حضرت غلام الدین
احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مثنوی میں یہ حکایت فرماتے ہین حکایت

جوانے درین بزم صاحب کمال — چنین کرد از مرد پیرے سوال

نپرسیدم از خضر آن قوم پاکی سرشت   که باشند ساکن به باغ بهشت
ز احوال مردان فرخنده خوی   دوا نجم رسیده است با من بگوی
که آنجا چه دارند در بر لباس   قماش است بر تنشان یا پلاس
نشستند با هم چه از انبساط   چه چیز است اسباب عیش و نشاط
بگویش جدا وان اسیر هوا   که با تو بگویم سخن زین ماجرا
بپوشش و بخشش سبب انجام داد   لباسی نه ثابت نه هم اعتبار
لب سجاده و خرقه افتاده اند   به تسبیح دل را ز کف داده اند
بگو تا که مرغان آن مرغزار   برون دانه سبحه بی حد شمار
جوانان در جوابش در آمد بگفت   که نتوان دگر حرف حق را نهفت
بهشت شما گر چنین بوده است   عبادات زهاد بیهوده است
اگر چشم بگشایی و بزم ببین   بهشت برین را بروی زمین
بهشت برین بزم مستانه است   که دل بسته جان به پیمانه است
در آنجا که گفتی دل از کف نهد   ستش نقد از دو نسیه به
بیا ساقی باده پیمای من   فدای تو بادا سراپای من
تماشای رخسارت ای رشک حور   زمن بهر که کردی ز نزدیک دور
شوی آشنا رو به بیگانگی   زدی سر بصحرا ز دیوانگی
به هر گام از خود فتادی برون   چو مجنون گرفتی طریق جنون
جدا نقش کردی خیال ترا   طلب کردی از جان وصال ترا

اور حقیقت تو یہ ہے کہ تعلقات دنیا سے بزرگان سلف کو ہمیشہ نفرت رہی

اور وہ ہمیشہ تو متعلقات دنیا سے گریز کیا کیے اور واقعی کہ انسان کا ایک آن
اس قبل سے ایک ہی کام انجام پا ویگا دوسرا کام ہیو نہ ہین آ دیگا حتی الوسع عا
ولے تو تعلقات دنیا کو ترک کرے پھر آمادہ بطلب ہو حضرت شرف الملتہ والدین
احمد منیری قدس سرہ فرماتے ہین ابیات

گر دولت اگر ز معنی آمده است — کار دینت ترک دنیا آمده است
این ہوا ے که پیش ازین باشد — رسم و عادت بود نه دین باشد
رانده سابقت ندانم چیست — خوانده خاتمت ندانم کیست
بر در حق نگرد روز بگرد — که بزاری شوی درین ره فرد
زانکه ہر کس که دینی باشد — در طریقت بریدنی باشد
راه دین خلعت و عبادت نیست — جز خرابی در و عمارت نیست
پائی کے بر نہی بیام فلک — باده کی در کشی ز جام ملک
تا لود این جہان نباشد آن — تا تو باشی نباشدت یزدان
ترک دنیا گیر تا دینت بود — آن بده از دست تا ایمنت بود
ترا تا نفس کافر در کمین است — کجا تو ره بری آنجا که دین ست
راه بے زحمت و تعب نه بود — ماه بی عقده ذنب نه بود
تقبل الله ما پیشا از ہوش — ساخته بنده وار حلقه بگوش
چون تو بیماری از ہوا و ہوس — رحمت للعالمین طبیب تو بس

رباعی

ای صدف جوئی جوہر الا — جام جان را بنه بساحل لا
تا به جاروب لا نروبی راه — نرسی در سرای الا الله

حکایت کیا نہیں حکایت ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ...
دوزخ اپنی پدر حضرت ذکریا علیہ السلام کی زبان سے سنا کرتے کہ وہ ...
ہا ہوا اور کس درجہ عذاب ہے الغرض جبکہ والد انکے گذر گئے ...
حالات سختی عذاب دوزخ کی کہ جدا فرمانی خدا کے سبب ...
ہمیشہ رویا کرتے تھے اور ایسا روتے تھے کہ ایسی ...
آنکھ سے انسان کی نکلتے ہیں خون جگر کا پانی ہوکر ...
سیلان سے انکے دونوں رخسارونکا گوشت ...
گلون یعنے چہرہ کی شکل ایسی ہوگئی تھی کہ جیسا ...
کہ دوسرے لوگ بسبب دہشت اور کراہت کے حضرت ...
کرتے تھے اور اگر کوئی حضرت سے پوچھتا کہ اسکا کیا سبب ...
کہ میں ڈرتا ہوں عذاب دوزخ سے اور ڈرتا ہوں ...
ایسا ہی کہ روکنے والا کوئی نہیں ہے تو یہ سنکر کہنے والا کہتا کہ آپ ...
اور خود نبی ہیں آپ کو دوزخ سے کیا علاقہ اور آپ کیوں ...
تو آپ اسکا جواب دیتے کہ بندہ ملک ہے مالک اپنے کی اگرچہ کوئی نافرمانی
نہیں ہوا اگر مالک اسکا بے سبب اسکی سزا کرے تو دوسرا کون ہے کہ اسکو غصہ
مالک سے بچاوے اور بندہ کا عذر کافی نہیں ہوتا اور نہ یہ بندہ اس لائق ...
حوصلہ رکھتا ہی کہ جو حق اطاعت ہے اسکو ادا کرسکے اور بالفرض اگر ...
اطاعت بھی کی اور اسنے قبول نکیا تو کیا غلام کا دعویٰ ...
ہون کہ اگر مجھے دوزخ نصیب کیا تو یہ سوچ مجکو ہے کہ اس تکلیف دوزخ کو ...

[illegible] دنیا اسکو [illegible] مین مخصوص [illegible] ہوئی ہوا [illegible]

[illegible] ہو [illegible] آگرد حسب کہ [illegible] ہوالے ایسا

[illegible] جسکے نظر کیا ہو

[illegible] نہیں آسکے طلبا سے ایمان یہ خیال کر کہ آدم مردہ ہی اور شرعیت

غسال ہے مردہ سواے غسال کے کسی دوسرے سے آلایش دور ہو کر پاک نہو

اور طریقت کفن ہے سواے طریقت کے کوئی دوسرا تن عریان کو دوسری پوشاک سے

نہین چھپا سکتا وہ مردہ بے پردہ ننگا رہیگا اور حقیقت اس مردہ کا مسکن ہے سوا

حقیقت کے مردہ کو کوئی دوسرا قبر کا ٹھکانا نہین دیسکتا اور معرفت اس مردہ کا انصاف

بجز معرفت کے کوئی دوسرا اصل مرکز سے روح اس مردہ کی نہین لا سکتا اسکا حاصل یہ ہے

کہ زندہ کہلاتا ہے تو طالب اپنے کو آمادہ کرکے بواسطہ ارشادات پیر کے عمل پیرا ہونا ضرور ہے

اے جان برادر بات سن مقام رفعت کے تحقیق ہوا کہ عقل دنیا اور اعتقاد عقبیٰ

کے درمیان لگا ن نزاع ہے جو عاقل وہ محروم رہتا ہے اور جو بیوقوف ہو کر وہ

ہو کر مطلب کو پاتا ہے ارشادات پر جو اعتقاد لاتا ہے وہ بیوقوف کہلاتا ہے اور وہ

وہ عین عقل دین ہے ۔ بات سن آتش عشق جب دلمین بھڑکتی ہے بہت جلد

دو من عقل کو جلاتی ہے اگر پانی اطمینان کا اسپر چھڑکا جاوے آتش کار دانی کا

کہ دین و دولت یہی ہے اور جب وہ آتش زبانہ مارے اور پانی خوشی کا

مثل العشق نار یحرق ما سوی اللہ ہے کہ وہ آتش آتش سے جلتی ہے

بات سن محبت تین قسم کے ہے اول محبت دنیا کی [illegible] کی حسرت ہے دوسری

محبت دین کی کہ فائدہ اسکا بہشت ہے تیسری محبت الٰہی کہ بادشاہ دانی اور

اسمر فی عشق ہو اور یہ کام [illegible] مشتاق [illegible]
اگر تو بیشتر رہنا چاہتا ہے تو محبوب ایک ڈھونڈھ کہ ہاتھ اسکی [illegible]
تو طالب کی عشق میں [illegible] محبت [illegible]
عقلمند کو جب اوپر حقوق ایزد تو [illegible] کے نظر [illegible] اور چشم [illegible]
[illegible] الف خاموش افسردہ دل چشم تر اور نہی رکھے تو عشق مین اپنے احسان [illegible]
لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا جب اور کر مین اسکے اپنے کو مست پاتا ہی [illegible]
[illegible] کا خوان نعمت سو اسکی کھانا حرام جانتا ہے الم یک نطفۃ من منی یمنی ثم
کان علقۃ فخلق فسوی پس جس شخص کا دیدہ انصاف کھلا زندگی اور [illegible]
ہوتی ہی اور دروازہ عشرت کی کا اوپر منہ اسکے کے کھولتے ہین بات [illegible]
مانند کشتی کے ہی اور دل مثل ملاح کے ساتھ [illegible]
ہوتی ہے اور یہ کشتی ہوا سے غرق ہو جاتی ہی [illegible]
اور تو غرق نہ ہو طالب کو صادق درکار ہی راہ طلب مین جیسا [illegible]
مین مجھونکی نہ سنا چاہئے تو اور اسکے تین نشانیان ہین جو کچھ [illegible]
چیز کہ دکھاوے تو دیکھے تو اور جیسا سو آواز دیوے تو سن تو بات [illegible]
جب کام ساتھ تدبیر کے موافق پڑتا ہے اور تیری رائے کے اپنی تحسین
کرتا ہی اور جو برخلاف ہوتا ہے حوالہ ساتھ تقدیر کے کرتا ہی شرط [illegible] وہ ہی کہ اگر
اگر کنوئین مین پڑے تو اپنے کو ملامت کر تو اور اگر [illegible] شکر نعمت
اسکا بجالا من یشکر فانما یشکر لنفسہ ومن کفر فان اللہ غنی حمید [illegible]
عارف اوپر درد اور رنج کے خوشی کرتا ہی جیسا کہ دوا سے حاصل ہو [illegible]

زتا ہے - بات سن - شرم پانی ہی کہ گرد الم کو دامن گناہ سی دہو ڈالتی ہی اور جامہ نفس کو پاک کرتی ہے اور وہ اوپر دو طرح کے ہے اول شرم خلق کہ شریعت سے ہے یا وہ ہوتی ہی اور یہ کام بھیرونکا ہی دوسری شرم خالق اور وہ تفکر سی حاصل ہوتی ہی اور یہ کام نزدیکونکا ہی وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ لیکن شرم خلق اکثر طرف ریا کے کھینچتی ہی اور شرم خالق اکثر نزدیکونکو طرف خالق کے نزدیک کرتی ہے بات سن یہ خصلت اس شخص کی ہی کہ آغاز و انجام سی خبر رکھتا ہو کسواسطے کہ اگر آمد و باز گشت اپنا جانتا تو قبول خلق کا دلمین اسکی راہ نپاتا اور ملامت آدمیونکی موجب الم انبساط اسکی نہ ہوتی فضیحۃ الدنیا اھون من فضیحۃ الاخرۃ بات سن عاقل کو ارشاد مرشد کامل کا بمنزلہ سرود ہی اور نزدیک مردم تصویر کے بیحاصل خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ پس اے برادر عزیز اگر اوپر ذات وصفات پروردگار اپنے کے ایمان مضبوط لایا ہے تو اور اپنے کو وظیفہ خوار سفرۂ عام اسکا جانتا ہے تو پھر کسواسطے ارشاد مرشد چاہتا ہی تو اور مرشد کسواسطے ڈہونڈہتا ہی تو پس اگر پیر سے طریقہ کمال معرفت چاہتا ہی تو زیادہ شناخت سی ربوبیت اسکی اور عبودیت اپنی بندہ کو کیا درکار ہے اور اگر راہ مواصلت ڈہونڈہتا ہے تو بندۂ خدمتگار کو ساتھ مصاحب کیسکے کیا کام یہ کہتا ہون مین شراب موہبت الہی ہی کہ ازل سی ساغر مین دوستونکے بیٹھے ہین اور وجود انکا ساتھ آب وگل دوستی کے خمیر کیا ہی تجھکو پیر مرشد کامل کے چارہ نہین دیکھتا ہون تا آوارہ نہووے تو - بات سن عوام می کو جنون سمجھتے ہین اور جنونکا نام می رکھتے ہین می وہ چیز ہی کہ قند سرور کو خم دلمین جوش کرتے ہین

شراب انگور کا سبو چھلک رہا ہے اسکو حلق میں مصاحبوں نے پہنچائے ہیں اور اسکو ساغر
بیعقلوں کی اسکو ساقی گلعذار اور اسکو ساقی پروردگار۔ بات سن ۔ اے عزیز
تجھکو باوجود ان تمام عیبونکے کہ ساتھ تیرے ہو اپنے سے بیگانہ جانتا ہوں اور
تو بھی تجھکو باوجود ان تمام خصوصیتونکے کہ ساتھ تیرے ہے اپنے سے بیگانہ جان
اور امید شفاعت کسی سے مت رکھ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ بات سن فقیر وہ
ہے کہ تونگر ہے اور تونگر وہ ہے کہ طرف اسکے دوسرے نہ دیکھے پس جو درویش کہ
غم روزی کا نہین رکہتا ہے تونگر اور جو بادشاہ کہ خراج جہان سے لیتا ہے گدائے
دریوزہ گر ہے اور غنا اوپر تین قسم کے ہے پہلا غنائے مال اور وہ اوپر تین قسم
کے ہے وہ چیز کہ حلال سے آتی ہے محنت ہے اور وہ چیز کہ حرام سے آتی ہے لعنت ہے
اور وہ چیز کہ قدر مایحتاج سے زیادہ ہوتی ہے عقوبت ہے ۔ دوم غنائے دل وہ بھی اوپر
تین قسم کے ہے تمنا دنیا سے بہتر چاہنا اور مراد ایک بہشت سے خوشتر طلب کرنا اور
آرامگاہ ایک آسمان و زمین سے دوسرا ڈھونڈھنا علامت اسکی خوشنودی ہے
ظاہر و باطن مین ۔ بات سن آدمی بوڑھا اسوقت ہوتا ہے کہ سیاہی دلکی دھلکے جاوے
نہ سیاہی بالون سے افسوس اوپر حال اس شخص کے کہ بال اسکے سفید اور دل اسکا سیاہ
دوستون کو سختی شرمندگی گنہ حرارت دوزخ سے سوزندہ تر ہے اور حلاوت تسلیم و
رضا کوثر و جنت الماوا سے شیرین تر اَہْلُ الْجَنَّةِ مَشْغُوْلُوْنَ بِالْجَنَّةِ وَاَہْلُ النَّارِ
مَشْغُوْلُوْنَ بِالنَّارِ وَاَہْلِیْ مَشْغُوْلُوْنَ لِیْ بات سن آدمی کو جب عیوب ظاہر و باطن
اپنے نظر پڑتے ہین زبان اسکی عیب سے دوسرونکی کوتاہ ہوتی ہے اور زبان اوپر
عیب دوسرونکے اس شخص کی دراز ہوتی ہے کہ اپنے کو بے عیب جانتا ہے اور اپنے کو

بی عیب وہ شخص سمجھتا ہے کہ صاحب جہل مرکب ہووے بات سن آدمیکو جب تک
قدر دنیا کی نہین معلوم ہوتی ہے صدمہ اسکا چشم یقین مین اسکے متصور نہین ہوتا ہے
عنان ارادہ کی سعی بیحاصل سی نہین پھیرتا ہی اور جب پھیجا طرف دوسرے عالم کی
جاتا ہی کہ اسکو کوئی شخص نہین پاتا ہی وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا اور تبتل بمعنی پھرنیکے ہے
وہ اوپر تین طرح کے ہی دوزخ سے طرف بہشت کی اور دنیا سی طرف آخرت کی اور اپنے
طرف حق تعالے کی وہ شخص کہ دوزخ سی طرف بہشت کی جانا چاہتا ہی حرام سے
حلال اختیار کرے اور تمام کاموں سے مستخلص ہووے اور وہ کہ دنیا سی طرف آخرت
جایا چاہتا ہی حرص سی طرف قناعت کی آوے اور علائق سی طرف فراغت کی خواہش کرے
اور وہ کہ اپنے سے طرف حق تعالی کے جایا چاہتا ہی سراپا تسلیم و رضا کے رکھے
اور اپنے کو ہاتھ مین اسکے سونپے آیہ اُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ جس شخص کہ دنیا سے
بازگشت کی صاحب عزم ہوا موافق یہ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ
اور وہ اوپر تین طرح کے ہی اول ارادہ توبہ کا کہ وہ انکار کرنا معصیت کا ہی اور منتفر
رہنا اسکے اسباب سی دوسرا ارادہ خدمت کا وہ پیش ازامر متوجہ رہنا اور کام کی
اوپر کام دنیا کے مقدم رکھنا تیسرا ارادہ حقیقت کا وہ وقت خشم کا ضبط کرنا اور رضا کے
ساتھ حجابات کے اور معرفت مین ساتھ حجابات کے رہنا اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الْإِدْرَاكِ
اِدْرَاكٌ ای عزیز اب تو اسیر کمال کر یا نہ کر تحریص دنیا۔ طالب کو ضرور ہے
کہ اس قبیلہ مین ہر قسم کے ہوتے ہین یعنے کسیکو حرص عبادت کسیکو حرص زہد کسیکو حرص
تقوی کسیکو حرص فقیری کسیکو حرص گدائی کسیکو حرص تصوف کسیکو حرص تحصیل علم ظاہر
کسیکو حرص عشق مجازی کسیکو حرص عشق حقیقی اس قبیل کے ہزارہا قسم ہین بس ضرور ہے

کہ مرشد مرید کو ایسی تعلیم کرے کہ وہ مرید اپنے حق تعلیم میں زیادہ حریص ہو جاوے اور
ایسی تعلیم زیادہ تر تاثیر کرتی ہے چنانچہ اس مقدمہ میں یہ حکایت مشہور ہے کہ کسی مقام پر
ایک طایفہ قزاقون کا تھا معمول تھا کہ وہ اپنے وطن سے واسطے حصول غنیمت کے
مدام طرف دوسرے ملکون کے جاتے اور وہان سے مالا مال ہوکر واپس آتے چونکہ
اس طائفہ کا ایک سرخیل یعنے اس جماعت کا مالک تھا اور وہ انکے ساتھ رہکر مال
غنیمت سے حصہ اپنا مضاعف لیتا اوقات قزاقی بسری کے واسطے انکے بھی تھے
گروہ انکو ساتھ ہمراہیون اپنے مسافرون رہروان کو لوٹا کرتا اور تمام شب
اپنے فعل پر نادم ہوا کرتا اور بہت روتا اور دست مناجات سوئے آسمان بلند
کرکے اپنے رفع ضرر کیا کرتا پھر جب صبح ہوا کرتی تو وہی کام کیا کرتا الغرض وہ طائفہ
وہ طائفہ ایکبار ایکسال خوب مالا مال ہوکر سفر سے وطن کو پھرا منزل پر ایک روز
ایکمقام پر ٹھہرا دیکھتا کیا ہے کہ ایک درخت کلان شاخ دار پیچیدہ اسکے زیر سایہ
ایک شخص بیٹھا ہے اور سامنے اسکے کٹارا آہنی لوکدار الٹا زمین پر نصب ہے
اور وہ شخص بآواز بلند یہ شور کرتا ہے کہ ہم پانچ ہزار روپیہ کے عوض ولایت بیچتے ہین
اسوقت اور لوگ بھی وہان استادہ تھے اسکا کلام سنکر سب خندہ کر رہے تھے
کہ یہ احمق دیوانہ ہے غرض اس روز وہ طائفہ وہین شب باش ہوا وہ سرخیل
قزاقان حسب عادت دامی دعاے مغفرت مین مشغول رہا اور تمام شب اسکی وہ
آواز بلند سنتا رہا یہان تک کہ وہ سرگروہ اس پاس گیا اور کہا کہ مین پانچہزار روپیہ
نقد بھی دیتا ہون اور ولایت مول لیتا ہون جواب دیا کہ پہلے اس درخت پر تو چڑھ کر
الٹا پشت کیطرف سے اس کٹار پر تو اپنے کو گرا اسنے سنکر کہا کہ واہ روپیہ بھی دون اور

جان بھی اپنی ضائع کرون یہ تجھسے ہوگا اُسنے جواب دیا کہ شرط تو یہی ہی غرض اسیطرح
عرصہ تک یہی بحث رہی حسب اتفاق ایک شخص اُن دونون سے بیگانہ وہان وارد ہوا
اُسنے ان دونونکی تقریر سُنکر اس مرد خیل خریدار ولایت سے کہا کہ تو بالکل احمق ہی
دشمن عقل ہی سن لے یہ شخص اپنے نفع کو تجھسے نہین کہتا اسمین کچھ بھید ہے اگر
تجھکو اعتقاد کامل ہے خواستگاری ولایت کی ہی تو تو قبول کر اُسنے کہا کہ ہان
مینے تمام عمر اپنی یونہی ضائع کی تو بیچ میری حرص کو ترغیب دیتا ہے مینے سوا
اُسکا بدل گوارا کیا اور اب دیتا ہون باعتقاد تمام معتقد ہون پس اُس شخص بیگانہ کو یہ
جواب دیکر اپنے ہمراہیونکو نقد و مال تقسیم کر دیا اور اُسمین سے پانچ ہزار روپیہ
لے لیا اور سب فقرا فقرونکو رخصت کیا جب رات آئی یہ تمام شب گریہ و زاری مین مصروف
رہا اور سوے آسمان ہاتھونکو بلند کرکے یہ دعا مانگا کہ جان اور مال میرا تیرے نام
چنانچہ صبح ہوتی ہی وہ پانچہزار روپیہ اُس شخص فروشندہ ولایت کے سامنے
رکھکر کہا کہ اب کیا حکم ہے اُس فروشندہ نے خشونت سے جواب دیا کہ کل قیمت
پانچہزار تھی اور آج دس ہزار قیمت ہے تیرے پاس روپیہ کم ہے تو جا کوئی دوسرا
خریدار آجائیگا یہ بیچارہ وطن آوارہ اپنے خیل سے چھوٹا مطلب بھی ہاتھ نہ آیا چونکہ
اُسکے دلکو اُس ولایت کی خریداری کا ولولہ پیدا ہوا تھا اُسنے کہا کہ اچھا یہ پانچ ہزار
روپیہ بیعانہ رکھو اگر مین دوسرا پانچہزار نہ لاؤن تو یہ ضبط کر لینا اُس ولایت فروش نے
کہا کہ اچھا قبول کیا اور روپیہ کو اپنے پاس رکھ لیا چنانچہ وہ خریدار عرہانے کچھ
دور ایک راہ پر جا بیٹھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت خوبصورت سامنے چلی آتی ہے
جب وہ قریب آئی اُسنے پوچھا کہ پاس تیرے کیا ہے عورت نے جواب دیا کہ

پانچ ہزار کی اشرفیان ہین یہ سنکر خوش ہوا گویا کہ رب نے مجھے جمع ملی اس نے اُس سے
طلب کیا جواب دیا کہ مین نہ دونگی تو مجھ سے کیونکر لے سکتا ہے یہانسے تھوڑے فاصلہ پر
ایک شخص مکر سے ولایت کو بیچنے کتا ہے وہ تجسے بڑا قزاق ہو وہ میرا خاوند ہے
اگر تونے میرے اوپر ہاتھ ڈالا تو وہ خبر پاکر تجھے زندہ نہ چھوڑیگا اسبات کو اُسکی
سُنکر یہ ذرا بھی اندیشہ خاطر مین نہ لایا اسکا اعتقاد تو پورا پورا اُسپر آگیا تھا اُسکی
کلام کو جھوٹ سمجھا تلوار کھینچکر اُس عورت کو مار لیا اور پاس سے اُسکے اشرفیان لیکر افتان
وخیزان اُس شخص ولایت فروش کے پاس زیر درخت آکر موجود ہوا وہ اشرفیان
اُس مرد کے پاس سامنے رکھدین اور فوراً درخت پر چڑھکر اُلٹا جانب پشت سے
اُس کٹار پر خود کو گرا یا نیچے آکر دیکھا کہ نہ وہ وہان پر کٹار ہے اور نہ وہ شخص ہے
مگر وہی عورت کہ جسکو مار کر اشرفیان لین بعین سامنے کھڑی ہے اور وہ روپیہ اور
اشرفی سب ایکطرف پڑی ہین یہ دیکھکر اُسکو کمال تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی جو کہ یہ
تشنگی سے بہت بیتاب تھا اُس عورت سے پوچھا کہ کیا ہے جواب دیا کہ پیاسا
ہون اُس عورت نے یہ سنکر آسمان کیطرف ہاتھ اُٹھایا ایک گلاس شربت کا ہاتھ
مین آیا اُس تشنہ سے کہا کہ لے اور پی اُسنے فوراً اُسکو لیکر پی لیا پہلے عرصہ تک
بیہوش رہا پھر آنکھ جو کھلی تو وہان وہ عورت بھی نہ تھی مگر ایک آواز آئی کہ جا تو
قبول کیا گیا بس یہ سنکر اُسیوقت حجاب اُسکے سامنے سے اُٹھ گیا منصب ولایت پر
مامور ہوا تا زیست اپنی وہ اُسی درخت کے نیچے رہکر بعد مدت سفر آخرت کر گیا اب
خیال کرو کہ ایسے حریص بھی ارادہ والے ہوسے ہین کہ وہ کیا تھا اور ایکدم مین
کیا بنا گیا کہ بسبب عقیدت اور ارادہ پختہ کے مقصد سے کامیاب ہوتے ہیں سب

درست لیکن بدون رہبری عشق کے منزل تمام ہوئی مردِ مستقل درکار ہی دنیا کا جو
بہت دشوار ہے یہان عقل کا گذارا نہین بجز عشق کے دوسرا سہارا نہین مرشد
طالب اور مطلوب کے درمیان کا شاطہ ہے کہ باتہ فہمایش اور ترغیب اور تحریص
عقد بند ہوا دیتا ہے سوای اسکے پیر اور کچھ نہین کرتا الغرض شاکہ پیر انکو آسمان کے
تارے گنا کرتے ہین اور مرید معتقد با اعتقاد اپنے دفنا کرکے خود چاند بن جاتی ہین
ایجان بر اور اس نصیحت کو تھوڑا سنا چاہیے کہ بزرگان سلف کا ارشاد یون ہی
حضرت شرف الملتہ والدین احمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ منیری یہ فرماتے ہین - **ابیات**

هرچه از عادت رود در روزگار — نیست آنرا با حقیقت هیچ کار
سر بسر گشتگان در کار او — چه چنین آن ز او از اسرار او
عقل کل یک سخن ز دفتر او — نفس کل یک پیاده بر در او
با تقاضای عقل و نفس و حواس — کی توان بود کردگار شناس
سست جولان ز عجز آتش وهم — تنگ میدان ز کنه وصفش فهم
ناتوانی با خرد بیگانه باش — عقل را غارت کن و دیوانه باش
نیست از راه وهم و عقل و حواس — بجز ایچکس خدای شناس
اے دل غافل دمی بیدار شو — چند بدمستی کنی هوشیار شو
اے دریغا روبهی شد شیر تو — تشنه می میری و دریا زیر تو
تو مرا دل ده و دلیری بین — روبه خویش را و شیری بین
در علم پسے شورش و شیون باشد — در عقل پسے رہ و رہزن باشد
در بتکده درای و ناموس باشد — کانجا بت خاموش و برہمن باشد

این راه طریقت نه بپاے عقلست	خاک قدم عشق ورا ے عقلست
بهتر که فرشتگان دران بیخبر اند	ای عقلک بیعقل چه جاے عقلست
این دولت بیدلی بهر دل ندهند	وین شوق به خفتگان منزل ندهند
علم عشق آنچه هست عقلان راست	یک ذره بصد هزار عاقل ندهند

اور حضرت صوفی سرمد علیه الرحمة فرماتے هین رباعیات

آن شعله که یاقوت دلم را رنگ است	گوهر به محیط است و شرر در سنگ است
او در همه وز دست همه غافل خلق	این معنے رنگین چه قدر بیرنگ است
دل اگر دانا بود اندر کنارش لیلی نیست	چشم اگر بینا بود در هر طرف دیدار نیست
گوش اگر شنوا شود جز ذکر حق کی نشنود	ور زبان گویا بود در هر سخن اسرار است
زاهد بخدا نیست ترا بهره ز هوش	از زهد و ریا توبه بکن باده بنوش
لبریز حقیقت است آئینه و جام	هم معنی و صورت است از جوش و خروش
دیوانگی دلم بود عقل کمال	بیرون رود از دائره فکر محال
در گوشهٔ مینا نه تماشا بکند	شمع است یکے هزار فانوس خیال
از کثرت شوق دوست عزلت گزین	از رنج برآ طریق راحت بگزین
پیوسته چو گرد باد سرگشته مشو	یکجا بدل جمع فراغت بگزین
خواهی که شوی شاد نگردی غمگین	از خلق کناره گیر و تنها بنشین
آسودگی هر دو جهانست همین	یک حرف ز من بشنو و راحت بگزین

اور واضح هو که جمله طالبونکی طبیعت ایک سی نهین هوتی کسیکی کچهه کسیکی کچهه بوجه کسیکا کچهه سوچ کسیکا قیاس کچهه غرض اس وجه سے سبکے ایکدوسرے سے مختلف پائے جاتے هین

حکایت دہقان بھی بگوش تامل سن لینا ضرور ہو کہ ایک طالب دہقان نے
ایک مشائخ کے پاس آکر یہ کہا کہ حضرت اکثر لوگ مرشد کے ہاتھ پر بیعت کسواسطے
کرتے ہین اور اسکا نتیجہ کیا ہے تم مجکو بھی سمجھاؤ اگر میرے خیال مین آویگا تو مین بھی
آپکا مرید ہونگا شیخ نے جوابدیا کہ تجھے راگ سے شوق ہے اور تجھکو کسی شی کا عشق ہے
اُسنے کہا کہ راگ مین نہین جانتا کہ کسکو کہتے ہین اور عشق کیصورت مین نہین پہچانتا
کہ کیا چیز ہے اور یہ دونون کس بستی مین رہتے ہین یہ جواب سنکر شیخ اپنے دلمین سمجھا
کہ یہ طالب کورا ہے اب شیخ نے اُس سے یہ سوال کیا کہ جو تو حال بیعت اور نتیجہ اسکا
پوچھتا ہے اسوقت جواب اسکا مین نہین دیتا جب تک کہ تو میرا سوال سنکر جواب دیگا
دہقان نے کہا کہ حضرت مین عدیم الفرصت ہون مجھے دیر ہوگئی مین جاتا ہون کل
آکر کہنا آپکا سنونگا اور جواب دونگا شیخ نے کہا کہ چہ خوش تو ایسی بڑی بات مجھسے
پوچھنے آیا تھا اور اب تو میرا سوال بھی نہین سنتا اور دل تیرا بہت پریشان معلوم
ہوتا ہے سچ سچ بیان کر کہ تجھے اسوقت کیون جلدی ہے اُس دہقان نے
جواب دیا میرے پاس ایک بھینس ہے دیر سے اُسکی آواز نہین سُنی اور اُسے
دیکھون کیونکہ وہ یہانسے دور ہے میرا دل اُسپر ہے جبکہ شیخ نے اُس سے یہ سنا
تو انکو ایک گونہ مدد ملی پھر اُس شخص سے کہا کہ اچھا اب تو جا اور چالیس دن کے
بعد میرے پاس آنا مگر تو یہ میرا کہنا کر کہ وہ بھینس جو آواز سے پکارتی ہے اور وہ آواز
تجھے بھلی معلوم ہوتی ہے اُسی کا نام راگ ہے اور جو دل تیرا اُس بھینس پر بہت مائل ہے
اُسیکو عشق کہتے ہین اب تو جاکر یہ کام کرنا اپنے گھر مین علیحدہ اُس بھینس کا آدھی
رات کو اندھیری مین بیٹھکر اپنی دونون آنکھین بند کرکے اور روئی سے دونون اپنے

کانونکو بند کرکے ایک پہر کامل ہر رات کو بلاناغہ یہ تصور کیا کرنا کہ بھینس سامنے کھڑی اور آواز دے رہی ہے پس توچالیس روز یہ کام کرکے میرے پاس آنا پھر مین تیری سوال کا جواب دونگا وہ دہقان احمق اس رمز کو نہ سمجھا اور کہا کہ یہ کیا بڑی بات ہی اور رخصت ہوگیا اور دہقان نے اپنے گھر جاکر شیخ کے کہنے کے برابر پورا پورا خوشی سے عمل کیا چنانچہ اُسکو خیال بختہ سے کہ پہلے ہی سے اس کو بھینس کا عشق تھا یہانتک چالیس روز مین ہوگیا کہ ہر وقت وہ بھینس اُسکی نظر کے سامنے قایم ہوگئی اور آواز بھی بھینس کی اُسکے کان مین جاگیر ہوگئی کہ بھینس تو اپنے مقام پر ہی مگر اُسکے تصور مین جہان کہین جاتا وہ بھینس موجود الغرض وہ دہقان وعدہ مشائخ یاد کرکے اُنکے پاس حاضر آیا اسوقت شیخ اپنے گھر کے اندر تھے دہقان نے باہر سے آواز دی کہ مین آیا ہون سنکر جواب دیا کہ اچھا اندر مکان آ ہر چند کہ دروازہ مکان کا کھلا تھا اِس نے ارادہ کیا کہ اندر جاؤن دیکھتا ہے کہ بھینس دروازہ مین کھڑی ہے اور دونون سینگ اُسکی دروازہ روکے ہوئے ہین پھر دوبارہ شیخ نے بآواز بلند کہا کہ اندر آؤ دہقان نے جواب دیا کہ مین دروازے کے اندر نہین آسکتا سینگ بھینس کی دروازے کو روکے ہین یہ سُنکر شیخ دروازہ مکان کے باہر آیا اور بہت خوشی سے ہاتھ دہقان کا پکڑکے اپنی سینہ سے لگایا اور پاس بٹھالیا اور یہ کہا کہ سُن حدیث شریف ہی کہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ مطلب اسکا یہ ہی کہ اِس حیات مستعار مین جس نے جیسی اپنے مزرعہ دلمین تخم خواہ نیک خواہ بد جمایا آخرت مین اُسنے ویسا ہی پھل پایا طریقت کی بیعت مین جسنے اِس دنیا مین کسی قسم کے خیالات بختہ قایم کیے وہ نتیجا اُسکا

... ہیگا کہ طالب پاک صوفی ہوکر اس جہان سے اُس جہان کو گیا عدم مین
... خیال ... پر رنگ ہوگا اور اگر بعیل خیالات فاسدہ سے دار فنا سے اُٹھا تو
... اُسی ... مین ابد تک مبتلا رہیگا موافق اسکے بیت ہر چہ در دنیا خیالات آن بود
تا ابد راہ وصالات آن بود کقولہ تعالی مَن کَانَ فِی هٰذِهٖ اَعمٰی فَهُوَ فِی الاٰخِرَةِ اَعمٰی
الخ اور یہ مبینہ عربی بھی اُسکی مولد ہے بیت یا من بدنیا مشتغل قد غرہ طول الامل
والموت یاتی بغتۃ والقبر صندوق العمل یعنی کسیکہ در دنیا مشغول است تحقیق کہ
مغرور کرد آنرا درازی امید موت می آید ناگہان وقبر میشود صندوق عمال او
اگرچہ کردہ ناکردہ دونوں کو عدم کی راہ واحد ہے مگر ایسا ہے کہ ایک شناور بیچ
موجون دریا کے ملا ہوا تیرتا ہے اور دوسرا دریا کے کنارہ پر کنجال کہ ایک طرح کی
ملامت گھاس ہوتی ہے اُسمین لپٹ کرا پنے مین آپ اُلجھا ہوا کشمکش کررہا ہے اِن حیکایت کا
جو نتیجہ تھا وہ سن لیا جیسا کہ تجھے اپنی جنس سے محبت ہے اگر ایسا ہی خیال بخنہ سے
اللہ تعالی کے ساتھ کہ جسنے اِس کائنات کو ظہور مین لایا محبت ہو جاوے تو تو دونون
جہان مین اُسکے دیدار آواز سے تا ابد خوش اور محظوظ رہیگا پردہ دوئی کا اُٹھ جائیگا
مختصر یہ کہ دہقان سب قال اُس شیخ صادق رہنما سے سنکر باعتقاد تمام مرید ہوکر چند روز
حاضر رہا مذاق صحبت سے مرشد کے چند عرصہ مین فیضیاب ہوکر ولی کامل ہوگیا یہانتک
کہ بعض اوقات خود مرشد کو اُس سے رجوع کرنا پڑا الغرض انسان ہوشیار رہے
کہ یہ زیست چند روزہ مستعار ہے کسیکو بھی زندگی کا اعتبار نہین ہے بمصداق اسکے بیت

شمع نازان ہو نہ اِس بزم فرو زی پہ بہت	رات بھر کی یہ تجلی ہے سحر کچھ بھی نہین
مدرسہ ہے دیر ہے یا کعبہ یا بتخانہ ہے	ہم سبھی مہمان ہین اور وہی صاحب خانہ ہے

انسان عاقل کو چاہیے کہ بے ثباتی اس حیات مستعار پر نظر کرکے اپنے خیالات اور اوقات کی درستی مین بہت جلدی کرے کسی کا قول ہی کہ کار پیری در جوانی باید کرد مگر وقت پیری انسان سے بسبب ضعف اور انتظار موت کے پست حوصلہ کردیتی ہی کچھ بھی نہین ہو سکتا پھر جوانی یاد کرکے حسرت کرتا ہے مگر وہ حسرت بالکل بیکار رہوتی ہی اب اس موقع مناسب پر حضرت غازی الدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

کچھ اپنی مثنوی بہاریہ فرماتے ہین

بہاراست و باران و ایام گل	بہ بلبل رسیداست پیغام گل
بہاراست اے گلعذاران بہار	درون دلم سبزہ شد خار خار
بہاراست بلبل برآر د خروش	کہ گل را نگہدار اے گلفروش
بہاراست درکش قدح در قدح	کہ ہر دم فزاید فرح بر فرح
بہاراست ستارہ دریای بید	من و روی ساقی و چشم امید
بہار و ہوا دشمن تو بہ اند	بہ تیغ دو دم رہزن توبہ اند
بہاراست و ایام میخوارگی	ز تقوی بکن دل بہ یکبارگی
بہاراست زاہد شد دار و سکون	بدل داشتن کین اہل جنون
بہاراست زندان سرائی کنید	نشستن مقرر ہیا نی کنید
بہاراست تا کی بافسردگی	کند زندگی خواہش مردگی

کملائی شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت کا قول ہے کہ زندگی سب کی بے اعتبار ہے جو مطلوب یار ہے تو بیڑا پار ہے ورنہ رہروانی بہت دشوار ہے اکثر درویش چالیس پچاس سال تک کفنی سر پر باندھ کر ساتھ حسرت کے

وادی زہد وعبادتمین سرگردان رہکر منتظر بیٹھے کہ قضا کسوقت آتی ہے اور جسوقت کہ قضا آگئی پھر کسیکو فرصت پلک مارنیکی نہ ملی جان شیرین قالب خاکی سے ساتھ افسوس کے مفارقت کرگئی تمنائین دلکی خاک مین مل گئین روحین انکی ہمیشہ مین کالعدم ہوئین مصداق رباعیات ہذا کے کہ جو لوگ موت سی غافل ہین

با ناز اگر آرمیدہ باشی ہمہ عمر — لذات جہان چشیدہ باشی ہمہ عمر
ہم آخر کار مرگ باشد وانگہ — خوابی باشد کہ دیدہ باشی ہمہ عمر

یکچند بسوی کعبہ گشتیم بابوس — یکبار بہ بتکدہ شنیدم ناقوس
یک گام نیامدم بسوے تحقیق — ای عمر عزیز مفت رفتی افسوس

بہرحال طالب کو خواب غفلت سی ہوشیار رہنا ضرور ہی آخر تا کے ایکساعت ہزار اور لاکھ سال تک مساوی ہے ضرور ہے کہ انسان اپنی فنا کو ہر دم حاضر جانے اور ناظر رہکر کچھ توشہ سفر ہدیہ واسطے حضوری کے ساتھ لیجاے نہ کہ دونون ہاتھ خالی۔ واہ عدم سے جسطرح آے تھے ویسے ہی چلے۔ یہ نقل مشہور ہی کہ سکندر کو نوبت اور بادشاہی سارے جہان کی تھی مگر ضمیر اسکا پر ہوس تھا اور جب ربع مسکون پر سکندر کا دست دراز ہوچکا تو مدت قطب تک سے جہازون کو واسطے تلاش ملک کے چھوڑا چلتے چلتے جب ایکسال کا عرصہ گزرا تو کیا دیکھتا ہے کہ اور بھی اسی صورت کے جہاز اور اسی شکل کے آدمی اسپر سوار اسطرف کو چلے آتے ہین سکندر نے جہاز کو ٹھیرا کر انسے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان جاتے ہو اور کسواسطے جاتے ہو یہ سنکر ان لوگون نے جواب دیا کہ ہمارے بادشاہ کا کام دوسرے ملک لینے کا ہے بہت ملک لیچکے اب اس تلاش مین بادشاہ ہمارا نکلا ہی کسی اور طرف

کوئی ملک باقی ہو تو تسخیر کرون بس یہ سنکر سکندر کو عبرت ہوئی اور نادم ہوا کہ
غیب سے اشارہ ہوا ہے سکندر نے اُسی وقت جہازونکو اپنے بازگشت کی تو ایک
پہاڑ خوش سواد دریا مین دیکھا جہاز کو لنگر دیکے اوپر سیر کو چلا کچھ مسافت طے
کر چکا تھا دیکھتا کیا ہے کہ دو کاسہ سر پڑے ہوئے ہین اور ایک آواز غیب سے آئی کہ پاس
ان کاسون کے جا اور خزانہ بھی وہان موجود ہے اُس سے دونو کاسونکو پر کر اور
تماشا دیکھ سکندر یہ آواز سنکر نزدیک جا کر جو دیکھا تو خزانہ موجود پایا اسنے اپنے ہاتھ سے
پہلے ایک کاسہ سر کو بہرا وہ فوراً پُر ہو گیا اور پہر دوسرے کو بہرنا شروع کیا تو ہاتھ
بہرتے بہرتے تہک گئے اور وہ خالی رہا جب اسنے پہلے کاسہ کو دونون ہاتھ سے
خالی کرنا شروع کیا تو وہ خالی نہو سکا بدستور پر رہا یہ نہایت تعجب کرکے دلمین
پشیمان ہوا کہ یہ بھی تنبیہ غیبی ہے اس مقام پر یہ ابیات شہادت کافی ادا کرتے ہین ابیات

کاسہ چشم حریصان پر نشد	تا صدف قانع نشد پر در نشد
گفت چشم تنگ دنیا دار کو	یا قناعت پر کند یا خاک گور

غرض سکندر شرمندہ و پشیمان ہو کر وہانسے پھرا اور جہاز پر سوار ہو کر چند روز کے بعد
اپنی سکونت گاہ پر پہونچا چندی زیست ساتھ حکومت روے زمین کے زندہ رہا
جب مرگ قریب آئی تو اپنے وزرا کو وصیت کی کہ جب مین مر جاؤن اور غسل
و کفن کے مجھے دفن کرنیکو لیجانا تو جنازہ سے دونون ہاتھ میرے کفن سے باہر
نکال دینا تاکہ لوگ دیکھین کہ سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے ساتھ
کچھ نہ لے گیا غرض وزراؤن نے ویسا ہی کیا جب جنازہ سکندر کا واسطے دفن کے
لیچلے تو آسمان سے آواز آئی کہ حریصو دیکھو پھیلے دونون ہاتھ خالی ہوا

ست جاتی لوگو دیکھو کہ جب اُس انبوہ مین تم خالی ہاتھ جاؤ گے دوسرے سبونکے پاس موافق ہر طالب کے حوصلہ کے لایا ہوگا وہ صاحب تمھارا کیا جائزہ لیگا پھر تم اُسوقت خالی ہاتھ دیکھا کر نہ شرماؤ گے اور کوئی عذر تمھارا بجز شرمندگی کے اُسوقت کام نہ آئیگا سر ندامت سی جھکاؤ گے سنو توشہ ہمراہ ہونے سے مسافر کو نفع ہی اور وہ تو بے نیاز ہی حضرت شرف الملتہ والدین رحمتہ اللہ علیہ یہ ابیات فرماتے ہین

بے نیازیش را چہ کفر و چہ دین	بے نیازیش را چہ شک چہ یقین
چہ مسلمان چہ گبر بر در او	چہ صفی و کنشت در بر او
بر در بے نیاز سے از کہ دمہ	گر تو باشی و گر نہ باشی چہ

مگر راست یہ ہی کہ جسکو خداوند اللہ چاہتا ہے ساتھ کسی بہانہ کے وہ بطرف خود کھینچ لیتا ہے اور یہ طالب تو غفلت سے مدام ناکام رہتا ہے ای ہمدم نارسیدہ بہت اور رسیدہ کم ہین تعجب یہ ہی کہ اس مسافر خانہ دنیا مین اسباب دنیا کے واسطے مد رقہ عقل سی کار فرمائی کرتے ہین مگر کسیکو فی زمانہ نتیجہ آخرت کی ذرا بھی فکر نہین مولانا روم فرماتے ہین

گندم از گندم بروید جو ز جو	از مکافات عمل غافل مشو

اور ضرور ہے کہ انسان راہ راست کی کوشش کرے اس راستی کو خدا فرماتا ہے کہ لا تقنطو من رحمت اللہ دل انسان کا ہمت اور جرأت کا مد رقہ ساتھ لے پھر تماشا دیکھے کسیکا قول ہے کہ ہمت مردان خدا جاے لحاظ یہ کہ آدمی حیوان ناطق ہے سیطرحکا اختیار اور تمیز و عقل نیک و بد کی رکھتا ہی اور حیوان جانور شکاری کہ وہ ناطق نہین ہین انسان اُسکو جو کچھ سکھاتا ہے وہ موافق تعلیم کے کام کرتا ہی عجب یہ ہے کہ طالب موافق تعلیم مرشد کے عمل نہ کرے انسان کی تنبیہ تو اثبات ظاہر ہی ہے

ہان ایک غیرت دوسرے دل کی قابلیت تو خود انسان مین گنجینۂ اسرار پروردگار معمور ہی مگر پہلے طالب اپنے زہد و مشقت سے استحقاق سند حاصل کر لے یہ مال جدّی پدری نہین ہی کہ خواہ مخواہ ملجاے اور طالب کے مقابل یگانے بیگانے ہنسنے والے ہین انکی باتون پر خیال نکرے کوئی دیوانہ کہے یا سودائی اُنکی طعنون کی شرم ضرور نہین طالب اپنے کام مین مصروف رہے جناب شاہ خاموش صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین

غزل

یار کا ہو نہین دیوانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو
نادان سمجھو یا دانا کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

شمع رو پر کرکے نظر عقل و حیا کے بال و پر
جلادیا جیون پروانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

شیخ پہرے ہین گرد حرم ہم ہو نہین معتقد بت و صنم
کعبہ کہو یا بتخانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

سارے جہانسے کچھ نہین کام روش ہمنے پایا بیزار
راضی رہو بس جانانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

ولیکن تیر گرہی طلب خوبشتم براو چہوڑ دینے سب
در پر اُسکے مرجانا کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

عشق مین جب ہم رکہے قدم عالم ہو تو ہو برہم
کاہیکو اب ہم پہرجانا کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

سر کو اپنے کر پامال ہم تو چلتے ہین ٹیڑہی چال
حال ہے اپنا مستانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

پاس ہے تو یا دور نظر مین اُسکے ہو متعلق
جب تجہے پایا کہین مانا کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

کاہیکو کس سے گفت و شنید سیکہے خاموش اُسکی
یگانہ ہو یا بیگانہ کوئی کچھ بولو کوئی کچھ بولو

ولہ

جانان کیطرف جانا مین جانا نہین ہوتا
گہر اپنے بلاتے ہین تو بلانا نہین ہوتا

کچھ کہوج ہی اسکا نہ پتہ ہی نہ نشان ہے
قاصد کو بہیجا ہین تو بہیجا نہین ہوتا

افسانۂ فرقت کا بہت طول بہت سا
کاتب سے لکہاتے ہین تو لکہانا نہین ہوتا

مضمون دل اپنا ہے خود یار کے آگے
غیر سے دلواتے ہین تو دینا نہین ہوتا

پہنچی ہے جو [illegible] زخم جگر کا	مرہم جو لگائیں تو لگانا نہیں ہوتا
یاد اسکی تو دل مین ہے اور جان و جگر مین	دلسے جو بھلائیں تو بھلانا نہیں ہوتا
خاموش ہین بس کیا کرین ہی ہیں تیرے بلاکے	ہم آپ جو جان آئین تو آنا نہیں ہوتا

اور یہ بات دوسری ہے کہ اکثر ولی اللہ مادر زاد ہوئے انمین طالب کی طلب کا کیا مقدور اور کون موقع ہے نقل مشہور ہے کہ جسکو پیا چاہے وہی سہاگن یعنے اسنے جسکو چاہا اپنی طرف کھینچ لیا بیواسطہ مرشد کے اسیکو فیض وہبی کہتے ہین جیسا کہ حضرت خواجہ اویس قرنی کو تھا اس مطلب کی شاہد یہ بیت ہے بیت

تو توئی مہر و کین ازان آمد	تو توئی کفر و دین ازان آمد

مگر مذہب عشق سے ہر طالب صادق کو امید واثق فیضیابی کی ہے اور اس امر کو بھی یقین کرو کہ طالب کیواسطے شرافت نسبی اور نجابت حسبی لازمہ اسکا نہین ـ حضرت مولانا جامی قدس سرہٗ فرماتے ہین بیت

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی	کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست

اور تلسی داس کا دوہرا ہے

ذات پات پوچھے نا کوئی	جو ہر کو بھجے جو ہر کا ہوئی

اور ہائے افسوس یہ ہے کہ چند روزہ دار فنا مین رہنا ہے خیال کرو موت جسکی حیات کو پورا لیجانیوالی ہے اور نوبت قریب تر ہے اور کسیکو موت سی مفر نہین تمام گورستان اور صحرا اور مکانات آبائی استخوانہائے مردمان سے بھرے ہوے ہین گذشتہ مین سے اتک کوئی نے پھر کر کسی سے بھی کچھ حال نہ کہا بلکہ سب یہان خاموشان کیطرح لب بستہ آرام مین ہین جو زندہ اور بہرہ [illegible] سکے [illegible] آغوش

اگر نادان ... ورن ... باشد ... شاد ... مراد ذوقیات ... ای عزیز باتمیز
حدیث شریف ... انما ... الواحد العشاق بما صدر منہم اور حضرت شرف الملة
والدین احمد یحیی رحمة الله علیہ منیری یہ ابیات فرماتے ہین

زحمت وحشت از اینجا می برند — دو زنها وحشت از اینجا می برند
آشنا دل ... هست در جهان — جانب حق باشد از چشمت نهان
تو در اینجا میتراشی و ... — تا دم مردن در ... فارغ ...
هر که با خلق خرم لازم است — جمله را در گور خفتن لازم است
هم خدا خواهی و هم دنیای دون — این خیال است و محال است و جنون
شتاب سوی تو ... — از کردن ... واقف ... است
هر که پیش تو ... پیروی — ... پیروی
... علم جسم مختصر است — ... است
... آشنائی یافت او — زان ... روشنائی یافته او
هر چه در خلق سوزی و سازیست — اندر این ... سازی است
برو کاری بکن کان کار خام است — ز علم و دین ترا ... تمام است
چو علمی هست با علمت عمل کن — ... علم ... عمل کن
از ... یافت میشود این نفس رام — [illegible]

اس ... شعر ... خلاق مخزن اشفاق ... علامہ و
سخندان محفل ... فنون و معانی حکیم محمد یعقوب خان متخلص باعجاز ساکن مصطفی آباد
یہ فرماتے ہین

شاه رہی نیست همه سالک تنگ است اینجا	پا به همه در طلب یار که لنگ است اینجا
عافیت گر طلبی پا به ره عشق منه	شیشه دل به نگهدار که سنگ است اینجا
صلح کل مایهٔ آسایش کونین بود	نام و ناموس همه باعث ننگ است اینجا
دشت کربلاست و بلا وادی عشق است اینجا	نانکه هر خار فزون تر ز خدنگ است اینجا

ابیات مثنوی

بیخود ز خدای خویش دور است	با خود همه جای در حضور است
از سر بیخود تو نیست آگاه	در بند خودی از الست گمراه
بیخود بیخود که این خدا نیست	بیخود بیخودی که این خدا نیست
خود را بشناس تا خدا را	بشناس نهان به آشکارا
او در بر تو تو به سماوات	او در ره تو تو در خرابات
فی انفسکم چرا نه بینید	بر از شجرت چرا نه چینید
بینا مگو که نه دید خود را	اعمی است که او نه دید خود را
خود را چو شناختی خدا را	زنهار بخود مده جدا را
خواهی که جمال یار بینی	اعجاز به خود سرار بینی

اے جان پدر اب مقام رفعت کی سمجھ لو جو کہ کیونکر اور کسطرح سے ہیں عارف جب مقام توحید میں متلذذ ہوتا ہے خدا کو بندہ اور بندگی سے مستغنی جانتا ہے عبادت و گناہ نظر میں اسکی یکساں دکھائی دیتی ہیں فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ دریا محبت کا دل میں اسکی جوش مارتا ہے بہ رعایت شریعت کے مقدم رکھتا ہے کہ دوست کو رضائے دوست مطلوب ہوتی ہے اور دلکو

اسلئے اُس کا سبب خصوصیت کا ہوتا ہے سلوک مین بہرحال رعایت شریعت کی لازم
جانے خواہ بندہ رہے تو خواہ دوست۔ سمجھ بوجھ اہل ظاہر ارائش کرتے ہین تا
آخرت مین ساتھ آرائش کی باتے ہین وان الفجار لفی جحیم سمجھ بوجھ جو شخص ہستی موہوم
اپنے کو معدوم سمجھا اپنے کو پھر معدوم نہین پاتا ہے محو تو قبل ان تموتوا سمجھ بوجھ کہ
عقلمند کو جب گذرہ کار زمانہ مین پڑتا ہے اور بدکردار ناشایستہ اپنے کی نفرین کرتا ہے اور
اسکو جزا سے اُسکے جانتا ہے اور اپنے کو مستحق اُس سزا کے پاتا ہے اور جانتا ہے
کہ عدالت حاکم حقیقی کی برحق ہے اور جب کھولتا ہے سر جیب شرمندگی سے نہین نکالتا ہے
اور اپنے کو ساتھ نافرمانی کے دیکھتا ہے اور اسکو ساتھ مہربانی کے۔ سمجھ بوجھ زندگانی
ایک نفس ہے اور دنیا قفس نادان تو اس قفس مین ہزار حیلے دام ہوس کے
نظر پڑتے ہین اور عقلمند کو اس قفس مین کام دونون جہان کا خراب ہوتا ہے
الدنیا سجن المؤمنین وجنت الکافرین۔ سمجھ بوجھ آدمی جب اوپر مسند حکو
متمکن ہوتا ہے دروازہ اسباب گناہ کا اوپر منہ اسکے کے کشادہ ہوتا ہے
اور مکان ظاہر و باطن کا اُس سے آباد ہوتا ہے ہوشیار وہ شخص ہے
کہ وقت مین نعمت کے درگاہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد توفیق ثبات کی ڈھونڈھے
اور تمام اپنے اوقات کو ساتھ خوف مرگ روز قیامت کے مشغول رکھے
اور جانے کہ کسوٹی امتحان کی آگے میرے رکھی ہے اور عاریت ایک
لحظہ مین میرے دیے ہین ایکم احسن عملا بلکہ اُس کو
تمام بلیات مہلکہ سے جانے سنستدرجہم من
حیث لا یعلمون و املی لہم ان کیدی

تحقیق ہے کہ اکثر نفوس انسانی کی ارادے اُسکے ساتھ خصلتِ بہیمی اور حیوانی
سے موصوف ہوتے ہیں اور اکثر مرد نشینان جنت قریب سے اُسکے اور جہنم میں
گئے ہیں کیا نہیں دیکھا ہے تو نے کہ سلطنت اور پسر فرعون کے کیا بلا لائی اور
دولت قارون نے ساتھ کیا سلوک کیا فعصیٰ فرعون الرسول فاخذناہ
اخذاً وبیلا۔ سمجھ بوجھ نفس آدمی کا ایک طفل ہے شوخ چشم و نادان کہ ہرگز
نصیحت ادیب کی نہیں سنتا ہے اور جو چیز کہ سکھاتے ہیں فراموش کرتا ہے
پس اگر ساتھ تہدید اور تنبیہ کے پیش آوے تو شاید کہ نشانیاں تربیت کی اُسمیں
ظاہر ہو جائیں اور جب قہر و شفقت کرے تو بے بہرہ رہتا ہے ضرب المعلم
کالمطر فی البستان۔ سمجھ بوجھ اہل عقل کو جو ایک ساعت بے یاد خدا گزرتی ہے
سخت تر غم نادان سمجھتے ہیں کہ انکو ساتھ مرگ پسر کے رہتا ہے اور لڑکے کو غم البتہ
اور وقت کا ملال نہیں۔ سمجھ بوجھ اہل رضا جب [illegible] ہوتے ہیں مزاحمت
احوال دوسروں کی نہیں کرتے [illegible] آخری اور اُسکے تین نشان
ہیں خوشنودی حال میں خاموشی زبان میں اور [illegible] دل وسواس میں۔ سمجھ بوجھ جو
انسان کہ ساتھ آدھی روٹی کے قانع نہیں ہوتا ہے اُس کا پیٹ بھی ساتھ خزانوں کے
بھرا نہیں رہتا ہے حاجتوں کو اوپر اُسکے [illegible] چاہیے اور انسان کامل وہ ہے کہ ساتھ
[illegible] کے موصوف رہے [illegible] تعلیم [illegible] اور مراتب رضا کو جاوے
حاصل کرنے کو واسطے کہ [illegible] آپ سے تراشتے ہیں تاکہ اُسکو اوپر گنج کے
رکھتے ہیں یہی [illegible] ہیں ہرگز جراحت سے دردمند
اور [illegible] اور [illegible] اُسکا اندوہ مند

اندر وہ مند نہین ہوتا ہے اور اسکو کمال مرتبہ تسلیم کہتے ہین پس عجب تماشا کی بات
کہ باوجود ان تمام وسائط کے شرطوں مین بندگی کے مرتبہ سنگ تک بھی انسان نہین
پہونچ سکتا ہے۔ سمجھ بوجھ نماز گذار کو اور شراب خوار کے نظر حقارت سے نہین دیکھنا
چاہیے کہ قبولیت اللہ تعالے کو طاعت شرط نہین ہے اور رد کرنا اسکا ساتھ گناہ کے
لازم نہین عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی خوف الہی باعث کشایش باطن ہے
اور سبب بخشایش ہوتی ہے اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ
الْہَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ہِیَ الْمَاْوٰی اور امیدواری موجب رستگاری ہے
اور دوا ہے بیماری لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ سمجھ بوجھ پاکان باطن کو ناپاکی ظاہر سے
کیا کام اور ناپاکان ظاہر کو بسیاتھ پاکی دل کے بہت احتیاج ہے سمجھ بوجھ تواضع
اور یہ تین قسم کے ہے تواضع حق اور تواضع دین اور تواضع دوستان تواضع
حق وہ ہے کہ حکم سے اسکے سرمو تجاوز نکرے اور پابندی اسکی ہمیشہ حاضر رہے
اور تواضع دین وہ ہے کہ اپنی عقل کو مصالح امر و نہی مین اسکے راہ ندیوے
اور حق اپنے دشمنون کا پوشیدہ نکرے اور تواضع دوستون کی وہ ہے کہ مرتبہ
انکون کا اوپر مرتبہ اپنے کے زیادہ سمجھے اور حق انکون سے گمان فاسد نہ رکھے
سمجھ بوجھ جب مدار کام اوپر مغفرت کے ہی تو مجرا اور مطلق کو امیدوار معصیت کے
جسوقت اطاعت نافرمان اسکی کرتے ہین اپنے کو ایک حقوق نعمت ناشناس
متہاون دیکھتے ہین اور جب گناہ کرتے ہین مستحق رحمت ہوتے ہین ہر وقت
ہے سبکو یک ندامت بہ ہر وقت ہے سب یہ ایک قیامت بہ عاصی جو کوئی نہیں
جہا مین بخشش بہ خدا کی پھر زیانہیں : اے جان پدر اللہ تعالے کے رکھہ بوجھ

نہ وہ ظالم ہے اور نہ وہ عادل ان دونون خطابونکا اطلاق تعینات مین آدم
زاد پر ہے جو کچھ وہ کرتا ہے سب بجا اور درست ہے گر یہ تو ظاہر ہے کہ کسیکی شفقت
رائگان نہین کرتا اسکو مزدوری دیتا ہے گو کہ خیر و شر اُسیطرف سے ہے مگر ادب
چاہتا ہے کہ خیر کو اُسکی طرف منسوب کرنا اور شر کو اپنی طرف منسوب کرنا لازم ہے
بہرحال اُسکے فضل پر نظر اور تکیہ کرنا ضرور ہے کسواسطے کہ کرور ہا طالب اپنا اپنا
زور کر کے مر گئے جہان فانی سے بے نیل مقصود گذر گئے بجز حسرت اور افسوس کے
کچھ ہاتھ نہ آیا اور بعض بعض بے مشقت اور بے مطلب سرفراز ہو گئے مگر مقتضا
عقل طالب کو ہمت اور کوشش درکار ہے بمصداق اسکے کہ ؎ مشکلے نیست کہ آسان
نشود ؏ مرد باید کہ ہراسان نشود ؏ سوا اسکے حوالہ بحق کرنا۔ تفہیم مصالحت
مابین مریدان ناران کہ ایک مدت دراز سے کہ اکثر مرید خوانواہ سے ایک دوسرے کے
با وجود ہم مشربی طریقت حیدری کے کم فہمی سے کہ عاقبت اندیشی نہین کرتے
جھگڑے کیا کرتے ہین ایسا مناسب اور موقع نہین ہے کسواسطے کہ خلاف ان دو کے
جو تیسرا باغی ہے اس نزاع سے اُسکو نفع ہوتا ہے اور اُسکو اعتراضات کی گنجائش
بہت ہاتھ آتی ہے کسیکا یہ شعر میرے خطرہ کی تصدیق کرتا ہے ؎ دروازۂ شہر دشمنان
بست چنانکہ ان دہن مخالفان بست ؏ اور جو کہ عالی فہم ہین وہ نزاع سے گریز کر کے
ہمیشہ پیروی صلح مین مصروف رہتے ہین ظاہر ہے کہ شریعت والے طریقت والونکو
جو کچھ سمجھتے ہین وہ مین نہین لکھ سکتا سکوت کرتا ہون اور طریقت والے یہ غور
نہین کرتے نقل مشہور ہے کہ دشمن کہان ہے بغل مین اور نفاق ملت سے باغی
قوت پاکر خوش ہوتے ہین بھلا اُنکو تو چھوڑ دو۔ طرفہ یہ کہ بہت عرصہ سے نزاع

نا مین مریدون سے مرشد [illegible]

بٹی گئی اور اتفاق اور اتحاد [illegible]

شو پیلے ہی مین اٹھ گیا ہے اور [illegible]

افراط نزاع بیہودہ سے نوبت [illegible]

از تیغ زبان اعتراض [illegible] گیری [illegible]

انصاف سے دیکھو اور استخارہ قلب سے [illegible]

نقصان کی بات ہے کہ یہ قصہ دوسری کو [illegible] ہوتا ہے ہان [illegible]

خود کہ جو مرید جس مرشد کا ہوتا ہے اور غلام جس آقا کا ہوتا ہے اور جو [illegible]

ہوتا ہے وہ مرید اپنے مرشد پر ضرور رغبت کریگا اور جو غلام جس آقا کا ہوگا وہ [illegible]

آقا کو مالک اپنا سمجھیگا اور جو فرزند جس باپ کا ہوگا وہ اُسیکو باپ اپنا جانیگا اور

رغبت اُسیطرف کریگا اور عظمت و شان اُسی کی سمجھکر سرنگون اطاعت مین [illegible]

رہیگا اور وہ اُسیکو اپنا مولی جانیگا بمقابلہ عوام کے والا خصوصیت [illegible] مرید

برابر مرشد برابر غلام غلام برابر آقا آقا برابر فرزند فرزند برابر باپ باپ برابر

مقابل ایک کے دوسرے کو ترجیح نہین ہوسکتی اپنے مدارج پر [illegible]

کیا ضرور ہے کہ کوئی مرید دوسرے کے پیر کو اپنا پیر سمجھے یا دوسرے کے آقا کو اپنا آقا [illegible]

دوسرے کے باپ کو اپنا باپ سمجھے ہان یہ بات لازم ہے کہ [illegible]

اور آپ بجائے خود رہے نہ ایک کو دوسرے پر فضیلت دے [illegible]

جسپر سمجھے کسیکی شان بڑھانا اور کسیکی عظمت گھٹانا نہایت [illegible]

کیونکہ کسیکو کیا تحقیق ہے کہ کون کم ہے اور کون زیادہ ہے جو کوئی اس عالم کو [illegible]

... مثالین ... پیدا ہوتے ہیں بیشمار وہ درصورت شناخت کے عقوبت مین گرفتار
... ساتھ خود بخودگی ایسی سالکین مریدان طریقت پر
... ہوتا ہے کہ جو کچھ ہوا چپ رہین رکھین نہ زبان دہن سے اور
نہ زبان قلم سے ... بہت سے پیشوا ... اور ایسی ... سے روحانیات
مرشدان دین بھی ناخوش اور راضی ہونگی کہ وہ سب آپس مین کا خواستہین اور
اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک کا گمان جمہور کے اعتقاد کو توت خلاف دیکر اپنی
بات پھیر سکے - اور اس کتاب کی غرض یہ ہے کہ تھوڑے سے غور مین حقیقت شان
بزرگان طریقت کی معلوم ہو سکتی ہے لحاظ ... اتنا چھوٹی بات یہ ہے کہ ہر صدی مین
دورے زمین پر ایک فرد ہوتا ہے اور ہر ہزار مین ایک فرد الافراد ہوتا ہے
جسپر اطلاق خطاب قطب الاقطاب کا کیا جاتا ہے اسکا پتہ مین تمکو نہین بتا سکتا
اور نہ دکھا سکتا ہون کہ وہ لوگ ظاہر بہ لوگونکو ہوا نہین کرتے اور یہ کتب طریقت سے
ظاہر ہو چکا ہے کہ کوئی عہد فرد سے اور فرد الافراد سے زمانہ مین خالی نہین
رہتا اور یہی تا روز قیام خالی نہ رہیگا بھائیو تم ایسے خیالات دلسے علیحدہ کردو
کہ تمکو اس سے فائدہ نہین ہے سوائے اسکی تمھارا ظرف ایسا نہین کہ تم بار زمین
کیوقت بار الہی باتونکا اٹھا سکو یا کچھ جواب دیسکو بس یہ سمجھو کہ سب بزرگان طریقت
اپنے اپنے مقام پر بالغ اور بہتر ہین او ہم بالذات سب سے کمتر ہین سنو خیال
ایک ترتیب سے اخذہ ہے خلاف اسکے بڑا دھوکا ہے ساوی ہونا سبھی مین کا
اس مثال سے مین تمکو سمجھاتا ہون کہ ایک حوض بڑا آتا ہے اور کچھ آدمیون نے
اپنے اپنے گھر دن سے لاکر اس تفصیل سے کہ ایک نے ایک مشک پانی

اور دوسرے نے آدھی مشک پانی اور تیسرے نے ایک گھڑا پانی اور چوتھے ایک لوٹا پانی اور پانچوین نے ایک کوزہ پانی اور چھٹے نے آدھا آبخورہ پانی اُس حوض مین ملا دیا اب اُس حوض سے کیسا پانی جدا نہین وہ سب ایک ہوگیا اب مقدار ایک دوسرے کی صراحت کی نہین ہوسکتی اُس حوض مین سب یکسان ہی حیثیت ماہیت کیفیت سبکی مساوی ہے مثل آب حوض کے سب ہوگیا اب اُس پانیکو تم لوگ جو برتاوے مین لاؤ تو وہ ایک ہی ہے دوسرا نہین — اب عقل سلیم سے انصاف کو دخل دو کہ جو چودہ خلفاؤنکی سلسلہ طریقت کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ حیدر کرار کی منصب ولایت مین منتہی ہوتے ہین تو اب بتاؤ کہ فیض تو حیدر کرار سے تقسیم ہوتا ہے اور وہ فیض نشان واحد ہے تو اب ان بزرگونمین بڑا چھوٹا کون ہے یہ مقام باریک تر ہے جاے دم زدن نہین اور اُن سبکا ہاتھ اُس خداوند ولایت کے ہاتھ کے نیچے ہے اس شان سے سب مساوی اور بجاے خود عظیم الشان ہین تو اسمقام پر اعتقاد صادق سے مستقل ہوکہ سوای حیدر کرار ولایت مآب کے تخصیص کسیکی نہ رہی بعد اُنکے سب کا واحد مساوی ہے خیال کرو کہ قران مجید ایک ہے اور سات طرح کی قرات جواب دو کہ صحیح کون اور غیر صحیح کون ہے نہین بات یہ ہے کہ قرآن واحد اور جملہ قرائت ساتونکا نتیجہ واحد ہے اور طرز سبکی علیحدہ ہے اسمین تمیز کم و بیش نہین ہوسکتی سبکو ایسا ہی سمجھو جیسا کہ ایک پنجہ دست اور سب انگلیان جیسا کہ ایک درخت اور سب شاخین جیسا کہ ایک شاخ اور سب برگ جیسا کہ ایک ثمر اور سب تخم جیسا کہ ایک دریا اور سب نہرین جیسا کہ ایک مکان اور سب دروازے جیسا کہ ایک بیج اور سب شاخ

علی خداوند ولایت سے سب بزرگواریون متصل ہین اور سبکو فیض حیدر کرار سے ہی
اس صورت مین سب برابر ہین بہت مثالین ہین کہانتک تحریر کرون - ہین بہیدار ان
تمکو خبردار کرتا خبردار کرتا ہون کہ ایسی کج بحثیونسے دور دور رہا کو نفسانیت کو دخل نہ
تم لوگ حیدری ہو جو اوقات اپنی کج بحثیون مین بیجا صرف کرتے ہو اُس اوقات کو
ضایع نکرکے بدرقہ صلح سے ایکدوسرے ہم طریقت کے خود کو ذکر و فکر شغل تلاش
مطلب مین اوس اوقات کو صرف کرو کہ جس سے فائدہ ابدی ملے اور جھگڑا ہاے
فرہنات تعصبات سے علیحدگی رہے ورنہ طول نزاع مین تقریر تحریر سے نجات نپاکر
ہمیشہ خراب رہوگے بقیہ اوقات زیست ضایع ہوگی اپنا ہی نقصان ہوگا بجز
حماقت کے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا ٹوکرا بدنامیونکا سر پر رکھا جائیگا شہر بشہر اشتہار
نفاق کا ہوگا نتیجہ اُسکا یہ کہ باغی خوش اُنکی خوشی سے تمکو کیا ملیگا مگر جاے اشد
غور و تعمق یہ ہے کہ جس ایک واحد کو فی زمانہ سب پیرونکے خانوادونمین بیعت
حاصل ہوئی ہو تو وہ بیچارہ بجز سکوت کے کیا کہہ سکیگا اسلئے سکوت کرنیمین صواب ہے
ہرگز خطا نہین باقی الغیب عند اللہ - تعریف خیالات صوفیہ کرام یون ہے

ابیات صوفیہ

رباعیات

خدا لک است و محمد ہزار آدم یک
ما پیر خدائیم و خدا رہبر ما
کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست
تا مرد نخست فانی حق نشود
توحید حلول نیست تا بودن تست

بیا بمذہب صوفی اگرچہ داری شک
ما کافر عشقیم و خدا کافر ما
ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست
اثبات ز نفی او محقق نشود
ورنہ بگزاف آدمی حق نشود

در عالم او اگر سوار آئی تو
بیبر نهل این نگاه دار تو بده
ای آنکه همیشه در جهان می پوئی
چیزیکه تو جویان نشان او ئی
تا تو ز وجود بر نیائی
در معبد عشق کی نهی پا ای
در مدرسه فیض را طالب گردی
بر نسخهٔ دل نظر نکردی افسوس
ای دل تو دمی مطیع فرمان نشدی
قاضی شدی و شیخ شدی دانشمند
زاهد تو بخور باده که بسیار نکوست
بی شبهه حلال است نگوئی تو حرام
صیاد ازل که دانه بر دام نهاد
هر نیک و بدی که در جهان میگذرد
عشق آمد و شد در تنم اندر رگ و پوست
اجزای وجودم همگی دوست گرفت
در دیده بدیده ام توئی بینائی
اندر قدمم راه توئی پیمائی
هر چندکه صد دوست بمن دشمن شد

در ... عشق [illegible]
بر مرکب عشق گر سوار آئی
این سعی ترا چه سود دارد [illegible]
است همین [illegible] دیگر [illegible]
در [illegible] و [illegible] در [illegible]
تا بر در او [illegible]
بنشاند بحث [illegible]
از اصل کتاب [illegible]
ور کرده تو خویشتن پشیمان شدنی
این [illegible] شدی [illegible] مسلمان [illegible]
از [illegible] خمار [illegible]
کیفیت دین [illegible]
مرغی نگرفت آتش [illegible]
خود میکند و بهانه بر عالم نهاد
تا کرد مرا [illegible]
تا [illegible] زمین [illegible] و باقی همه [illegible]
در لفظ و عبارتم توئی گویائی
فی الجمله توئی مرا چه [illegible] مائی
از دوستی یکی دلم این شد

وحدت نگزیدیم و زکثرت رستیم
آخر من از و شدم وا و ز من شد

اے پیر گنہگار درین عالم فانی
بشتاب می و تو به و مگذار تو دانی

تا تو نشوی خاک همی کوس بطاعت
بر باد مده عمر اگر هیچ تو دانی

اسرار خرابات بمستان نبری
تا سجده به پیش بت پرستان نبری

پاکیزه نکردی تو ز آلایش خود
تا بر سر خود سبوی مستان نبری

حال دنیا را بپرسیدم من از دیوانهٔ
گفت یا خوابیست یا بادیست یا افسانهٔ

باز گفتم حال آنکس کو که در دل ره بست
گفت یا غولیست یا دیویست یا دیوانهٔ

ابیات

تا نیامد جان آدم آشکار
ره ندانستند سوی کردگار

رنج به آمد چو آدم شد پدید
زو کلید هر دو عالم شد پدید

خاک را چون کار با پاک اوفتاد
پیش آدم عرش بر خاک اوفتاد

تا کے بزبان تنها به مستی
این نیست مگر هوا پرستی

تا نگردی تو مسلمان اندرون
کی توانی شد مسلمان از برون

مرد باید نه سرا و مرا نه پای
تا که گم گشته در او او در خدای

منزل همت لعالم تقدس
کی قدمگاه جبرئیل بود

آنچه تو کم کرده گشتی کرده
هستی اندر تو خود را پرده

شوهد شرک و کفر و نیز توحید و یقین
در گوشهٔ دلها همه خونخواره نشست

چون نیستی تو شد محقق
جنبیده همه نعرهٔ انا الحق

نیست بالاستی تو مخلوق دگر
نیست جز برون تو معشوق دگر

چون پروی تو عقل و معرفت
نی تو در تسبیح آئی و نه در صفت

حق در توحید مطلق آمده است ‌‌‌‌ آن همه در تو محقق آمده است

تو نیی با خود شوی چون زنی لا نشانی ‌‌ تا همی عمر با تو بودی و نشناختی خود را

در لقا از بقا فنا گشته ‌‌ زانکه زچون و چرا جدا گشته

گوید آدمی نطلبی ز بیجنا ... ‌‌ الی آشنای ز بیگانه

نیست از سپهر آسمان ازل ‌‌ نردبان پایه ز علم و عمل

در سر فقر حجب ز شش خود جمع کتب ‌‌ از جمع کتب نمی شود رفع حجب

کار کن کار بگذر از گفتار ‌‌ کاندرین راه کار دارد کار

علم بر تن زنی یاری شود ‌‌ ... را بر تن زنی یاری شود

شب رفت و حدیث من بپایان نرسید ‌‌ شب را چه گنه حدیث من بی پایان بود

گر شراب لطف او خواهی مدام ‌‌ قطع کن وادی قهر او تمام

گر بگنج خویش ره یابی تمام ‌‌ قدسیان را فرع خود بینی مدام

عاشقان را سه نشانی است ای پسر ‌‌ رنگ زرد و آه سرد و چشم تر

آنکه زین شیوه معنی صد هزار ‌‌ بینی و دانی و خواهی استوار

چون برون آئی ز جسم و جان تمام ‌‌ تو نمانی حق بماند والسلام

ابیات اردو

ہر دلمین درد عشق دل آزار ہی رہا ‌‌ یہ پھول جس چمن مین کھلا خار ہی رہا

عشق بتان گلے کا مرے ہار ہی رہا ‌‌ دین پائے بند حلقۂ زنار ہی رہا

دل ہی رہا نہ عشق دل آزار ہی رہا ‌‌ جنس ہی رہی نہ خریدار ہی رہا

جب سے لگے ہا عشق گنہگار ہی رہا ‌‌ مین بیگنہ سزا کا سزاوار ہی رہا

چھوٹی وہ مرغ عشق جو ہمایہ [illegible] / پھر دم [illegible] فراق کا آزار ہی رہا

[illegible] ناز نین سر وار [illegible] / [illegible] سر وانہ [illegible] رہا

دل عاشق [illegible] ہوا [illegible] / [illegible] رہا

[illegible] دیدار [illegible] / [illegible] فراق [illegible] رہا

[illegible] / [illegible]

[illegible] میں [illegible] / [illegible] وصل [illegible] گیا

سیراب [illegible] / دل [illegible] جدا کیا [illegible]

[illegible] جہان [illegible] محبوب [illegible] / [illegible]

ہمکو میخانہ ہمکو مسجد ہے / زاہد ہوا پنی اپنی قسمت ہے

جو [illegible] کہ ہم [illegible] / وہی موسیٰ تھا وہی نور وہی طور رہوا

اپنی [illegible] / برسوں رہی خراب تلاش خدا مین ہم

[illegible] دیکھا [illegible] / [illegible] رہا آنکھوں مین اور آنکھوں سے پنہان مین رہا

وہ مہر تو مین آب وہ گوہر ہے تو مین آب / نے تجھسے جدا وہ ہے نہ مین اس سے جدا ہون

بیگانہ گر ہے تو آشنا کو دیکھ / بندہ گر آوے سامنے تو بھی خدا کو دیکھ

آئینہ ہو یا ہو سنگ ہے سب جلوہ گاہ یار / جیون آئینہ ہر ایک کے اندر مین خدا کو دیکھ

جلوہ تو ہر ایک طرح کا ہر شان مین دیکھا / جو کچھ کہ سنا اُسمین سو انسان مین دیکھا

[illegible] غنچہ [illegible] ایک دل صد چاک نہ پایا / سر ڈال کے جب اپنے گریبان مین دیکھا

[illegible] مین [illegible] ادھر ادھر دیکھا / وہی آیا نظر جدہر دیکھا

[illegible] عشق [illegible] / [illegible] اس رہ مین گذر جاتا ہو

[illegible]

[illegible]

وہ خود تھا مجھ [illegible] کی تلاش میں | جب ملا آپ تو کہا [illegible] ہو نہیں

دیر و حرم کو کسکے لئے جائے ہی نہ تھا | مشغول [illegible] ہوں

تعریف درخت عشق عز زبان میں شجر عشق کا بیان ہے [illegible]

کہ عشق تخم ہے اور اس تخم سے ایک جھاڑ پیدا ہوتا ہے اور اسکے پانچ [illegible] سے پانچ شاخ ظاہر ہیں یعنے عقل سے بینائی اور فہم سے شنوائی اور روح سے توانائی اور [illegible] گویائی اور جان سے دانائی اور ان پانچ شاخ سے پانچ پتے نکلتے ہیں یعنے بینائی حرص اور شنوائی سے کینہ اور توانائی سے حسد اور گویائی سے غضب اور دانائی کبر اور ان پانچوں کو نفس کہتے ہیں اور پانچوں نفس کو [illegible] اور پانچوں نفس کے نام یہ ہیں نفس امارہ نفس ملہمہ نفس لوامہ نفس مطمئنہ نفس [illegible] اور [illegible]

[illegible] طریقت مین شفاعت ور بہر و تلاوت [illegible] وسخاوت اور [illegible]

[illegible] اور رحمت [illegible] برکت اور رحمت [illegible] کہ اسکو عشق ہو

[illegible] ثمر [illegible] ہوا ہے اور سب [illegible]

[illegible] بطور [illegible] وہ ہے کہ [illegible]

[illegible] اور شاخ اور پتا اور گل [illegible] اور ثمر

[illegible] شریعت طریقت حقیقت معرفت [illegible] وحدت سے

[illegible] کثرت ہوئی [illegible] اور یہ وجود بشری [illegible]

[illegible] حرارت و [illegible] وبرودت و [illegible]

[illegible] اور آتش و باد و آب و خاک ان چار سے وہ اٹھو باہر [illegible]

سمجھ [illegible] یہ وہی عدم ہے اور ان عناصر اربعہ مین وہی درخت اٹھو عدم

اور یہ [illegible] اس عدم کی شہوت اور بال اور خیال وحال اور حیات اُس

درخت کی [illegible] ری اور ہوس اور موت اور خواب غفلت اور فراموشی اور نہاد

اس درخت کی بیخ فنا ہے کہ اسکو ادبقا کہتے ہین اور وجہ اللہ بھی کہتے ہین اور نام

اسکا ذات اللہ کہتے ہین اور یہ قول اللہ کا ہے کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک

ذو الجلال والاکرام اور تحقیق کہ یہ بقا ابدی ہے اور یہ درخت اسمین اندر او

باہر کیا ہے ظاہر و باطن مین پیوستہ ہے بلکہ عین درخت وہ ہوگا واحد ہی اسکا دوسرا

کوئی نہین [illegible] عشق صادق ہے یعنے جس حالت مین جذب شوق سے ترقی ہو تو

اسکا [illegible] درجہ انتہا عشق کامل پر پہونچ جاتا ہے شرح اسکی تعریف ذات

عشق [illegible] سے آگے آویگی اور بیان تا کہ خودی فنائیت ہوگی تو یہ لا واحد

ولا نہایت ولا مثل ولا غایت خود بخود صورت بیچہرہ مین برنگ جدا گانہ نمودار
اور ہر عاشق صادق کے دلمین لاتعد و بیشمار پیدا ہوتا ہے کہ جہانتک دیکھتا ہے
بیتاب وحدت ہے اور وحدت اسکی لاشریک لہ ہے دوسرا نہین وہی عشق ہے
اسیکو ہمہ اوست کہتے ہین عین ہے اور غیر کہان وحدت الوجود کا مسئلہ اسی سے صحیح ہے
البتہ دیدہ کو وکو سر عشق کا درکار ہے کہ طالب کی بینائی کو اس سے قوت ہوتی ہے
آتشکدہ اور کلیسا اور بتخانہ و مسجد مین وہی دو چار ہے چلتا پھرتا ساکن متحرک
محسوس شجر بہ آدم ہے جناب رسول الثقلین فرماتے ہین خلق اللہ آدم علی صورتہ
ای برادر روح القدس عین ہے غیر نہین سمجھ کہ وہ عشق عین مقصد ہے مطلق ہمہ ہر کسی
اسکو نہین بیخبر ہے تو تجھی طالب کو ہے اگر کوئی غیر ہوتا تو اسکو خبر تیری ہوتی
رہ جاتا فی الجملہ تو ہی تو ہے اور اپنے تو خود کو نہین پہچانتا جبکہ پہچانت
نا پیدا ہوگی مصداق اسکے کہ ما عبدناک اجتہاد و ہمہ ما عرفناک الحق
کہ ہر طالب کا رہبر عشق کامل ہے چنانچہ خواجہ محمد گیسو دراز فرماتے ہین بیت

عشق مشاطہ ایست رنگ آمیز	کہ حقیقت کند برنگ
عشق میبازد خدا با خویشتن	شد بہانہ درمیان مرد و زن
عشق گوید بیسر پا و بے نشان	سر عشق است این بیان جانانشان
عشق اول عشق آخر جاودا است	با خودی خود ببازد دلستان
عشق سوز و عشق نار و عشق دار	عشق پنج و ہفت باشد عشق چار
عشق باد و عشق آب و عشق خاک	در حقیقت عشق باشد جان پاک
عشق شاہ و عشق او و عشق راہ	برسر خود عشق پوشد چون کلاہ

عشق عرش و عشق کرسی رازدان	ہم قلم ہم لوح و ہم محفوظ خوان
عشق شمس و ہم سماء و ہم زمین	ہم فرشتہ و ستارہ و ہم مکین
عشق روشن ہم بہ نجم و ہم بروج	با خودی خود ہم نزول و ہم عروج
عشق میوہ عشق تخم و عشق گل	عشق بیخ و عشق شاخ و عشق گل
عشق در صورت جمال خود نمود	جملہ اشیا در حقیقت عشق بود
عشق است از عالم الٰہی	مفہوم کسے نشد از کماہی

اور رسول مقبول فرماتے ہین المحادث اذا قرن بالقدیم تلاشی وبقی الذی لم یزل اور جب یہ ایہم وصل ہوجاتا ہے اسوقت اوسکو بیخبری اور حیرت رہتی ہے کہ وہ خود مین خود نہین رہتا اور نہ کہین جاتا الا عشق جانتا ہے اور یہ سمجھنے کی بات ہے کہ آدم و عالم خلق ہے اور قدیم ہے اور قائم و دائم ہے اور نہ کہین سے آیا اور نہ کہین جائیگا واقعی کہ الباقی ہی ہو ہو ہوا فہم من فہم کما قال اللہ تعالیٰ فی انفسکم افلا تبصرون اور حدیث شریف ہے انا فی الحلۃ واحلۃ اور اسباب کو خوب غور اور لحاظ کرو کہ جو اس کائنات کے اندر اور باہر ہے وہ سب اسیکی ذات ہی اسکی کنہ اور ماہیت دریافت ہونا بہت دشوار ہے اگر طالب کا قلب لائق اور رسیدہ ہے تو وہ اپنی عقل اور ذکاوت سے تخم عشق وحدت کا جماکر کثرت کی حقیقت کو بخوبی سمجھ لیگا ورنہ تربیت نا اہل جمعی کو چیا گینا اور گنبد مدور کے قرار نہ پاویگا ایک ... تک اسیر بازی کرنا پھر کو اپنی اوقات ضائع کرتا ہے اور خلاصہ یہ کہ ہر شیٔ جاندار ہے چنانچہ جان ہر جاندار کی بروح القدس سے ہے اور قدس اسم حضرت عشق کا ہے و بس۔ **تعریف فات قسمت عشق بیان** **قلب آن حضرت** شرف الملۃ والدین احمد منیری رحمۃ اللہ علیہ والد پانہ **تحقیق فرمایا**

عاقلان را شرح کیفیت آمد است — بیدلان را عشق کیفیت آمد است

از دم ... که ... ان — ... شاں ... شراز ... مستر ... ان

اندر ... و ... کو ... دل ... را — تو شد گویا ... منزل ...

شرح وا دون حال عاشق یا دوالے — از عبارت ... خوا ... لان

بر بند زبان که عاشقان ... — در عشق نمی ... گوش ...

... آری ... — می ... خرقه ...

حضرت قاضی حمیدالدین احمد ... رحمة الله علیه در عشق فرموده اند

کجائی تو اے عشق عاجز نواز — کجائی تو اے محرم ...

کجائی تو دمساز سوز و گداز — کجائی تو همراه ... و نیاز

کجائی که از دوریت مرده ام — کجائی که بے تو دل افسرده ام

کجائی بیا ورنه دلم می طپد — بدل خار خار عجیبی می خلد

کجائی که بے تو ندارم قرار — کجائی که بے تو ... شبا هم قرار

بود عشق سرمایه زندگی — به عشق است پاینده زیبندگی

بود عشق دین عشق ایمان من — بود ثابت عشق ... شان من

بود عشق پیغمبر رهنمای — بود عشق رهبر مرا تا خدای

بود عشق آئینه صیقل غبار — نماینده چهره ... یار

بود عشق زنجیر وارسته ها — کمند عشق تدبیر دل خسته ها

ز عشق آدمی رتبه و قدر یافت — ... برصد ریافت

ز عشق است افروخته جام مرد — ز عشق است ... دل اهل درد

زعشق است [illegible] بلبل بباغ — زعشق است گل را عطر دماغ

بہر دل کہ زد خیمہ سلطان عشق — بود بر درش عقل دربان عشق

زعشق است شیر درندے بہم — زعشق است محکم بناے ہمہ

زعشق است بینائی ذی خوش کلام — زعشق است در بزم دستان نظام

اور حضرت شاہ شرف الدین احمد بو علی قلندر رحمت اللہ علیہ یون ارشاد کرتے ہین

عشق کو بے پا و پر طیران کند — عشق کو در لامکان جولان کند

عشق کو تا تاج سلطانی نہند — عشق کو ملک سلیمان میدہد

عشق کو تا عقل را زایل کند — عشق کو تا عقل را حاصل کند

عشق کو تا جام مدہوشی دہد — عشق باید تا فراموشی دہد

عشق باید تا دہد جام شراب — عشق سازد ساغر مے آفتاب

ہیچ میدانی کہ اصل عشق چیست — عشق را از حسن جانان زندگیست

عشق کو تا چشم را بینا کند — عشق کو تا سینہ پر سودا کند

حسن جانان چون نظر در خویش کرد — گشت شیدا عشق سادہ پیش کرد

عشق چون چون در معراج حسن — بر سر عاشق نہد صد تاج حسن

عاشق و معشوق گشتند ہر دو یک — ہم توئی معشوق عاشق نیست شک

ای کہ گشتی واقف از اسرار عشق — نہ قدم مردانہ اندر کار عشق

اور جناب پیران پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی غوث صمدانی محبوب سبحانی یہ فرماتے ہین

عشقا بہ براے کہ مغز گردان خود وی — با شیر دلان چہ دستبہا کردی

اکنون کہ بیار [illegible] نبرد آوردی — ہر حیلہ کہ داری بکنی نامردی

اور مولانا مولوی جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ یہ ابیات فرماتے ہیں

شاد باش ای عشق خوش سودای ما / ای طبیب جملہ علتہای ما
ای دوای نخوت و ناموس ما / ای تو افلاطون و جالینوس ما
عشق آن شعلہ است کو چون بر فروخت / ہرچہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
در نگنجد عشق در گفت و شنید / عشق دریاییست قعرش ناپدید
شرح عشق از من بگویم بر دوام / صد قیامت بگذرد وان ناتمام
عاشقی پیداست از زاری دل / نیست بیماری چو بیماری دل
ملت عشق از ہمہ دینہا جدا است / عاشقان را مذہب و ملت خدا است

اور حضرت شاہ مینا قدس سرہ العزیز یہ بیت فرماتے ہیں

تو ای دل سر نمی بازی کجا پا می نہی بازا / دلا این کوچہ عشق است نباشد ہا ہا

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یون فرماتے ہین - ابیات -

دلی فارغ ز درد عشق دل نیست / تنی بی درد دل جز آب و گل نیست
ز عالم روی آور در غم عشق / کہ باشد عالمی خوش عالم عشق
فلک سرگشتہ از سودای عشق است / جہان پر فتنہ از غوغای عشق است
اسیر عشق شو کاندیشہ اینست / ہمہ صاحبدلان را پیشہ اینست
اسیر عشق شو کازاد باشی / غمش بر سینہ نہ تا شاد باشی

حضرت امیر خسرو علیہ الرحمن فرماتے ہین

عشق را نازم کہ یوسف را ببازار آورد / ہمچو صنعانی ہزاران زاہدان زنار آورد

محققان سالکین نے درجات عشق کو ایک دوسرے سے تعبیر [illegible] فرق [illegible] بالجملہ اٹھا

در جو حضرت عشق کے ساتھ ابتدا انتہا ہونے کی آغاز سے اور انجام تک کی تکمیل پایا ہے یون
ایک دو سے پیچھے کم و زیادہ ہوتے ہیں ابتدا شوق - ارادت - موافقت - میل - موانست
مودت - طلب - ہوا - ولع - خلت - صبا - محبت - شفقت - ہیم - ولہ - اعزام
ذوق - انتہا عشق - واضح ہو کہ لفظ عشق تین حرف سے مرکب ہے عین عبارت ہے
نفی عقل سے یعنے دفتر عقل جل جاتا ہے اور شین عبارت ہے شرک و دوئی اور شرم سے
یعنے شرک و شرم دونونکو محو کر دیتا ہے دلسے اور قاف عبارت ہے نفی قلب سے
یعنے جبکہ عشق پیدا ہوا وہ سب نفی ہو جاتا ہے اسطور پر کہ سلب ہونا عقل کا اور شرک و شرم
گریز کر جاتی ہیں اور دل سب علاقون سے جدا ہو کر فرسودہ و بیکار بن جاتا ہے اسوقت
طالب کو مطلوب ملتا ہے یار جانی دوست روحانی ایک جان دو قالب ہوتا ہے
کہ یہ ایک کیفیت خاص وجدانی ہے کہ جسکی صراحت الفاظ بیانیہ سے دشوار ہے
بلکہ ممکن نہیں بالغرض عشق کی چھ منزل ہین منزل اول شریعت اسمین سماعت کرنا صفت
جمال وکمال محبوب کا ساتھ شوق و ارادت و موافقت کے منزل دوسری طریقت
طلب کرنا محبوب کا ساتھ میل و موانست و مودت و طلب کے اور منزل تیسری
حقیقت یعنے رہنا اسکے ساتھ ہوا و ولع و خلت و صبا کے اور منزل چوتھی معرفت
یعنے محو کرنا دونو کو ساتھ چلنے طرف اُس مطلوب کے ساتھ مدد رفقہ محبت و شفقت و ہیم و ولہ کے
کی پانچوین منزل وحدت یعنے وجود فانی اپنے کو توڑنا ظاہر مین ساتھ اعزام اور ذوق
اور چھٹی منزل اخیر ہے یہ کہ عالم حیرت مین وحدت کو موجود رکھنا ساتھ عشق کامل کے
... اسی مین مصروف اور مست رہتے باطن مین اور جبکہ طالب باطن مین مست ہے
تو کوشش ... ہے ... ضرور نہین کہ وہ از خود ظاہر ہو جاتا ہے اور فنا ہو جاتا

تفصیل منازل عشق کہ ابتدا و انتہا اور انکا کیا نام

اب اس مقام پر حضرت خواجہ شمس الحق تبریزی فرماتے ہیں

دلم کز بادہ خمار شد مست
تنم از صحبت دلدار شد مست

نہ من تنہا درین میخانہ مستم
ازین می ہمچو من بسیار شد مست

بمیخانہ گذر کردم چہ دیدم
خطیب و قاضی ہوشیار شد مست

گلستان ارم را سیر کردم
چہ دیدم سر بسر گلزار شد مست

ازین می جرعہ پاکان چشیدند
جنید و شبلی و عطار شد مست

ازین می جرعہ دادند بہ منصور
انا الحق میزد و بر دار شد مست

بروی پاک دین شمس تبریز
کہ ملا بر سر بازار شد مست

سمجھ دیکھئے بادہ شراب باطن ہے کہ حضرت غازی الدین احمد شاہ رحمت اللہ علیہ

ابھی جس شراب عشق کی تعریف میں یہ ابیات مثنوی فرماتے ہیں

بنام شراب سخن آفرین
کند ہر زبان و دہان آفرین

سخن یابد از نشہ اش رتبہ
مرتب بنامش کند خطبہ

سخن را بکرسی دل او نشاند
کہ در کار دل ہیچ مشکل نماند

فروزندہ آتش سینہ ہا
ز سینہ برآرندہ کینہ ہا

مروت نگاہ محبت آلہ
بجان غیر دشمن بدل یار خواہ

نشانندہ نقش الفت بدل
نمانندہ جوہر آب و گل

نگارندہ لعبت بے غمی
کشایندہ پردہ محرمی

بدل جای ساز تمنای وصل
بروز آور شام شبہای وصل

بکلفت گریزد تعلق گزین
برافشاندہ دستی ز دنیا و دین

زبس صاف دلتش بود لاے تو | توان دید در وے چو آئینہ رو
نظر کن در آئینہ روی گل | بیاور درشید ا صبےتا زبوی گل
بسوز و نگرمی دل سرد را | دہد باہم الفت دل و درد را
بدل جاے ساز تمناے دل | بزور آوری خود تمناے دل
شود رنگ رخسار از جلوہ گر | اثرہا کند در دل بے اثر
نمایندہ طرز خوش مشربی | نشانندہ نقش بے مطلبی
باو اقتضے طبع غمناک را | نظرہا باو چشم نمناک را
ازان می کہ رنگینی لعل ازوست | مرکب چو گل جنبش از رنگ و بوست
ازان می کہ نامش آید بگوش | رباید زما جوہر عقل و ہوش
ازان می کہ تابش آفتاب | کہ از سیان من واد حجاب
ازان می کہ در سینہ ما جا گرفت | دل از بے غمی را و ... گرفت
ازان می کہ در جام خوش مشربی | تواند بزور آورد بیکسی

اور باور کرو کہ جو دریاے عشق کے شناور ہیں عشاق شتاق و ہی ہیں کہ جو دو ریاضتوں سے بھاگے اور صحبت خلق سے حذر کرتے اور کام انکا سواے اشتیاق اور درد کے اور ذکر و فکر کچھ دوسرا نہیں ہوتا ـ لا اعلم ریاے ـ

بار اندوہ در دو خوان می باید | صاحب دردی و سوختہ جانی می باید
نشناید سے حافظ قرآن باید | آتش زدہ سوختگان می باید

اور لا تنک وہ لوگ و صل حق ہوتے ہیں اور وہ پاکی نفس اور صفائی کرنے قلب ... دینے روح پر شب و روز مصروف رہتے ہیں یہ ہے کہ مردان ...

وہی ہیں اہل دنیا کو انکی بہشت ناخوش [illegible]

چالاکسا [illegible] چنانچہ [illegible] | [illegible]

اور تحقیق اور درست اور صحیح کسیکا قول ہی [illegible]

مردان خدا خدا نباشند | لیکن ز خدا جدا [illegible]

اور دوسرے وہ لوگ بوالہوس کہ تعلقات دنیا سے خوگر [illegible]
شہوات ہر آئینہ کے [illegible] اور ذات سے کچھ [illegible]
پہ انکو دیکھکر ارادہ کرتے ہیں کہ ہم بھی عاشق اللہ [illegible]
توبہ توبہ - جلوہ نمائی عشق - کہ یہ [illegible] اور [illegible]
کچھ نہیں کچھ گرچہ منصب تو انکا صحیح ہے حضرت مولانا [illegible]

ادعی العشق وحالاتہ	[illegible]
ما نظر العین الی غیر کم	اقسم باللہ [illegible]

مگر کس کس ڈھنگ اور رنگ پر طالب کو لاتا ہے اور کیا کیا [illegible]
کرتا اور تماشہ محبت بناتا ہے مگر شوق ایسا بڑھاتا ہے تا آنکہ مغلوب [illegible]
واہ اسکی عجب جلوہ گری ہے ایک رنگ نہیں ہزار رنگ ہیں عقل [illegible]
کرتا حال ہے کہ اسکی البیلی چال ہے لیکن اسکی راہ میں بجز عشق کے دوسرا [illegible]
نہیں مجبوری اور بیکسی اور لاچاری اسکے پاس یہی ہمدم یہی مونس یہی شفیق یہی [illegible]
مگر جبکہ طالب کو کچھ حسن محبوب سے ایک طرح کا ولولہ دل میں پیدا ہوجاتا ہے [illegible]
حال اسکا ہوتا ہے چنانچہ یہ مسدس ترجیع بند غالی دہلوی کا تمامہ حال اسکے ہے

چکنم کہ فتادست [illegible] دل مرغ چوگل [illegible]	[illegible] گرم چو ز دست [illegible]

بکرشمه عربده سنج نگاه بکجان چو حور و به حسن پری | بادای چو سرو روان چمن بخرامش جلوه کبک دری

بر لبو دلم بت زهره جبین اُتلا له وجه کالقمری
موری نینوں سے نینان ملا سکھی من موہ لیا مورا شام ہری

همه روز همی حلقه آه و فغان که بگوش فلک همی فگنم | همه شب همی بگریه شور فزا که عمارت دل همی شکنم
الهی شورش ناله و گریه کنم که همی چاک بدامن سینه زنم | نه شکیب نه صبر درون دلم نه قرار نه تاب و توان تنم

بر لبو دلم بت زهره جبین اُتلا له وجه کالقمری
موری نینوں سے نینان ملا سکھی من موہ لیا مورا شام ہری

چه علاج کنم کجا بروم بچه طور کنم غم خویش بیان | نه حواس بجا و نه هوش بجا نه خرد بسرم نه توان بزبان
نه قرار بسینه نه صبر بدل نه توان بتنم نه شکیب بجان | همه شام بناله همی گذرد همه روز بگریه و آه و فغان

بر لبو دلم بت زهره جبین اُتلا له وجه کالقمری
موری نینوں سے نینان ملا سکھی من موہ لیا مورا شام ہری

شنمت که واعظ هرزه سرا ز نصیحت و پند دوا | کند از دم صحبت عشق جدا سوی کار جهان [illegible]
تنم از غم و درد فراق تبی شده قید کمند عنا و بلا | نه رفیق کسی نه انیس کسی همه وقت بناله شور فزا

بر لبو دلم بت زهره جبین اُتلا له وجه کالقمری
موری نینوں سے نینان ملا سکھی من موہ لیا موری شام ہری

بادای که گذشت می محلش بنگاه که سرمه چشم ملک | چو خدنگ ز شست رها بشود گذرد بهماندم ز ره فلک
بجمال که روشنی از و شده بس همه چشم جهان ز سما بچه | بغمزه نگاه و تغافل خرد بجا و بسترم نه باده ترک

بر لبو دلم بت زهره جبین اُتلا له وجه کالقمری
موری نینوں سے نینان ملا سکھی من موہ لیا مورا شام ہری

گہے جامہ بدست جنون بدرم گہی بیدل مضطر در بدرم
گہے ننگ نشتہ رسوائی شدہ پارہ کہن ہمہ مغز سرم

گہے گریہ کنم گہے شور کنم گہے نالہ کنم گہے نوحہ گرم
گہے تیغ ہموم و الم بنہان شدہ تا بجگر ہمہ سینہ درم

بربود دلم بت زہرہ جبین اتلالہ وجہ کالقمری
موری نینونسے نینان ملاکے سکھی من موہ لیا مورا شام ہری

ز سیر گلستہ نشاط و طرب ز باغ جہان گل ہمین شگفند
بفصل نشاط ہمی شگفند چہ ہموسم خشک چمن شگفند

چو شگوفہ فسردہ طبیعت من چہ اگر ز ہوائی چمن شگفند
ہمہ داغ ز دیدن گل چمن بخدا کہ چو لالہ بتن شگفند

بربود دلم بت زہرہ جبین اتلالہ وجہ کالقمری
موری نینونسے نینان ملاکے سکھی من موہ لیا مورا شام ہری

نشئی مست تکبر ناز و ادا بجمال فگندہ نقاب حیا
چہ نہ سر شدہ رنج و ہموم و الم ز کرشمہ عربدہ بر سر ما

لبقدی چو صنوبر جلوہ نما برخیکہ زماہ فزون بصفا
ز شکیب و ز صبر و ز تاب و توان نبود بہ ہزار دریغ جدا

بربود دلم بت زہرہ جبین اتلالہ وجہ کالقمری
موری نینونسے نینان ملاکے سکھی من موہ لیا مورا شام ہری

نہ حبیب مرا نہ انیس مرا نہ جلیس مرا نہ حریف مرا
ز فرقتی کاہش رنج و الم شدہ کہ ہمہ جسم ضعیف مرا

نہ شفیق مرا نہ رفیق مرا بجز این تن زار نحیف مرا
ہمہ عیش و نشاط ز فرط فغان شدہ است منغص لطیف مرا

بربود دلم بت زہرہ جبین اتلالہ وجہ کالقمری
موری نینونسے نینان ملاکے سکھی من موہ لیا مورا شام ہری

اور جبکہ طالب کو کچھ کسب کرتے کرتے فی الجملہ ڈھنگ اس رنگ کا ہاتھ آجاتا ہے تو اسطرح سے اپنے کو سنبھال کر عشق کو اپنی طرف بلاتا ہے چنانچہ اس موقع پر حضرت غازی الدین احمد شاہ نجمی یہ مثنوی فرماتے ہین۔ مثنوی

بهاراست ای ساقی خوش کلام — چو ساقی توئی می نباشد حرام
بهاراست ایساقی باده نوش — بهاراست ایساقی گل فروش
بهاراست ایساقی خوب رو — بهاراست ایساقی مشکبو
بهاراست ایساقی گلبدن — بهاراست ای آفت هوش من
بهاراست ایساقی شیرین سخن — بهاراست ای راحت جان و تن
بهاراست ایساقی گرم خوے — بهاراست ایساقی رنگ و بوے
بهاراست ایساقی مهربان — بهاراست ای دشمن خانمان
بهاراست ایساقی کام بخش — بهاراست ایساقی جام بخش
بهاراست ایساقی مست ناز — بهاراست ایساقی چاره ساز
بهاراست ایساقی گلعذار — درین فصل ساقی بهشتی هزار
بهاراست ایساقی گل قبا — بیا و بیا و بیا و بیا
بیا ساقی گل جبین کسے — بیا ساقی نازنین کسے
بیا ساقی عشوه ساز کسے — بیا ساقی مست ناز کسے
بیا ساقی آشناے کسے — بیا ساقی دلربائے کسے
خدارا دگر انتظارم مده — دگر درد سر از خمارم مده
می لاله گون ریز در جام گل — که فصل بهاراست و ایام گل
ازان می که آن عشوه سازی کند — بمعشوق هم بے نیازی کند
بمن ده که از غم بجان آمدم — ندانم چرا در جهان آمدم
غزالی چو مسرایم بعشق کسے — که چون من گرفتار دارد بسے

آتش عشقش از تماشای او — دل ما ست و تمنای تماشای او

بس نازکی غنچہ خواہش دہن — شناگر غنچہ گفتن پاے او

ز شور جنون سر بصحرا زند — فتنہ در سر ہر کہ سوداے او

نگہ را بحیرت کند آشنا — برد دل ز آئینہ سیماے او

قسم میخورد سرو با فاختہ — برعنائی و قد و بالاے او

کند سورہ یوسف از یاد خویش — دل از مصحف روی زیباے او

رہائی ندارد ز چنگش دلے — بنازم بہ مژگان گیراے او

بہ بلبل رسیدہ است حرف لبت — بگوش گل افتادہ غوغاے او

بہار نفس آہ پیچیدہ در دہ — بیاد دل آمد اداہاے او

بیاد لب یار غازی نگر — شد از شہد شیرین سخنہاے او

اور تصور کرو کہ حضرت عشق کے کوچہ کی سیر مین عجب حال ہوتا ہے اس بینوائی مین کہ کیا رسوائی ہے نہ دل کا ٹھکانا ہے نہ راز کا چھپانا ہے وہ جوش دریا آپسے آپ ابلتا ہے اور نغمات سے نہین بہلتا ہے جب حضرت عشق شور فرماتے ہین عقل و ہوش خود بخود گوشہ گیر ہو جاتے ہین راہ کے تنکے چبواتے ہین غول لڑکوں کے پتھر کنکر پاتے آتے ہین اہل دنیا اسکا تماشا دیکھتے ہین حال ذلت سے اسکے آنکھین سینکتے ہین جس وقت اسکی شہرت ہوتی ہے لوگ جاگتے ہین سوتے جاگتے ہین حال خراب اسکا دیکھکر کوئی تفریق کرتا ہے تقدیر پر اسکی الزام دھرتا ہے ہان کوئی بنظر حق نہین دیکھتا آنکھ دانستہ چھپا گیا اور رسوا اور کون کس ذوق شوق مبتلا ہے کوئی نہ سمجھا کہ یہی فضل خدا ہے اس تقریب پر چند ابیات حضرت شرف الملۃ والدین احمد رحمۃ اللہ علیہ منیری کے سن لینا چاہیے

جهان از عشق چیست دیگر زرق بازی
نباشد آدم چیست جز عشق لیس
عشق سلطان است در هر دو جهان
خدا بود عاشق بخواست گدا
وجودی ندارد کسی جز خدا
تا شناسد خود را بخود می شود
آنکس که زعشق پاریک قوی شود
در عالم عقل پای [illegible] نیستی
این سخن گر عاقلی گوید خطا است
هرکه او شوریده چون دریا بود
چون بگستاخی رود زایشان سخن
خیر و شر غلبه نه آنجا میرود
چون زند دیوانه زان شیوه لاف
تو زبان از شکوه او دور دار
تا بجرم دیوانه را گرچه خطا است
هرچه از دیوانه آید در وجود
پیش آنکس که عشق رهبر اوست
کفر و دین عقل ناتمام بود
عشق با سر بریده گوید راند

جهان [illegible] عاشق [illegible]
جهان [illegible] عشق و معشوق بود
پیدا و نهان [illegible] عشق چون عشق بود
[illegible] مستی
نیست [illegible] و عاشق بی پا است
[illegible] از [illegible] بود
[illegible] دیوانه با [illegible] مکن
گفته دیوانه [illegible] میرود
تو ز سر کوری مکن [illegible] مصاف
عاشق دیوانه را معذور دان
هرچه بگوید بگستاخی روا است
عفو فرما آنچه از دیوانه رفت
کفر و دین هر دو پرده بر در اوست
عشق با کفر و دین کدام بود
زانکه دانند که سر بود غوغا نه

گہ ز ضرب و حرب و راحت می رسد
لیک اگر دل پا نشد ہوشیار
گر زبان گردد زر گاہی سا نہا
مستی گر نگوید رفع تشنگی
گفتگوی اگر بہ حالت گشت

رباعی

آنکس کہ دلش بہ تحریم اسرار نیا شد
در دیر بود [illegible]
[illegible] در دل [illegible]
دیدی کہ بہ شکر عشق [illegible]

گہ ز مرہم تیز و راحت می رسد
ہیچکس را با تو نبود کار زار
ہم زبان رد داد شرح آن حالہا
[illegible] در شریعت وا بود
[illegible] از خطا شد بود
[illegible] در دو جہان کار نیا شد
[illegible] بادہ و زنار نہ باشد
[illegible] درین رہ کی شکیبت
حلاج گفت و رفت بر دار

یہ پند واسطے رہنمائی اُس طالب کے ہے کہ جسکی طبیعت مستقل نہ ہو یعنی طالب جب علما زواہر کے پاس جاکر باتیں سنتا ہے تو دل اُسکا اُسطرف رغبت کرتا ہے اور جب صوفیوں باطن کی طرف مائل ہوکر باتیں سنتا ہے تو اُسطرف کو شوق اپنا بڑھاتا ہے غرض کسیطرف کو دل ٹھکانے نہیں رکھتا بہکا پھرتا ہے یہ بہت بڑا سخت عیب ہے اور پیر کو ایسے مرید کا بار عظیم اٹھانا پڑتا ہوتا ہے درحقیقت کہ جس طالب کا دل ظاہر اور باطن کے جھگڑے میں پڑکر پریشان اور افسردہ ہوجاتا ہے وہ نادیدہ کیا کرسکتا ہے کہ ایکطرف شرعی دُرّہ نظر پڑتا ہے دوسری طرف سے ترغیب باطنی کی پاؤں میں زنجیر ہے اور تیسرا شیطان واسطے تخریب طالب کے گلوگیر ہے ایسی حالتوں میں طالب گھبراکر استقلال کو چھوڑ دیتا ہے دل سے مشورہ کرتا ہے کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں اُسکو سب طرح مشکل کا سامنا

ہوتا ہے اور شیطان علیہ اللعنۃ تو روز ازل سے بنی آدم کے ساتھ عداوت کا طبقہ رکھتا ہے
اسی منظور رہتا ہے کہ لیبا ذخیرہ ثواب بہم پہنچانا کہ جسکے لیئے زندگی دنیا دی گئی ہے رکھو اللہ
چاہتا ہے وہ شخص بطفیل واسطہ مرشد کے بچا رہتا ہے پس انسان کو ضرور ہے کہ
اس جہان فانی سے گزر کے عالم جاودانی کو ساتھ خوشنودی اور اسباب بہتری کیا جاتا
آخرت میں لطف اٹھائے خیال کرو کہ جو بندگان دینی باطنی سالک گزرے ہیں انھوں نے
کیسے کیسے کسب سے اپنی اوقات کو مصروف کیا اور اپنے کو کیسا بنایا کہ باری تعالی کو پسند
آیا اور یہ بھی راست ہے کہ بدون اسکی ہدایت اور فضل کے کچھ نہیں ہوتا ہے معنا
اسکے کہ لا یتحرک ذرۃ الا باذن اللہ لیکن ظہور خیر و شر دونوں کا انکے
عمل پر ٹھیرا ہے مثلاً کوئی شخص ہاتھ پاؤں باندھکر اور منہ کو بند اور رستہ
بجینہ کر کے بیٹھ رہے تو کیونکر کسی امر کا ظہور ہوگا چاہیئے کہ عمل بہتر کرکے انجام کار
اسکا توکل علی اللہ ہے اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ زمین شور میں تخم بد ڈالے اور
امید ثمر نیک کے رکھے اگر ایسا کرے تو اسکو سودائی تمام کہتے ہیں اسکے نشانی
کو اگر بصراحت لکھوں تو ایک دفتر طول ہو جاوے اس سبب سے مختصر پر کفایت کی
اور ابیات مطلب خیز پند آمیز بزرگان سلف کہ جس سے لوازمات ضبط عبادت از
طالب کو معلوم ہوں وہ احادیث اساتذہ سے تسطیر کیے مناسب ہے کہ بغور نظر کرکے
طالب مطالب اسکے یاد کرکے مشغول ہو ورنہ جب یہ زمانہ حیات گزر جاویگا اور نقیب الموت
سامنے آئیگا پھر کچھ نہ ہوسکیگا نہایت پریشانی دامنگیر او بجز افسوس کے سوا اسوقت کوئی چارہ
نہ ہوگی اور جبکہ اسنے کوچ کیا تو اس منزل اقامت کو کوئی رہنما نہیں ہے کہ جو ساتھ دیکے
اور رہنمائی کرے اور ایام گزرے ہوئی زیست کی پھیر لا دے اسصورت میں لازم ہے خبردار ہوا

خبردار خواب غفلت سے ہوشیار لیل ونہار ہین بیدار رہے آیندہ طالب کی سمجھ کا اختیار ہے مرشد لاچار ہے مگر کان رلکر بات سنو اور سمجھو بوجھو کہ یہ قولات غور وتعمق کے ہین

ابیات اساتذہ

چشمت نگران و دل بخواب ست
در دست چہ شد اگر کتاب ست

اگر صاحبدلی در دل نظر کن
بچشم دل بروے دل نظر کن

بہ بین دل را چہ روے پاک دارد
نہ آن رو کان خمیر از خاک دارد

بیا بنشین بہ خلوت خانہ دل
مقام حق بود کاشانۂ دل

دل است آئینہ دار روی دلدار
کجا آید ز آب و گل چنین کار

دشمن ہمہ وقت در کمین است
غفلت نہ شعار دور بین است

گستاخ مکن تو نفس بد را
گوسالہ شیرست خود را

گر نفس بخواہد از تو گلقند
خاکش بدہی تو لقمۂ چند

تا ساقی عشق و جام جانست
این بادہ نصیب عاشقانست

خوش نشہ دارد انگبین مے
مستان دانند قدر این مے

این بادہ بجان خرد ستان
گر اہل دلی تو نیز بستان

ما جملہ مسافران این رہگذریم
تو ہی بخدا چہ سخت کوتہ نظریم

یاران ہمہ آمدند و رفتند ہنوز
ما ز آمد و رفت خویشتن بیخبریم

عارف حق شناس را باید
کہ بہر سو کہ دیدہ بکشاید

چشم دل را کار فرما سوی دوست
خویشتن را ہم ببین جز روی دوست

چند باشی در نقاب اعتبار
این صدف را بشکن و گوہر برآر

گر بخود بینی به بینی پوست را — ور نه خود بینی ببینی دوست را

در خلوت دل نشسته میکن سفری — شاید که فتد بشهر دل هم گذری

تو ای اگرت هوای جانان باشد — از دیدهٔ دل بروی دل کن نظری

قطرهٔ دریای دل جیحون بود — این پر از آب ست وآن از خون بود

تشنهٔ آب محبت خون خورد — آنکه آتش قوت باشد چون خورد

رباعی

ای بنده چو بندگی نکردی — از بندگیت که کار دارد

چون او نه دگر خدا نداری — او به زتو صد هزار دارد

سبحه در کف توبه بر لب دل پر از ذوق گناه — معصیت را خنده می آید ز استغفار ما

زبان در ذکر و دل در فکر خانه — چه حاصل زین نماز پنجگانه

چه شد گر مصحفم در پیش باشد — چو دل در فکر گاو میش باشد

یکدم بیاد ملک ذوالجلال — خوش بود از عمر صد و بست سال

مولوی گشتی و آگه نیستی — خود کجا و از کجا و کیستی

آدمیت مشکلست ای آدمی — چون بدین زور آوری با بیغمی

آدمیت لحم و شحم و پوست نیست — آدمیت جز رضای دوست نیست

آدمیت گر بقوت میشدی — گاو خر از آدمی بهتر بدی

سبزه خط گلستان عذار — خوش بود اما چو گل نا پایدار

چون قرار رنگ گل جاوید نیست — پس ترا زین بوستان امید چیست

گمان مبر که زر و سیم داده اند ترا — ودیعتیست که داری بدست روز چندی

چه شود گر نشوی غره به متاع کسی — چو موش بر سر دکان روستا خورسند

رو در ره یؤمنون بالغیب   برهان مطلب که میکنم عیب
این مدرسه نیست جای آواز   از سینه بسینه میرسد راز

ای شیخ مسافر ره حق بی مطلبی   تا چند نشسته بدرس عربی
دیوانهٔ ما به کنگرهٔ عرشش رسید   از راه کمند نالهٔ نیم شبی

صیاد فلک نهاده دام بر دوش   از بهر شکار ما کسان بیهوش
ای وای برین شعور و نادانی ما   او در پی ما و ما بخواب خرگوش

بر جمال او حجاب حیرت است   هر کسی مست شراب حیرت است
بیخبران تخم امل کاستند   آخر از آن کشت چه برداشتند
رخت عمل بند که تاجر شدی   آدمی و باز مسافر شدی
عشق انگر و پنبه زار هوش است   همراهی آن نه کار هر هوش است
عشق سوزان آتش و عاشق خسی است   عاشقی کردن نه کار هر کسی است

رباعی

عشق در هر دل که آتش بر فروخت   خاک کرد او در پس خود هم بسوخت
توئی بخیال آنکه عدلش خواهی   درواکه کنی نماز و بدلش خواهی
آن به که گنه کنی و در روز حساب   شرمنده روی به پیش فضلش خواهی
این بادهٔ جام اهل درد است   این بیشه مقام شیر مرد است
پروانهٔ عشق شمع جان داد   زنهار مگس نمیتوان داد
ای آنکه خوری وظیفه از خوان خدا   صد حیف که سرکشی بفرمان خدا
زین پیش چه بودی و چه هستی امروز   برباد مده حقوق و احسان خدا
حاصل نشد از وجود سودی   تا صبح چه شدی اگر نبودی

درین گرداب کار نا خدا نیست | امید ما بجز فضل خدا نیست
درین کشتی متاع دین و دنیا است | چو برگردد بساحل طالع ماست
ازان در بوستانم بلبلی نیست | که غیر از شاخ سرو انجا گلی نیست
بکار او نشاید وهم بد کرد | بدی را بایدم نسبت بخود کرد
ای لعل درون تودهٔ خاک | هم زهر خودی و هم تو تریاک
خود رهزن و خود همراه دینی | شیطان خودی چو نیک بینی
خود تیر خدنگی و نشانه | صیاد خودی درین زمانه
اگرچه در جهان صد یار داری | چه شد آخر بیک کس کار داری
طاعت که برای خلق کردی | بدنامی کهنه دلق کردی
حقا که معاصی و گناه کار | بهتر ز عبادت ریا کار
یک نکته بس است اگر شعور است | ورنه چو چراغ پیش کور است

قطعه

دی شب بچمن بخواب غفلت بودم | تا آنکه سحر شد و نگشتم هوشیار
ناگاه خروش بلبلان سحری | تا صبح چو بگوش من رسید از گلزار
برخاستم و بخود ملامت کردم | صد حیف که من بخواب و مرغان بیدار
زین دست شکسته بر نیاید کاری | یاران چه توان شدن مرا آخر کار
بیدم یادش نباشی یک نفس | بندهٔ خدمتگذارش باش و بس
این ظرف گلی هنوز خام است | دولت ز نصیب هر کدام است
این پردهٔ دودمان دو دست | این پرده کسی درد که مرد است
ای صائم دهر و قائم اللیل | یکدم به شراب هم بکن میل

آن باده که صاف از زلال است
آن می که بشرع هم حلال است

آن باده که بی خمار باشد
آن نشئه که پایدار باشد

آن که در دسر نه باید
آن می که بشر نظر گشاید

آن می که نباشد از عقاقیر
در شرع نه حد آن نه تعزیر

گر جرعهٔ آن بکام ریزی
در چشمه زکورست خیزی

یاری عالم نیاید هیچ کار
سعی کن در یاری پرور دگار

آن زمان چون ساز بانگ نی بود
دامن ما در بیابانت کی بود

تونگری نبود مال دیگران خوردن
نظر شان گدائی تونگران نه کنند

دی شب اندر بوستان نوبهار
در نشستم پاکیزه روئی در کنار

در چمن من بودم و دیدار او
فارغ از جور رقیب زشت خو

در چمن من بودم و دلدار بود
لیک نرگس بر سرم بیدار بود

گفتم ای نرگس خدارا چشم پوش
تا نه بینی عیب رندِ باده نوش

کی بیابی کنم بوس و کنار
چون تو باشی پیش من آئینه دار

گفت ای خجلت مگر دیوانهٔ
از شعار اهل دل بیگانهٔ

ما به گلشن جز تماشائی نیم
چون تو غوغائی هرجائی نیم

مشرب ما بسر خاموشی است
در طریق ما گنه سرگوشی است

در چمن هر نیک و بد را دیده ام
از که چشم خویشتن پوشیده ام

عیب گوئی گر شعار من بدی
هر خس این گلشنم دشمن بدی

گر چه چشم خویشتن واکرده ام
چون سخن چین نیستم در پرده ام

ای شیفتهٔ بهار گلزار جهان
غافل چو نشستهٔ ز اسرار جهان

از بحر زمانه موج سیلاب عدم
هر لحظه همی رسد بدیوار جهان

تا چون من هزاران بندگانند
مرا جز کوئے تو راه دگر نیست

آنرا که هوای وصل دلدار بود
او را بجز او دگر چه در کار بود

در بارگهے که جان و دل بار نیافت
آنجا چه مجال دلق و دستار بود

یارب من اگر بدم سراسر
از نیکی خویشتن تو مگذر

دنیا به نگاه چشم بینا نفسے
ناصح بخدا قسم که آن هم قفسے

هیهات که هر کسی برائے نفسے
هم در قفسے دکهم بدام هم هوسے

دل تو به نمیکند ز عصیان چکنم
پندم نشنید طفل نادان چه کنم

چشم کشا و بنگر احوال خویش
خواب گران اجل آید به پیش

روز تو در فکر طعام و شراب
شب همه در خواب رود چون حباب

بر سر ره خفتی و ابله شدی
قافله چون رفت تو گمره شدی

قافله رفت و تو بخوابی هنوز
بیخودی و مست شرابی هنوز

چند پند واسطے یکسوئی طالب کے ۔ واضح ہو جبکہ مرید کا دل پند و نصیحت سے قرار پاکر ایک سو ہوا تو اسکی یکسوئی کے پختہ کرنیکو ہدایت درکار ہوتی ہے کہ اسکو طالب سنکر پابند ہو جاتا ہے اور ساتھ استقلال کے مصروف ہو کر پھر دل کو اپنے دوسری طرف مخاطب نہیں کرتا خود اپنی فکر سے آپنا الجھا سلجھا کرتا ہے بعد ہذا دولت چندروز کے کوئی اٹک جھٹک باقی نہیں رہتی انجام کار کو پہنچ جاتا ہے اس مقام پر حضرت شرف الملتہ والدین احمد رحمت اللہ علیہ منیری فرماتے ہیں بگوش دل بشنو

ابیات

ترا با علم دین یک ذره کردار — بسی بهتر که علم دین بخروار
نیست دنیا بد اگر کارش کنی — بد شود گر عزم دنیا رسی کنی
از قناعت نیست ملکی بیشتر — هیچکس را در جهان بهره بد
نفس قانع گر گدایی میکند — در حقیقت پادشاهی میکند
هر که در راه قناعت مرد شد — ملک دنیا بر دل او سرد شد
عمر روز پنج شش می بگذرد — خواه خوش خواه ناخوش می بگذرد
این قدر تو صبر کن آسان بود — ناخوش و خوش ترا یکسان بود
سرد و گرم زمانه ناخورده — ترسی بر در سرا پرده
خاک عالم جمع کن چون خاک بیز — بر سر دنیا و مردم خوار ریز
ترک صورت گیر چون عنقا صفت — تا بتابد آفتاب معرفت
کار عالم جز طلسمی هیچ نیست — گنج یابی در خرابی هیچ نیست
تا صفاتت با تو خواهد بود جمع — تو نه خواهی بود جلوه سوزی چو شمع
لیک جد و جهد می باید ترا — تا درین گنج نظر آید ترا
تو چه دانی ز آفرینش حق — چه شناسی بیان و بینش حق
ذره درد خدا در دل ترا — بهتر از هر دو جهان حاصل ترا
نوش کن هرچه زهر او باشد — زشت و نیکو همه نکو باشد
چون نه داری درد درمان کی رسد — چون نه تو بنده فرمان کی رسد
درد پیش آری تو درمان باشدت — جان دهی امید جانان باشدت

دست از عزلت [illegible] مدار
چون نمی آئی بسر از خویش تو
تا نباشد این چنین [illegible] ترا
ره روان رفتند و تو [illegible] مانده
تا ز درد خود نگردد [illegible] خسته
هر که او از درد دنیا پا گشت
تا تو با خویشی [illegible] بینی همه
چون همیشه یاد تو مولی بود
هرچه در دنیا خیالت آن بود
ای شده از شناس خود عاجز
در دو عالم تو گر نبود باشی
از درون خود در آئی یک دمی
یا ز کبا [illegible] که در پیش آمده
تو چنین محجوب از خود مانده
تو چند [illegible] کار آب و خاک است
تا کی نفس از گمان بر آری
تا بهشت و دوزخت [illegible] بود
چون ازین هر دو برون آئی تمام
لیک خود چون [illegible] نبود ترا

گر قبولت کرد هرگز غم مدار
چون توانی شد خدا اندیش تو
تنگ باشد خواندن دست ترا
تا لب [illegible] سر زن که بر در مانده
کی کند آتش ترا افسرده ختم
از مطلق گشت اگرچه خاک گشت
چون شوی فانی احد بینی همه
همچو مجنونت همه لیلی بود
تا ابد راه وصالت آن بود
کی شناسی خدای را هرگز
عارف کردگار چون باشی
حیرت جانسوز بینی عالمی
هر نفس در محو خود پیش آمده
تا ابد محجوب از خود مانده
آن درد دل صاف جان پاک است
ایمانت تو دل نه داده
جان تو زین راز کی آگه بود
صبح این دولت تو در یابی ز شام
در حقیقت این نظر نبود ترا

گر شود این درد دامنگیر تو … پس بود این درد هم پیر تو

تا نیاید درد این کار است پیچ … تشنه این درد [illegible] سرکشید

بود کارے کہ این کار خداست … ز علم دین ترا حرفے تمام است

خواجه پیر کو راست تا شد پس بصیر … هر چه خواهی برد خواهد گشت گیر

زانکه هر چیزیکه سودای تو است … جان بدادی [illegible] گشته

گر شدی پیش و پس چه کردی … این که ره تو برد که مردی

با این همه چند خویش را بنمائی … توفیق چو هست کار فرمائی

که نداند ز کار سازی او … که نترسد ز بے نیازی او

هیچ دل را نکند او ره نیست … جان و عقل از کمال آگه نیست

کس چه داند چه حکمت سیر و … هر وجودی را چه قسمت سیر و

دل و عقل از جلال او خیره … تن و جان از کمال او خیره

گر در آید یک نسیم از سوی او … پای کوبان جان و هم در کوی او

ناکسان را بلطف خود کس کرد … شاکری ز بندگان بس کرد

ای ز چشم و جان نهان دیدار او … گم شده عقل و خرد در کار او

شهر و وطن از نشان بیرون است … بر هر چه مثل زنی از آن بیرون است

این را نه شنه از بیان بیرون است … یعنی که خدا از دو جهان بیرون است

چون شمع محبتش بس افروخته شد … پروانه نفس تو در سوخته شد

بشکن قفس وجود را باک مدار … مرغی که رمیده بود آموخته شد

مخفی نہ رہے کہ اس مذہب صوفیہ مین جو کچھ ہے عشق کی رہبری سے بخیال پختہ پس

اور اُسی سے طالب بارادت تمام مستقل ہوکر اپنے مقصد سے فائز ہوجاتا ہے چاہیئے
پیر کی ارشاد سے ذرا بھی تفارق و تفاوت نکرے جو کچھ پیر کہے اُسی بالتصدیق الیقین
جانے مذکور ہے کہ ایک مرید نے پیر سے سوال کیا کہ اللہ جل شانہ کی صورت کیسی ہے
جواب دیا کہ جیسی صورت محمدؐ کی پھر عرض کیا کہ محمدؐ کی صورت کیسی ہے پیر نے کہا کہ جیسی
شکل علیؑ کی پھر عرض کیا کہ صورت علیؑ کی کیسی ہے کہا کہ جیسی صورت تیری سید الطائفہ کی
پھر عرض کیا کہ سید الطائفہ کی صورت کیسی ہے کہا کہ جیسی صورت تیرے پیر کی پھر عرض کیا
کہ صورت میرے پیر کی کیسی ہے کہا کہ جیسی صورت تیری پھر عرض کیا کہ صورت میری
کیسی ہے کہا کہ جیسے صورت اللہ تعالی کی ذرا بھی فرق نہین بعینہ تو ہی ہے حسن قصہ
کہ قالب آدم کا تیار ہوگیا تھا مگر گردن اور سر نہین بنا تھا اللہ تعالے نے جیم سے فرمایا کہ
سر اور گردن اسطرح کی بنا اسطرح کو جیم نہ سمجھا تین بار تکرار کی ارشاد ہوا اللہ کا فلانی
طرف تو جا وہان حوض پر اندا آب ہے اُسمین دیکھ یہ سنکر جیم فوراً اُس سمت کو روانہ ہوا
اور وہان پہونچکر اُس حوض مین دیکھا کہ پانی اُسمین جھلک رہا ہے اُسکے سطح آب پہ
جو غور کیا تو یہی نقشہ آدم کا جا بجے نظر آیا وہ وہان سے پلٹ کر حاضر بارگاہ باریتعالی کے
ہوا اور موافق اُسی چہرہ اور گردن کے جو دیکھ آیا تھا بنا کر قالب مین جوڑ دیا کہ وہ جوڑ
ہنوز موجود ہے ای بشر بیخبر تجھکو کیون شک ہے جو کچھ ہے یہی خود ہے مگر تصدیق اُسکی
خود فانی ہونے پر ہے زبان کو بند کر دیدۂ دل کو کھول پھر مشاہدہ کر بس اُس طالب نے
پیر سے یہ سنکر قبول کیا اور مصروف بکار خود ہوا چند روز مین مشاہدہ مطلوب ہونی لگا
تو اس بحث سے صاف واضح ہوا کہ وہ شکل حوض مین دوسری کی نہین تھی اسکی کہ وہ شکل
حق کی تھی اب واجب ہوگیا کہ مرید پیر ہی پیر کی تولا و تبرا نسبت سے اختیار کرے تاکہ

فیض سے محروم نہیں ہے۔ تعریف میخانہ آرائی حال قال اور جوش خروش میکدہ گلستانِ خانہ پیر میں نشہ شراب عشق کے بشوق دیدۂ مطلوب حضرت غازی الدین احمد شاہ نجمی رحمۃ اللہ علیہ یہ مثنوی فرماتے ہیں

جهان را ز میخانه باشد ثبات	بود باده سرجوش آب حیات
بنازم به فیاضی ساغرے	که افتاده هر گوشه صاحب دلے
ز فیض زمینش دمد گل بباغ	درو عطر پرور شود هر دماغ
درو بام از فیض آباده	بهر گوشه اش فیض افتاده
لبالب خم و ری از لعل ناب	شرابی درو رهزن شیخ و شاب
دل افسرده در وے نیابی کسے	نبینی درو بے گلابی کسے
نباشد ز میخانه به خانه	که جنت کند دل به پیمانه
بزرگی درین خانه خم را سزد	که فیض درونش به عالم رسد
می از خم بریزد کسے در سبو	که شد سرخوشش بر پاے او
خرابات را تا که آباد کرد	که دل را ز بند غم آزاد کرد
خراب خرابات دارم دلے	خرابم خرابم خرابم بلے
بباده سرخوش بپای خم	شده مست لایعقل از لای خم
مرا مهر این پیر دیوانه کرد	گریزانه از خویش و بیگانه کرد
شکست است پایم چو در پاے خم	مرا مومیائی ده از لاے خم
درانجا کنم صرف باقی عمر	کنم عیش باقی بباقی عمر
خرابات آباد باشد مدام	بحق مریدانت اے پیر جام

وله ساخته [illegible]

مستی بزم که ساقی بود
می و نغمه با هم ملاقی بود

از [illegible] پیمانه [illegible] دور روح
کجا حسن الحان رود [illegible] فتوح

می نغمه [illegible] باهم
گشاده از دل خستگان پیچ غم

می و نغمه با هم [illegible] اختلاط
تا آرایش بزم عیش و نشاط

شده [illegible] این دو بلا
دل اهل دل با بلا مبتلا

می و نغمه یکجا شده جلوه گر
چه حالت [illegible]

به جلوه گری ساقی می بدست
خرامان خرامان چو طاوس مست

[illegible] نگاه
به پیچ سخنگو شدی عذرخواه

ز کیفیت چشم او هر که بود
به محراب ابرو شدی در سجود

[illegible] نغمه ساز کن
فراموش دل از ساز آواز کن

خم [illegible] دل از نغمه آمد بجوش
نوای تو اکنون برد عقل و هوش

بمستان مشو پیش ازین در ستیز
می نغمه در ساغر تال تیز

بعشاق آهنگ نیرنگ کن
نوای خوشی در آهنگ کن

دهان تو از نغمه سازیست تنگ
لب تو [illegible] بخشیده رنگ

جدا [illegible] کان به آهنگ و ساز
بتاراج دل کرده دستی دراز

کجا عقل را زه درین بزم بود
سخنی درین بزم اولو العزم بود

[illegible] هر کس بغم چاک بود
بانگشت مژگان رفو می نمود

تبسم کنان ساقی ارجمند
ز مستی بگفتی بآواز بلند

هر آنکس که در بزم ما داخل است
بیا ساقی مهربان بر محل
ایاغم پر از بادهٔ ناب کن
ز هجر تو شد دیدهٔ شب سفید
بگلگشت مهتاب بیرون خرام
ز تاب تپ هجر بیجا قسم
اگر میل خوابت چشم ترا
دلم را بامید بوس و کنار
اگر نمازی امشب بوصلش رسی

غزل

بهشتی ست ... داخل است
دماغم رسان ... سفال
چراغ مرا روشن از آب کن
بیا ساقیا سیر مهتاب کن
ز رحمت بعشاق بیتاب کن
علاج تپ من ز اسباب کن
بنه سر بزانوی من خواب کن
به بر مغطبه تر ز سیماب کن
دمی شیشهٔ عذر را آب کن

ساتھ اور تمہید کے جو حکایت قاضی کی آگے اسکے لکھی جاویگی سن لینا اسکا واجبات
اور وہ مطالب بہ مضامین اس کتاب کے اور دوسرے ثبوت پر فوائد طالبان سے
جس طالب کے دل کے آگے پردہ شک کا ہوتا ہے وہ اسکی دریافت تک کا ہے
اٹھ جاتا ہے اور وہ طالب کہ جو حجتی لاتی ہے اُس پر اثر اسکا کچھ نہ ہوگا تا آنکہ حضرت عیسی
علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں قضا کو پھیر کر مردونکو زندہ کرتا ہوں مگر خیالات فاسد علما
زمانہ کے میں پھیر نہیں سکتا یعنے خیالات بدل نہیں سکتا اس سے واضح ہوا کہ پیغمبرونکو
بھی دوسرونکے دلون پر قابو نہیں رہا اور مولوی معنوی اس مقام پر فرماتے ہیں بیت

مغز قرآن را ز جان برداشتم — استخوان پیش سگان انداختم

غور کرو کہ ہمارے رسول مقبول کی صحبت میں علماے فی زمانہ ساتھ ایک دوسرے کے اختلاف
مذہب پر کیا کیا لڑ رہے ہیں کہ اپنی اپنی نفسانیت کو کار فرما کر بہت فرقہ بنا دیے اور

[illegible] سینہ کو [illegible] بشیر ازان سے آشکارا ہو کہ حضرت
[illegible] عیدروس [illegible] اللہ [illegible] انکا تولدگاہ عدن ہے اور سلسلہ
[illegible] انکو [illegible] بیعت کی اور انکے دو خلیفہ نامی گرامی
[illegible] آگے لکھا جائیگا [illegible] حضرت شیخ عیدروس عدنی رحمۃ اللہ علیہ بعد فروخت
[illegible] سلوک [illegible] مکہ شریف کو گئے اور وہاں پہونچے اکر درسامنے بیت اللہ
حضرت کے [illegible] دف ہاتھ مین لیے آیا اور بجانے لگا جو لوگ وہاں بادشاہ
[illegible] موجود تھے انھون نے اس مجذوب کو منع کیا اور چاہا کہ تنبیہ کرین کیفیت
[illegible] حضرت شیخ عیدروس رحمۃ اللہ علیہ عدنی نے اس مجذوب کے ہاتھ سے دف کو لیکر طرف
آسمان [illegible] پھینکا وہ دف خود بخود بلند ہو کر داگرد بیت اللہ شریف کے بجتا ہوا پھرنے لگا
[illegible] جو حاضر تھے دیکھکر تعجب کر گئے کہ یہ اثر تائید حضرت کا ہے تھوڑے عرصہ کے بعد وہ
دف حضرت کے سر کے گرداگرد بجتا ہوا پھرنے لگا اور حضرت جسمقام پر قیام گزین تھے
اسطرف کو روان ہوئے تاآنکہ جس مکان مین مقیم تھے وہان پہونچکر وہ دف حضرت کے
پائین پر گر پڑا پس ایکشب وہان رہکر مدینہ طیبہ کو روانہ ہوئے پس از حصول شرف مزار
رسول اللہ مراجعت کیے بعد چندے واپس پہونچے جب عدن کی بستی کے قریب آئے تو
آسمان کیطرف مخاطب ہو کر کہا یا سماء صبی الین عبد اللہ دخل العدن یعنی ای آسمان
[illegible] دودھ چنانچہ اسیوقت دودھ برسا کہ اتبک وہ دودھ پاس لوگون کے وہان
موجود ہے اور بھی جا بجا عدن کے پہاڑ دیر اتبک نشانات اس دودھ کے موجود ہین
اور نسل سے انکی علی عیدروس وغیرہ پانچ شخص عدن سے نکلے ہنوز بندر سورت وادر
مقامات پر سکونت گزین ہین انھون نے اپنی کتاب کہ نام اسکا من وسلوی ہے اسمین

صاف صاف دنیا بے ثبات کی مذمت تحریر کی ہے جبتک کوئی تارک نفس نہو گا
مطلوب تلک نہ پہونچیگا اور اُس کتاب مین یہ حکایت مثال درج ہے کہ حضرت مخدوم
جہانیان جہان گشت یعنے سید جلال الدین بخاری سہروردی کا کسیطرف کو جنگل مین
گذر ہوا وہان ایک درخت سایہ دار کے نیچے اور چار درویش بیٹھے تھے وہ بھی
ایک طرف حضرت مخدوم رحمتہ اللہ علیہ بھی جاکر بیٹھے یہ دیکھتے کیا ہین کہ ایک عورت
نوجوان جمیلہ پوشاک فاخرہ زیب تن زیور مرصع سے آراستہ آئی اور جو وہ چار درویش بیٹھے
قطار باندھے بیٹھے تھے آغاز قطار مین ایک درویش سے اُس زن جمیلہ نے کہا کہ مین
نکاح کرنا اپنا تمسے چاہتی ہون اُسنے جواب دیا کہ مجھے منظور نہین پھر دوسرے سے کہا کہ تمسے
مین عقد اپنا چاہتی ہون اُس نے بھی جواب دیا کہ مین تجھے قبول نہین کرتا پھر وہ عورت
تیسرے کے پاس آئی اور کہا کہ مین تمھارے کلبۂ احزان کی آبادی چاہتی ہون جواب دیا
کہ مین گوارا نہین کرتا پھر وہ چوتھے درویش کے پاس آئی اور کہا کہ مین تمھاری خدمت مین
رہکر آرام تمام دیا چاہتی ہون جواب دیا کہ مین راحت و آرام کی خواہش نہین رکھتا
جب اُس عورت نے یہ جواب سُنے اُلٹے پاؤن جدہر سے وہ آئی تھی اُسیطرف کو
واپس چلی جبکہ مخدوم نے دیکھا کہ اِن چار مین سے کسینے قبول نکیا آواز سے اُسکو پکارا
کہ تو اِدہر آ ہم تیرے ساتھ نکاح کرتے ہین وہ عورت یہ سُنکر نہایت خفا ہوئی اور
مخدوم کو جواب دیا کہ مین مرد سے نکاح کی خواہش رکھتی ہون تم تو نامرد ہو
یہ گھبرائے اور دوڑکر اُسکا دامن پکڑنیکا ارادہ جو کیا اُسنے تیز دستی سے دامن اپنا
پھاڑکر اُنکی طرف کو پھینکدیا اور یہ کہا کہ مین تو تمھارے سر کے اوپر بیٹھی ہوئی ہمیشہ
تمھاری گردنکو جھکاتی ہون حیف ہے کہ تمکو شرم نہ آئی جو مجھسے ارادہ نکاح کا بوالہوسی سے

اسوقت کہا یہ کیا اور وہ انکی نظر سے غائب ہوگئی اسوقت انکو خیال آیا کہ میرے عمامے مین ایک چھوٹی نقرئی [illegible] بندھی ہے آہ آہ یہ عورت نے مجھکو نصیحت کی عورت نہین یہ دنیا تھی یہ بلد سمجھکر بہت نادم اور پشیمان ہوئے اور اسیوقت اس چھوٹی کو عمامے سے کھولکر پھینک دیا اور لعنت کی دل سے طمع دنیا پر کہ مین جسکے سبب سے ذلیل رہا پس شکر کیا اپنے خدا کا [illegible] بخشنے کہ جب تک دنیا مین زندہ رہے کبھی انکو سی روپیہ روپیہ اور اشرفی کو نہ دیکھا اور ہاتھ نہ لگانا تو کیا ہے اور جب اس چار درویش کی صحبت سے پلٹتے تو مرشد کے پاس جا کر اس زن جمیلہ کا ذکر کیا اور اسی وقت توبہ اور استغفار نو روز تک یون کرتے رہے کہ نصف شبکو اٹھتے اور بعد ادای حمد خدا کے توبہ کرتے جاتے اور روتے جاتے یہانتک کہ دونون آنکھ آنسوؤن سے بھر جاتے اور جبکہ میان کی آواز گریہ بلند ہوتی تو پیر مرشد خواب سے اٹھکر تشفی کرتے اور سمجھاتے تاآنکہ شب آخر پیر نے کہا کہ ای جلال الدین خدا کے سامنے مین تیرا ضامن اس بات کا ہوتا ہون کہ اب یہ ایسا نہ کریگا اور اگر اس سے خطا ہو تو عوض اسکے مجھے عذاب ہو لکھا ہے کہ اسوقت ایک آواز آئی کہ ضمانت تمہاری قبول کی اور خطا کو اسکی بخشدیا غرض اس آواز کو مخدوم نے بھی سنا اس شب کے بعد حسب عادت قدیم سوا کرتے یون عمر بقیہ ساتھ بھلائی کی دنیا کے تمام ہوئی چنانچہ خلیفہ اول حضرت عیدروس رحمۃ اللہ علیہ عدنی کے حضرت علی [illegible] کہ جنکا مزار شہر آبادی مین اور نسب انکا رسول تک ہے وہ رہنے والے یمن کے تھے وہ اپنی کتاب شیر خرما مین حال ابراہیم بادشاہ کا اسطرح کرتے ہین کہ پہلے یہ بادشاہ بڑا [illegible] والا تھا اور دنیا کو بہت عزیز جانکر علائق مین دنیا کے مصروف رہا کرتا ہمسایہ مین اسکے [illegible] رہتا تھا اسکا نوجوان کہ والدین اسکو بہت ناز و نعم سے پالا تھا جب وہ شباب کو

باپ نے اسکی شادی کی قبل مغرب دولہن کو رخصت کرا کے وہ دیر تک ادا کرنا
مغرب میں مصروف ہوا ایک رکعت ادا ہو چکی تھی دوسری رکعت ادا کرنے کی
فرصت نہ کی مصلے پر گرا روح قفس ہو گئی غرض وہ شادی خانہ ماتم ہو گیا یہ حال ابراہیم
ادہم نے جا بس اُسیوقت سے دلمیں یہ خیال کیا کہ یہ دنیا ناپائدار اور حیات
محض بے اعتبار ہے اس بادشاہت سے فقیری بہتر مگر جب اپنی حشمت و
شوکت پر نظر آتا تو دل اسکا نہ چہتا خیال اسی طرح رہا کرتا کہ حقیقت دنیا سے دل اٹھتا
پریشان ہو گیا پیر کی تلاش کرنا شروع کیا اور اکثر بالاخانہ پر تنہا اسی فکر میں بیٹھا
رہتا کہ خدا تعالے کہاں ہو اور کیا ہے اور مجھے کیونکر ملیگا اور کیونکر اُسسے ملونگا
ہون ایکدن کا ذکر ہے کہ ابراہیم ادہم اپنے مکان کے بالاخانہ پر تخت پر تنہا
بیٹھا بیٹھا تھا اسوقت یہ خیال کیا کہ اللہ سے جلدی ملنا ابراہیم ادہم نے کیا ارادہ
اتنے میں کی تو کیا دیکھا کہ زینہ بالاخانہ سے ایک شتربان دوڑتا چلا آتا ہے اور سامنے
آکر کھڑا ہو گیا ابراہیم ادہم نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں آیا جواب دیا
کہ میں ساربان ہون میرا شتر گم ہو گیا ہے اسکو ڈھونڈھتے اس خیال سے یہان آیا
کہ شاید میرا اونٹ بھاگ کر یہان آیا ہو یہ سنکر بادشاہ بہت ہنسا اور اس سے مخاطب ہو
کہا کہ اے احمق اول تو یہ کہ بالاخانہ دوسرے یہ کہ دروازہ اور پہرہ تیسرے محل شاہی اونٹ
تیرا یہان کیونکر آسکتا ہے یہ سنکر ساربان بہت ہنسا اور کہا کہ ای بادشاہ میں احمق نہیں
مگر تو احمق ہے کہ اوپر بالاخانہ کے تو تخت پر اہنکار بیٹھا ہے اور حکومت و دولت
پر قائم ہے اور اس بالاخانہ پر خدا تجھے ملنے کو آتا ہے کیا خام خیالی ہے اسنے یہ کہا اور
نظر سے بادشاہ کی غائب ہو گیا اور ابراہیم ادہم یہ سنکر اور اسکے غائب ہونے سے دلگیر ہوا

شفقت ... میں ہو کر یہ شعر ان بزرگ کا تھا ہدایت نیکی ... سے دلمیں سوچکر کہ دنیا ہیچ ہے اسی وقت
وزیر کو اپنے جاکر ریاست چھوڑ ایک تکیہ اور ایک کٹورہ ہاتھ میں لیا اور علاقہ دنیا کو
ترک کر شہر کے باہر گیا جنگل میں ... چلتے چلتے ایک جا پہونچا دوپہر ہوا آیا آفتاب
تند ہوا گرمی بہت تھی ... ایک ... ان بزرگوں کا ہاتھ داہنا اپنا نیچے سر کے رکھا
... دلمیں ... میرے پاس مشغول اس ہاتھ سے بھی کام نکل سکتا ہے
اسکو پھینک دیا آگے قدم بڑھایا شدت تموز آفتاب سے تشنگی نے غلبہ کیا وہاں پانی
تلاش ... پانی ... آگے ... دیکھا کہ ایک مقام پر سیلان آب ہے اور اسی
سیلان آب سے ایک شخص دہقان ... دونوں ہاتھ جوڑ کر چلو سے پانی لیتا ہے اور
پیتا ہے پس ابراہیم ادہم نے اسکو ... دیکھکر وہ جام بھی جو واسطے لینے پانی کے پاس تھا
وہیں پھینک دیا اور ... اپنی پیاس کو اس سیلان آب سے پانی لیکر پیاس دفع کیا
... کوئی اسباب دنیا کا پاس نہ رہا پورا پورا توکل ہوا وہ روز گذرا شب ہوئی
اس صحرا میں زیر سایہ درخت کے تنہا سو رہا خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ سفید ریش
خضر صفت ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ای طالب تو فلان شخص کے پاس جا اس سے تجھے
فیض پہونچیگا غرض صبح ہوئی آنکھ کھلی دل نے تسکین پائی موافق ہدایت اور ارشاد
رویا کے تلاش مرشد میں چلے بعد چندی منزل مقصود پر پہونچے سلسلہ اپنا انہیں سے پہنچا
بعینہ ... دید وشنید میں محو رہا انجام بخیر ہوا الغرض خلاصہ مطلب یہ ہے کہ تاوقتیکہ
کوئی ... دنیا کو ترک کرے اور خوش فقیری کو پہنچا وے اور کچھ پا دے ممکن نہیں
... رحمۃ ... دماغ بیہودہ ... خیال باطل بست ... اور
... شیخ ... رحمۃ اللہ علیہ کے عبد الرحمن بروحی کہ یہ ...

[illegible]

[illegible] اپنی [illegible] اور [illegible]

نصیحت [illegible]

[illegible] برحق کا [illegible]

حسب عادت زمانہ [illegible] عبد الرحمن [illegible]

شریعت پناہ قاضی محمد صبغۃ الدین تھے وہ پاس [illegible] کے ایک دن [illegible] آئے

اور یہ کہا کہ تم تارک الصلوات ہو [illegible]

جواب دیا کہ اے برادر مجھے نماز پڑھنے میں کچھ عذر نہیں مگر اللہ تعالیٰ [illegible]

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ یعنے اپنے رب کی عبادت کر جب تک [illegible]

تو بندہ کو سمجھنا چاہیے کہ مطلب اس آیہ کا یہی ہے کہ بعد آنے یقین کے [illegible]

مکلف نماز کا صاحب یقین کو نہیں ہوسکتا اور مرتبہ یقین کا [illegible]

اور اقرار باللسان یعنی یقین عارف باللہ عاشق کا [illegible]

بحالت بیداری و خواب خاصہ باری میں حاضر رہتا ہے [illegible] اسکی [illegible]

ہے مگر علمای ظواہر کے نزدیک یقین سے مراد ہے وقت [illegible] کہ مرگ [illegible]

بات اور کوئی چیز یقین نہیں ہے اور اہل دل کا جواب کہ جسکو [illegible]

کہ جس کسی نے زیست خود میں اپنے کو فنا کر دیا اُسکے واسطے [illegible]

بھائیو میں ایسی مرادوں سے تعجب کرتا ہوں کہ علما [illegible] ہر ایک بات [illegible]

پیدا کرکے مراد لیا کرتے ہیں اور خدا بتاتا ہے تو [illegible]

فرماتا ہے مجمل نہیں ہوتا اور ایسی مرادوں نے علما [illegible] کے [illegible]

نشا و کہتے ہیں یا یہ کہ ایک اسلام کے بہت فرقہ ہو گئے اور اسپر علما سے ظاہریہ تاویل
کرتے ہین کہ یہ برکت کلام خدا کی ہے کہ جسکے معنی سے مراد چند در چند ہوتے ہین - تو یہ تو
صریح اسکا انکار اور نہین کرتا کہ دعوی انکا مسلم ہو معاذ اللہ کیا خدا مقصد ہے کہ اللہ تعالی
دو معنی اور دو مطلب حکم کرے کہ دو معنی اور دو مطلب سے بڑا تفرقہ تعمیل حکم مین پڑتا
ہے خلاصہ تقریر کا یہ دانائی ہے کہ وہ صرف اور نحو اور منطق کی قوت رکھتے ہین لیکن
جو لوگ خدا شناس ہیں نحوی صرفی منطقی نہین ہوتے یہ لکھکر پھر قاضی سے یہ کہا کہ مین حکم شریعت کا
انکار نہین کرتا اب فرمائے کہ بے وضو نماز کیونکر پڑھون قاضی نے جواب دیا کہ وضو کر لو پیر نے
آفتابہ کو ہاتھ مین لیکر پاس حوض کے جا کر آفتابہ کو بھر کر پاس لا کر بوڑھی کے ہاتھ پر پانی
گرایا اس سے پانی نہ نکلا اسکو دیکھا کہ آفتابہ خشک ہے گھبرایا تا آنکہ آن واحد مین
قاضی چالیس بار پے در پے آفتابہ کو بھرا ہر بار جب ہاتھ پر جھکایا پانی سے اسکو
خشک پایا مجبور ہو کر قاضی نے دل سے کہا کہ درحقیقت ایسے عارفون باللہ پر باتحقیق تشبیہ
جائز نہین کہ یہ فرقہ اتقوا اللہ ہے یعنی آزاد ہے احکامات شریعت سے قاضی یہ
دلیل سوچکر خاموش ہوا پھر اسرار کیا اور بوقت عقیدت کامل پیروی کا مرید ہوا
قاضی نے ایکروز پیر سے پوچھا کہ سابق سے فرقہ صوفیہ کے چند مذہب ہین دیا ایک تھا
جواب دیا کہ دو مذہب اسمین ایک ابتدائی اور دوسرا انتہائی وہ اسطرح سے ہے
کہ اول حلولیہ کہ جسکو عوام مین خود پرستی کہتے ہین اور وہ علما کے نزدیک خود پرستی
ہرگز نہین وہ خدا پرستی ہے کسواسطے کہ وہ ذات پاک رگ جان سے قریب حلول کیا
ہوا ہے کیا یہ جھوٹ ہے نحن اقرب من حبل الورید سمجھو کہ اس حکم سے
تو صاف حلول ہونا ثابت ہے اور لفظ نحن ترکیب قلب سے بھی ثابت رہتی ہے

[illegible]

لفظاً و معناً بحالت خود رہکر بدل نہین سکتے اور جو از خود پرستی کا اثر پاتا ہے سنت نبوی
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو گئے اور ستر حجاب درمیان مین تھے اسکے بعد ایک
حجاب باقی تھا اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ قف یا محمد ان ربک یصلی یعنی ٹھہر اے
محمد ٹھہرو مین نماز پڑھتا ہون اب یہ غور کی جا ہے کہ اسوقت حق تعالی نے اپنی ذات کو
نماز پڑھتا ہوا اپنے خود پرستی کیا تھا بھلا بتاؤ تو کہ اسکا خدا دوسرا کون ہے کہ جسکو نماز
ہوا اس سے صاف واضح ہے کہ خود پرستی مقدم و صحیح ہے اور اس ارشاد کو
علما اسطرح سے تاویل کرتے ہین اور یون مراد لیتے ہین کہ اللہ تعالے رحمت کو اپنی خلق پر
بھیجتا تھا اب خیال کرو کہ کیا اللہ تعالے کو یہ فرمانا نہ آیا کہ مین رحمت اپنی خلق پر نازل
کر رہا ہون اللہ تعالی تو ہر زبان اور ہر علم کو اور ہر معنی اور ہر مطالب کو ایسا بہتر جانتا ہے
کہ عالم خلق مین کوئی دوسرا ایسا نہین ہے مگر بقول انکے اللہ ہمہ دانی سے مجبور پایا
جاتا ہے توبہ توبہ استغفر اللہ غرض اب اس حلولیہ مذہب کے نام کو بدل کر وجودیہ
کہتے ہین کہ جسکا منشا ہمہ اوست کا ہے اور دوسرا مذہب معینہ ہے جسکا مطلب
ساتھ رہنے والا اور مدد دینے والا ہے جیسا کہ آفتاب آبگینہ مین نظر آتا ہے و یا کہ
جیسا پھول اور خوشبو اسکی و یا کہ جیسا تختہ انگارا اور گرمی اسکی و یا کہ جیسا آگ اور تاثیر
اسکی و یا کہ جیسے دعا اور اثر اسکا اب اس معینہ مذہب کو شہودیہ کہتے ہین یہ جا لیکن
یہ بت پرستی ہے کیونکہ غیر ہے جسکا منشا ہمہ از وست ہے باوجود غیریت کے
نہین دیکھتی کہ عالم تنزیہ مانع ہے کیواسطے کہ سلوک مین ادب لازم ہے یہ مذہب اہل
ذات بقا کا ہے اور مذہب وجودیہ ذات فنا کا ہے کہ تشبیہ اسکی یہ خود ہے مگر مذہب
شہودیہ آخر رجوع کرتا ہے طرف وجودیہ کے کہ اسمین ادب نہین اور شہرت مذہب وجودیہ

شیخ محی الدین ابن عربی کے قول و فعل و حال سے یہ ہوئی یہ انکا کلام ہے رباعی

لا آدم فی الکون ولا ابلیس	لا ملک سلیمان ولا بلقیس
فی کل عبارۃ وانت المعنی	یا من ھو للقلوب مقناطیس

(لعین ادم)

بوجھو کہ قول انکا یہ تھا اور فعل انکا یہ ہے کہ وہ ایکدن ذربیت اللہ پہ آئے دیکھا کہ پاپوش دوز بیٹھا ہے پاؤنمین انکی جوتا ٹوٹا ہوا تھا اپنے پاؤنسے جوتہ کو طرف اس پاپوش دوز کے پھینک کر کہا کہ تو اپنی خدا کے پاؤن کا جوتہ دوخت کر دے پاس اسکے تبر آہنی رکھا تھا سنکر اسنے کلمہ خلاف شرع کا تبر کو عربی کے پاؤن پر مارا پاؤن کٹکر جدا ہوا پھر عربی نے پاؤنکو آگے پاپوش دوز کے بڑھا کر وہی کلمہ کہا پاپوش دوز نے سنکر پھر تبر کو انکے پاؤن پر مارا جدا ہوگیا تا آنکہ ایک وقت واحد مین چالیس بار شیخ عربی نے اپنے پانوںکو بڑھایا اور وہ ہر بار تبر مار کر جدا کرتا رہا اور پاؤن عربی کا ہر بار ثابت ہوجایا گیا الغرض جب اس پاپوش دوز نے دیکھا کہ یہ قدرت خدا اور موقع دوسرا ہے ناچار جوتہ کو اٹھا کر دوخت کرکے حوالہ کیا اور بعد عذر شرعی کے اس پاپوش دوز نے عرض کیا کہ اے شیخ اسطرحسے افشاء راز حقیقت کا نامناسب ہے کہ شریعت مین رخنہ پڑتا ہے سنکر عربی خاموش چلے گئے اور وہ چالیس بار پاؤن جو قطع ہوا تھا ان چالیسون ٹکڑون کو پاپوش دوز نے جمع کرکے دور ایک مقام پر لیجاکر دفن کر دیا کہ جن لوگون کو یہ حال معلوم ہے اب لوگ وہان جاکر زیارت کیا کرتے ہین اب انکے حال کو سنو قرآن مجید مین اللہ تعالے فرماتا ہے آیہ

ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم

عربی اسکے معنی یون فرماتے ہین کہ مہر کردی اللہ نے اوپر دلون انکے کہ سوائے خدا کے کسیکو نہ سمجھین اور نہ دلمین راہ دین دوسرے خطرہ کو اور اوپر کانون انکے کہ سوائے خدا کے

اُسکو نہ سُنین اور نیکی نہ سنین اور آنکھون اُنکی کے آگے پردہ ہے کہ سوا اسکے عذاب کے
اُسکو نہ دیکھین اور واسطے اُنکے ہے شیرینی بڑی یعنے اس جا عذاب کا مادہ عذب
سے ہے اور مراد اس سے شیرینی کی ہے اور ادراک علم ظاہر و باطن کا جز اعظم ہے
شاہد اسکی یہ حدیث مشکوٰۃ شریف مین ہے وَاِنَّ لِلقُراٰنِ ظَہرًا وَّبَطنًا یعنے تحقیق
واسطے قرآن کے ظاہر اور باطن ہے یعنے علماے ظاہر اُس آیہ کو نسبت کفار کے
لکھتے ہین اور باطن والے نسبت عرفاے باللہ کے مژدۂ خوشی کی بشارت دیتے ہین
اور حضرت مسعود حسن چشتی کا قول ہے کہ موے سر سے ناخن پا تک سراسر
ظہور حق تعالے کا ہے یعنے اُسی منظل کا یہ ظل ہے اور جبکہ منظل یقینی ہے تو اُسکا ظل
بھی یقینی ہوا غیر نہین عین ہے ہان مگر ظل کا ظل غیر یقینی ہی اور اُسی غیر یقینی کو فنا ہے
بس اِس نفی سے اثبات اُسکی بقا اور موجود بالتصدیق ہے کہ ما سوا اللہ کے کچھ نہین
اور طالبو اسبات کو خوب تحقیق جانو کہ ہر عہد کے علماے مذاہب و فرقہ کو خیالات کا
ستعار اخذ کرنا نصیب ہوا ہے آخر والونکو نئی باتین کم معلوم ہوئین بلکہ نہین علوم ہوئین
ہان مگر ستعار لینے مین صوفیہ کے یہان چندان عیب نہین مصداق اِسکے مصرعہ
مطاع نیک ہر دوکان کہ باشد بلعض سے اسقدر زیادتی تو ہوتی ہے کہ اخذ کرنیوالے
واسطے نمایش اپنے علم اور نام کے اگلونکا نام مٹا دینے کی حتی الامکان فکر کرتے ہین تم
تلاش کرلو کہ ہزار باتین اس قسم کی ہین کہ ایک فرقہ والا دوسرے فرقہ کے علم اور زبان سے
اپنی زبان اور علم کے قالب مین لاکر لاف زنی کرتے ہین اسی کا نام گرما بدیا ہے ایسا
شیوہ خلاف انصاف ہی اور غیرت سے بھی بعید ہے اگر غور کیا جاے تو ہمیشہ یونہین ہوا
کیا ہے مناسب تو یہ ہے کہ اخذ کرنیوالے کچھ تجاوز تفاوت لفظی کر کے نام اُسکا نہ مٹا دین

نور بصر ہے اور ہمارا مذہب ایسا ہے کہ جو حقیقت جاننے والا ہے وہ ہرگز پوشیدہ نکرے
اور جو کہ انجان ہے وہ جو چاہے سو کہے - پھر قاضی سیح الدین مرید نے عبد الرحمن بدوی
مرشد سے سوال کیا کہ آپ کا کیا مذہب ہے جواب دیا کہ پہلے ہم شہود میں تھے کہ اسمین
پاس ادب کے اب ہم وجود میں قول رسول اللہ کا ہے کہ موتوا قبل ان تموتوا یعنے کہ مرو تو پہلے
اسکے کہ مرے تو اور وجہ تغیر و تبدل مذہب کی انتہا میں یہ ہے کہ پہلے ہم شہود میں با ادب
زندہ تھے اور اب ہم مر گئے وہ پچھلا مذہب اور ادب ہمسے رخصت ہو گیا اور قیاس کرو
کہ ادب ہم کے ساتھ ہے اب ہم منزل فنا میں وجود میں ہم رہے اور نہ ادب رہا اور
یہ پڑھ سنایا انت الہادی انت الحق لیس الہادی الا ھو جو کہ قاضی عالم نحو کے
صرفی تھے کہ آپ تو مر گئے باتیں کون کرتا ہے جواب دیا کہ میں نہیں وہی جو حلول کیا ہوا
کہ جیسا نے باز اپنی آواز اندر نے سے باہر نکالتا ہے پھر مرید نے کہا کہ ناصح کون کسکا ہے
جواب دیا کہ اپنے کا آپ پھر مرید نے کہا کہ انت الہو کی ترکیب ناجائز ہے کسواسطے کہ انت
صیغہ حاضر کا ہے اور ہو صیغہ غائب کا اجتماع ضدین محال ہے یہ سنکر پیر ہنسے اور جواب دیا
کہ الف لام دونوں حرف وخا و نہ میں جب دونوں شکل لا سے باہم ہو گئیں تو ذات
واحد ہے لا کے معنی نہیں دوسرا یعنے ظاہر و غائب یکسان ہے اور جب لا کے لام و
نفی ہو گئے تو الف اللہ کا باقی رہا بس وہی واحد ہے یہ الف شہادت وحدت کی ہے
غور کرو کہ اب انت و ہو کی جدائی نہ رہی ایک ہی ہے کسواسطے کہ پردہ امر اور خلق کا
اٹھ گیا اپنی ذات کو آپ دیکھا پایا [illegible] اپنے کو آپ ہدایت کرتا ہے پھر وہ ایک ذات
یعنے روح القدس مرد و زن [illegible] قریب ہے [illegible] غیر نہیں
شرک نابود ہوا اسطرح ہے کہ انت [illegible] علم ہے اور [illegible] دونوں باہم [illegible]

مرقع پر جا کر سمجھو کہ حساب کل سے [illegible]

[illegible] ہوے پوچھو کہ عدد اسم ذات اللہ کے [illegible]

اور بعضوں مین دو [illegible] کہ معبود اور حمید دونون [illegible] اسم اور [illegible]

در باب [illegible] حقیقت وحدت الوجود کے یہ حدیث [illegible]

[illegible] یعنے سکوت سے سلامتی ہے اور [illegible] نجات ہے [illegible]

[illegible] اقوال اور انکار دونون منع ہین بلکہ مصلحتاً چھپانا لازم ہے اور اس حقیقت کا

سمجھنا عارف باللہ کا سینہ ہے یہ کہکر وحدت آپ آواز بلند فرمانے لگے انا احد انا وحید

انا واحد یہ سنکر مرید کو تصدیق قال حال اپکی ہوگئی اور ظاہر ہے کہ لفظ احد بھی ترکیب سے

ابتدا رہتی ہے اسکے معنی اور مطلب مدل نہین ہو سکتے اور اثبات سے اسکے اثبات

دعوی ہے پھر مرید نے عرض کیا کہ احد و حد واحد مین [illegible] سمجھا جواب دیا ذات

جناب احدیت کی مطلق ہے اور تعین اول وحدت کا ثبوت اور تعین دوم واحدیت کا

ولایت اور ماتحت اسکے کل عالم ہے یہ صفتین اوسیکی ذات کی ہین اور یون سمجھایا کہ پہلے

مین کچھ قواعد صرف نحو کے پڑہا تھا اب وہ سب بھول گیا تمہاری استفسار سے جو دلا ہوا

کچھ یاد آگیا اب یہ سن لو کہ سواے ذات روح القدس کے اللہ اسم ذات ہے اسکا

حساب عمل سے کل کے نامون مین داخل ہے کہ شاہد حال اسکی یہ ترکیب ہے کہ جس کیلئے

رباعی مین لکھدیا ہے رباعی

اسم ہر یک را مضاعف کن فزود	ضرب در دہ طرح از عشرین نمود
باز یک افزا و در شش ضرب کن	اسم پاک از غیب آمد در وجود

غرض جواب اس سوال بالا کا یون ہے کہ البتہ صرفی نحوی یون بھی کہتے ہین کہ ایسے موقع پر

الف لام تعریف و ضمیر ہو کی اعرف معارف ہے جمع غیر جائز کسواسطیکہ دو والتعریف
ایک جمع نہین ہوسکتے مگر ساتھ تاویل کے درست ہے سمجھ لینا چاہیے جیسا کہ فی الضرب
مثال اسکے فی کلمۃ ایسا ہوسکتا ہے یہ سنکر مرید نے تسلیم کیا پھر مرید نے عرض کیا کہ جب
رسول اللہ معراج شریف کو گئے تو دروازہ آسمان کا ایکبار کھل گیا تھا پھر دوبارہ خبر
اُس دروازہ کھلنے کی نہین سنی اور روحین عرفاے باللہ عاشقون کی کسطرح سے آسمانونپر
مدام جایا اور آیا کرتے ہین اور بکثرت عاشق اللہ کے ہین اور وہ ارادہ اپنے اپنے عروج کا
اپنے اپنے موقع پر کرتے ہونگے کیا اُنہون کے واسطے وقت بیوقت ہر ہر کے واسطے
مدام دروازہ جداگانہ آمد و رفت کیلیے انتظار مین کھلے رہتے ہونگے بروی نے سنکر کیا
جواب صحیح دیا کہ روحین عاشقون اللہ کی اپنے اپنے موقع پر صعود کرتی ہین بطور دود
ایک کیطرف آسمانون سرپوش کے اور جرم آسمانونکو قوت جاذبہ روحانیات کی
اسطرح سے ہے کہ جیسا کپڑا خشک پانی کو جذب کرلیتا ہے اُسیطرح سے آسمان روحون کو
انکی نکل جاتے ہین اور جبکہ روح ارادہ کرتے ہے طرف جبد اپنے کے تو آسمانونکو
قوت دافعہ اسطرح سے حاصل ہے کہ جسطرح سے پسینا پیشانی انسان سے ٹپکتا ہے
اس صورت سے رخصت روحانیات عشاق کی ہوتے ہی اور وہ روحین اپنے اپنے
ارادہ پر مختار ہین جسوقت چاہین عروج اور نزول کرین وقت معین نہین - پھر مرید نے
سوال کیا کہ توحید چند قسم ہے جواب دیا کہ ہان تین قسم کی ہے یعنے ایک توحید قولی
زبانسے دوسری توحید فعلی دل سے ہے تیسری توحید خالی حرکات ظاہریہ سے پھر عرض کیا
کہ علم چند قسم ہے جواب دیا کہ تین قسم کا ہے پہلا علم الیقین کتب درسی سے دوسرا
عین الیقین آنکھ کے مشاہدہ سے تیسرا حق الیقین دل کی تصدیق سے کہ ہر وقت مستعد

حاضر رہے پھر عرض کیا ذکر چند قسم پر ہے جواب دیا کہ تین قسم سے ہے ایک لسانی زبانی
توتے کی طرح دوسرا وسوسے دل سے تصدیق کرکے حرکت دل سے ذکر کرنا تیسرا مشاہدہ
روح کو اُس سے کمال اتحاد ہونا ماسوا اللہ کے ہرگز خیال دوسرا نکرنا پھر عرض کیا کہ دل
کیا ہے جبرئیل کون ہیں عرش کیا ہے مرشد کیا ہے جواب دیا کہ وحی نالائش کامل
جبرئیل خیال پختہ عرش دل مرشد عشق ہے جب تو تا وقتیکہ طالب تارک کل تعلقات دنیا
نہوگا کچھ نہ ہوگا پہلے سالک کو ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک ہستی ترک [illegible]
ہمیشہ مجبور اور مہجور رہیگا اور جبکہ سب تعلقات طالب کے ترک ہو گئے اسوقت میں
جو مرشد عشق اسکا ہے وہ قوت پاکر رہبری کوچہ مطلوب کی کریگا فناے خود کے بعد
بقاے مطلوب پر نظر ہوگی والا فلا کہ طالب بوالہوسی سے اپنی اوقات کو ضائع کرتا رہا
تو کیا اور بے ریاضت اور بے مشقت مستقلی کے جھگڑون منازل استدراجی میں
یعنے خاک شریعت ناسوت آب طریقت ملکوت باد حقیقت جبروت آتش معرفت لاہوت
آگے قدم نہ بڑھا سکیگا اٹک بھٹک کے رہ جائیگا مقام عدم یاہوت کہ فنی میں ہو [illegible]
بس دشوار ہو جائیگا حیرت تو ہوگی مگر جلوہ اسکا کہ جس سے وصل ہو نظر نہ آئیگا کہ جسکو
خلوت خاص کہتے ہین پھر عرض کیا کہ وطن کہان ہے اور سفر کہان ہے جواب دیا
کہ وطن وحدت ہے اور سفر کثرت ہے نہ کہیں سے آیا اور نہ کہیں جائیگا پھر عرض کیا کہ
ذکر پہلے ہی اور فکر بعد ہے جواب دیا کہ نہیں فکر پہلے ہے ذکر بعد ہی اور بعد ذکر کے شغل ہے
بعد شغل کے سکوت ہی بعد اسکے حیرت ہے پھر عرض کیا کہ اسکے مبدی کون کون ہین
جواب دیا مبدا فکر کا خاک مبدا ذکر کا آب مبدا شغل کا باد مبدا سکوت کا آتش مبدا حیرت کا
نور بیرنگی ہی پھر عرض کیا کہ فنا ذکر دنی و ذکر کہ اسکے مطالب کیا ہین جواب دیا کہ اپنا [illegible]

اور اپنے کو آپ ہی دیکھنا خلاصہ یہ کہ بس آپ ہی آپ ہے دوسرا کوئی نہین فقط فرق
وحدت اور کثرت کا ہو سکتا ہے پھر سوال کیا صوفی عارف باللہ کسکو کہتے ہین جواب دیا
جو کوئی ترک تعلقات حقیقی دنیا کر کے اللہ تعالی کو اپنے دلمین بٹھال لے اور ما سوا
کے دلمین اور کچھ نہ رکھے اور نوشتہ آخرت بجز دید مطلوب اور شنید آواز مطلوب اور
ماجرا ہی رفتار ذات مطلوب دوسرا کچھ نہو صوفی صافی اُسیکو کہتے ہین جو طالب ایسا نہو
ہین جاسے تو وہ کہرا ور شکونا ہے جیسا پیسہ لوہے کا کہ وہ کام نہ آئیگا ویا جیسا کچ کہرا
شتر کہ وہ بارگ منزل تک نہ پہونچائیگا ویا جیسا مسافر مفلس کہ سرا سے رات باقی رہے
کوچ کرتا ہے ویا جیسا بی زر سوداگر وہ مال خرید نہین سکتا ویا جیسا کہ آندہی کے سامنے
آئینہ کہ وہ صفائی نہ دکہہ سکیگا مناسب ہی کہ طالب اپنے کو ایسا نہ بناوی ایسا بنے کہ کام نجات
مطلوب با تقوی ہے پھر مرید نے پوچھا کہ اگر طالب نے سب تعلقات چہوڑ کے اپنے ذہن
محنت سے موافق ارشادات پیر کے اپنی ہستی کو فنا کر دیا تو پھر کیا ہوا جواب دیا کہ طالب
پستی سے اپنے مقام بلند پر پہونچ گیا یعنے جو تھا وہ بنگیا اُس سے مقام بلند دوسرا نہیں
مثال اُسکی یہ ہے کہ ایک دریا ہے اور کنارہ پر اُسکے گوناگون پتھر پانی سے لبریز ہین
اور موج اُس دریا کی ایسی آئی کہ سب پتھرونکے پانی سے ملکر اپنے کو بہا لیگئی جو اُن پتھرونمین
پانی صاف رہے وہ اُس موج مین ملکر چلی گئی اور وہ پتھر کہ جنمین آلایش تھی اُنکے اوپر سے
موج تو گذر ہی مگر وہ اب پتھر اُسمین ملا بجائے خود رہا تو بس ایسا ہی سمجھ لو کہ جو طالب
ترک تعلقات سے پاک و صاف ہو کر اُس سے ملنا چاہا ملگیا اور ساتھ جسکے تعلقات
دنیا رہے وہ نہ ملیگا کہ آلائش اُسمین بہری ہوئی ہے کثیف لطیف سے کیونکر ملسکتا ہے
اور پھر مرید سے کہا کہ تو بھلا دین چہوڑ کہ وہ جق جق بق بق کام نہین آتی بمصداق اس

بیت کی ٭ توجہ دانی سر حق اے جاہلی ٭ تو گرفتار ابو بکر و علی ٭ سن تو ان ہر دو بیتون کا مطلب یہ ہے
کہ زنار اور بت عبارت ہے باندہنے کمر خدمت اور اطاعت پر دین فقرا مین اسرار صحیح
خوب اسکو سمجھ کر مستقل ہو جب کام تیرا انجام کو پہنچیگا اور اگر تو قیل وقال مین مصروف رہا
تو اوقات تیری ضایع ہوگی اور مطلب تیرا فوت ہو جائیگا چند ابیات گلشن راز سن سمجھ یون ہے

ابیات

بت اینجا مظہر عشق است و وحدت ‏ ‏ بود زنار بستن عقد خدمت
چو کفر و دین بود قائم بہ ہستی ‏ ‏ بود توحید عین بت پرستی
چو اشیا ہست ہستی را مظاہر ‏ ‏ ازان جملہ یکی بت باشد آخر
نکو اندیشہ کن اے مرد عاقل ‏ ‏ کہ بت از روے ہستی نیست باطل
بدان کایزد تعالے خالق اوست ‏ ‏ ز نیکو ہر چہ صادر گشت نیکوست
وجود آنجا کہ باشد محض خیر است ‏ ‏ اگر شریست در وی آن ز غیر است
مسلمان گر بدانستی کہ بت چیست ‏ ‏ بدانستی کہ دین در بت پرستیست
وگر مشرک ز بت آگاہ گشتی ‏ ‏ کجا در دین خود گمراہ گشتی
ندید او از بت الا خلق ظاہر ‏ ‏ بدان علت شد اندر شرع کافر
تو ہم گر زو نہ بینی حق پنہان ‏ ‏ بہ شرع اندر نہ خوانندت مسلمان
ز اسلام مجازی گشتہ بیزار ‏ ‏ کرا کفر حقیقی شد پدیدار
درون ہر بتی جانیست پنہان ‏ ‏ بزیر کفر ایمانیست پنہان
ہمیشہ کفر در تسبیح حق است ‏ ‏ و ان من شیٔ گفت اینجا چہ دق است
چہ میگویم کہ دور افتادم از راہ ‏ ‏ فذرہم بعد ما جاءت قل اللہ

بران خوبی رخ بت راکه آراست	که کشتی بت پرست از حق نمی خواست
همون گردد هم گفت و همو بود	نکو کردو نکو گفت و نکو بود
یکی بین و یکی گو یکی دان	بدین ختم آمد اصل و فرع ایمان
نه من میگویم این بشنو ز قرآن	تفاوت نیست اندر خلق رحمان

که ما ترى من خلق الرحمن من تفاوت فارجع البصر هل ترى من فطور
پس بفحواے الرحمن علی العرش استوى تمامی اشیاء در فیض رحمن ستاوی اند وبس
یہ سنکر قاضی نے زبان کو بند کر لیا تا زیست خود حاضر رہکر آئینہ صفت ہوگیا اور یہ
پوری حکایت علی عبد رؤس کے کلیات کی جلد ثانی مین کہ جنکا هزار بند رسولپور مین ہے
لکھی ہوئی ہے بمعائنہ اُسکے تصدیق کرو ۔ جہانتک کہ امکان مین مجھ فقیر بے بضاعت سے تھا
بکوشش و تلاش تمام واسطے پڑہنے شوق و تعلیم طالب کے لکھکر ختم کیا اب شائق
صاحب بصیرت اسپر لحاظ کرین کہ اگر طالب اعتقاد سے پورا اور مستقل پختہ اور مستعد
کامل نہ ہوگا تو پڑہانے سنانے سکھانے سی کچھ نفع نہ پہونچیگا اوقات معلم کی ضائع
ہوگی مگر ایک رسم ہی کہ جب مرید بیعت کر چکا تو پیر کو حق تعلیم ادا کرنا ضرور ہے کس
خادم الفقرا سنے اس تالیف کو یادگار اپنا چھوڑا اور طالبونکی نذر گذرانا میرا کام تھا
خواہ قبول ہو یا نہو دوسرونکا اختیار ہے یہ مسافر لاچار ہے نسبت اپنے دعاے
خیر کا خواستگار رہے ۔ میرے قلم اور فہم اور تحقیق کو یہ قدرت اور قوت نہین ہے
کہ جو تفصیل کرامات اور مکاشفات و حالات فیض ساقی اس جناب محبوب سبحانی
قدس سرہ علی سیرت حسن ثانی کی مین لکھ سکون مگر اکثر کتب مین لکھا دیکھا اور سنا ہے
کہ تینتیس ۳۳ ہزار کرامات اور مکاشفات حضرت کے قلمبند ہین اور جو بسبب طول کتاب کے

چھوڑ دیئے گئے اُنکا حساب نہین کہ بعید ہونگے اس ہیچمدان نے بھی بالکل تفصیل
اُنکی بسبب طولانی اس کتاب کے نہ لکھی دوسری کتابون مین ملاحظہ فرمائے حقیقت آنحضرت کا
ہین اب بنظر اختصار کچھ مضامین ضروریہ واسطے استفادہ طلبا کے سلسلہ قادریہ
جیلانیہ ممدوحہ کے جیسا کہ مجھے پہونچا موافق اُسکے تحریر کرتا ہون حضرات مخاطب ہوکر
اسم مبارک تو حضرت کے بہت ہین مگر یہ گیارہ سکہ بغدادی مین ہین اور مشہور ہین ؛
حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی غوث صمدانی قطب الاقطاب غوث الاعظم محبوب
سبحانی - حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی غوث صمدانی محبوب سبحانی
حضرت محی الدین عبد القادر فقیر یزدانی - حضرت سلطان محی الدین جیلانی - حضرت
خواجہ محی الدین جیلانی - حضرت مخدوم محی الدین جیلانی - حضرت ولی محی الدین جیلانی
حضرت بادشاہ محی الدین جیلانی - حضرت مولانا محی الدین جیلانی - حضرت غوث
محی الدین جیلانی - حضرت خلیل محی الدین جیلانی اور ملفوظ شریف حضرت سے
نسب نامہ حضرت کا یہ ہے ابو محمد محی الملتہ والشریعتہ والحقیقتہ والدین عبد القادر
رضی اللہ عنہ بن موسی ابی صالح جنگی دوست بن عبد اللہ الجیلی بن سیف محمد سیف اللہ
بن یحیی الزاہد بن محمد داؤد بن موسی الجون بن عبد اللہ المحض بن حسن المثنی ابن
الحسن بن علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت پیران پیر غوث الاعظم کی بے تعداد مرید ہین
لیکن یہ اکیس خلیفہ یگانہ و بیگانہ سے کہ صاحب اجازت ہین کہ انھون سے سلسلہ
جاری ہے - سید عبد الرزاق فرزند کلان - سید عبد الجبار فرزند دوسرے
سید عبد الوہاب فرزند تیسرے - سید عبد العزیز فرزند چوتھے - سید ابراہیم
فرزند بی بی نفیسہ یعنے حضرت کی دختر - سید عبد اللہ فرزند دختر - سید موسی فرزند

واضح ہو کہ یگانہ ان دس مین چار فرزند اور چھ نواسے حضرت کے ہین - اور
اب گیارہ وہ جو بیگانے ہین - سید زین العابدین - شیخ احمد بدوی شیخ علی حداد
خواجہ محی الدین عربی - شیخ ابراہیم چشتی - سید تاج الدین - شیخ شہاب الدین
شیخ علی علیضم - سید شمس الدین بن علی حداد - شیخ عبدالقادر سہروردی ابونجیب
شیخ عبداللہ بن علی قادوی اور یہ نو خانوادے بہ لقب نوقادر مشہور ہین یعنی
سلسلۂ ایازیان خواجہ فضیل بن ایاز قادری سے اور سلسلہ طیفوریان بایزید بسطامی
عارف باللہ قادری سے اور سلسلۂ کرخیان شیخ احمد کرخی قادری سے اور سلسلہ
جنیدیان حضرت جنید بغدادی قادری سے اور سلسلہ فردوسیان حضرت نجم الدین
کبیرا قادری سے اور سلسلہ سہروردیان شیخ ضیاء الدین قادری سے اور سلسلہ
طوسیان علاء الدین طوسی قادری سے اور سلسلہ ہبیریان خواجہ ہبیرۃ البصری سے
اور سلسلہ خاص الخاص عزیزیہ یحییٰ جمال الدین عبدالعزیز بغدادی سے کہ یہ فرزند
کوچک حضرت محبوب سبحانی کے ہین اب طالبان شائقین کو معلوم ہو کہ اکثر [illegible]
خانوادونمین ایک دوسرے سے تعلیم مین فرق پایا جاتا ہے گو کہ نتیجہ دونون ایک ہی
مگر طریقہ تعلیم ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ظاہر ہے مجھ فقیر کے سلسلہ عزیزیہ کا یہ طور تعلیم ہے
کہ ابتداءً طالب کو کلمہ طیب کی تعلیم زبانی متوسط جہریہ اسطرح کرتے ہین کہ ناف سے
لا الہ کو ساتھ مد کے کھینچکر اور داہنے مونڈھے پر لا کر دل پر ضرب دی اور الا اللہ کو
فوراً ساتھ مد کے ام الدماغ سے کھینچکر دل پر ضرب دے گیارہ سو مرتبہ اور پھر [illegible]
ایکبار محمد رسول اللہ کہے اور مناسب تر یہ ہے دن ہو خواہ رات یہ ورد [illegible]
گوشہ مین کرے تاکہ خاطر طالب پراگندہ نہو چند روز مین تاثیر ظاہر ہوگی - اور طور تلقین

نفی و اثبات کی یون ہے کہ متوجہ قبلہ رو با ادب دو زانو بیٹھے اور انکھون کو بند کرلے
اور لا نفی کو ناف سے نکالتے شانہ چپ پر ... اور سر سے کھینچکر اپنے بائین کاندھے
پہونچا دے اور لفظ اله کو ... دل پر ... سے نکالے اور الا اللہ کو زور سے ...
اور لا اله سے نفی ذات خود اور الا اللہ سے اثبات اللہ تعالی کا کرے ... اور ابتدا
تین بار بعدہ ایک ایک بار بتدریج بڑہاوے تا آنکہ تین سو ساٹھ تک پہونچا دے
ابتدا دو سو تک جہر اس طریق سے جبکہ دو سو سے بڑہے تو بلفظ (خفی) اور طرح
پاس انفاس کی یون ہے کہ دم اوپر کو لا اله کا لاوے اور دم نیچے کو الا اللہ کا لیجاکر
دل پر ضرب کرے اور طریق دوسرا یہ ہے کہ دم اوپر کا ساتھ ہو کے لاوے اور دم
نیچے کا ساتھ اللہ ہو کے دلپر ضرب دے اور اس مقدمہ مین حضرات قادریہ اور چشتیہ مین
فقط فرق عروج اور نزول کا پایا گیا اور ترکیب اسم ذات یعنی یک ضربی اسم ذات
باشد وجہر آ دلپر اور دو ضربی داہنے زانو پر دوسری بار اور سہ ضربی مین داہنے
زانو پر پہر بائین زانو پر اور پہر دلپر اور چار ضربی مین پہلے داہنے زانو پر پہر بائین زانو پر
پہر آگے سینہ پر پہر دلپر زور سے ضرب مارے اور ہر ترکیب مین مربع بیٹھے
قاعدہ ذکر آرہ اسم ذات کو ناف سے دم اٹھاکر کے قوت سے لا کو کھینچکر تا فم معدہ
اور الا اللہ کو داہنے مونڈہے پر پہونچاکر کسی قدر سر اور نگاہ کو اٹھا کر پشت کیطرف
مخاطب کرکے پہر فوراً سینہ کو گردش کرکے دلپر زور سے ضرب دے تین سو ساٹھ بار
اسیطرح کرے کہ جیسا نجار آرہ کو لکڑی پر کھینچتا ہے اور اس ذکر کو جناب ولایت مآب
محبوب سبحانی قدس سرہ نے بہت کیا ہے اور اسکی بہت بڑی برکت ہے کیا نسبے
زائد اور طریق اسم ذات خفی کا یون ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کر سانس سے جہان تک

تمکین ہو اسم ہو اللہ لکھے مگر احتیاط باریکی سے کہ لفظ اللہ کو ناف سے کھینچکر قلب تک لاے
اور ہو کو زور سے ام الدماغ سے کھینچکر دلپر ضرب کافی دے لازم ہو کہ طالب رات دن یہی
کرتا رہے تا آنکہ اسکو مداولت سے خوب پختہ ہو جاوے پھر از خود جاری رہیگا اور شغل میت
ساتھ ذکر کے یون ہے کہ دن ہو خواہ رات طالب منہ طرف آسمان کے کرکے لیٹے
اور دونون ہاتھ اپنے برابر سرین کے پھیلا دے اور آنکھونکو بند کرکے ذکر لا الہ الا اللہ
زبان کو تالو سے لگا کر بطور خفی ناف سے لا الہ کو قلب تک لاوے اور ام الدماغ سے
الا اللہ کو قلب پر ضرب دے جانتک کہ طالب خود مین قوت پاوے اور طالب
اسوقت یہ خیال باندھے رہے کہ مین مردہ ہون اور الا اللہ میرے قلب سے خودبخود
جاری ہے چنانچہ یہ شغل میت واسطے ضعفا اور ناقصین کے مقرر ہے اور شغل آسمان
یون ہے کہ دن کو بعد زوال دوپہر زیر سایہ دیوار پشت کو آفتاب کیطرف کرکے دوزانو
زمین پر بیٹھے اور دونون ہاتھ کی انگلیونکو کھلا رکھکر دونون گھٹنونپر اپنی جما دے
اور نگاہ سخت سے آسمانکیطرف دیکھے اور جبتک دیکھا کرے یا لطیف پڑھتا رہے
طالب جب تک کہ اپنے مین قوت پاوے اور آنکھونپر زیادہ بار معلوم ہوگا اور دم
بدم پانی آنکھونسے ٹپکیگا گوارا کرے بعد چند روز کے نگاہ ٹھہرے گی اور پانی کا نکلنا بھی
موقوف ہو جائیگا پس کار انجام پائیگا یون تو روز اول سے روحانیات بطور لختہ پنبہ اڑتی
چلتے زیر آسمان معلوم ہونگے پھر وہ بعد چندے ساتھ شکلون کے قائم ہو جاینگے - اور
شغل برزخ یون ہے کہ ذکر مسجد کا کھڑا ہوا اور دلمین ذکر ہو جاری رکھے مگر ساتھ حبس دم
اور درمیان دونون ابرو کے پلک بالا اٹھا کر آسمان پر برابر نظر رکھے اور پھر اوپر ہوا کی
نظر ڈالے پھر چشم راست کو کھلا رکھکر اور چشم چپ کو بند کرکے جیسا کہ بندوق شست پر نظر کرتا ہے

اسیطرح ناک کے داہنے پردے مین نور بے کیف وجود مطلق کو ظاہر ہے معائنہ کیا کرے
چندروز مین ظاہر ہو جائیگا مگر اس شغل کے کرنے مین پلک نہ مارے آنکھونکو زور دیئے رہے
اور دل مین اس بات کو یقین کرنا ضرور ہے کہ جو کچھہ دیکھتا ہون پاتا ہون یہی مقصد میرا ہے
کہ اس سے فنائے خود اور بقائے مطلوب حاصل ہوتی ہے شغل اسم ذات کا طریقہ یون ہے
کہ ایک چوفتہ کاغذ سرخ رنگ گندہ پر اسطرح کی شکل صنوبر ھلللہ کہ یہ لفظ دونون حرف
اللہ ہی اُسپر طلا سے لکھے اور بوقت شغل اُسپر نظر کو جمایا کرے اور ہر وقت اس
تصور کو قائم کرلے کہ ایسا میرے دل مین لکھا ہوا ہے چنانچہ بعد چندروز کے اس تصور
پختہ کے بدرقہ سے طالب کو ظاہرا تجلی اسکی معلوم ہوگی چنانچہ مجھہ فقیر کے پیرو مرشد نے
بروقت اس مذاکرہ کے مجھسے فرمایا کہ مین دہلی مین تھا ایک شخص صدمۂ درد دلسے
مرگیا میرے سامنے ڈاکٹر نصرانی آیا اور اس میت کے پہلو کو چیر کر دل اُسکا باہر
نکالکر چیرا اور تشخیص مرض کرلی تو مینے بچشم خود دیکھا کہ اُسکے دل کی بافت مین موافق
اس نقشہ اللہ کے صاف لفظ اللہ پیدا تھی مجھے اسدم یہ یقین ہوا کہ حق تعالے نے
پہلے ہی ساخت دل آدم مین اپنے اسم ذات کی بافت فرمائی ہے ضرور ہے کہ طالب
اُسکا جلوہ اپنے کسب تصوریہ سے ظاہر کرے اور یہ ترکیب شغل سہ پایہ دوسرا طریقہ
یون ہے کہ طالب روبقبلہ دوزانو بیٹھے اور دونون آنکھو بند کرکے زبان کو تالو سے
لگا دے اور حضوری سے تصور کرکے زبان دلسے اللہ سمیع بلا حفظ نورانی ناف سے
نکال کر وسط سینہ تک پہونچا دے اور سینہ سے اللہ بصیر کو نکال کر ام الدماغ تک
پہونچا دے اور پھر وہانسے اللہ علیم کو نکال کر عرش تک پہونچا دے پھر اللہ علیم کو
عرش سے دماغ تک اور اللہ بصیر کو دماغ سے سینہ مین اور اللہ سمیع کو سینہ سے ناف مین لائے

اسیطرح سے دورہ عروج ونزول کا ناف سے شروع اور درجہ بدرجہ مذکور اسی الطریق سے
ہوتا رہے بعضے بزرگ ہمراہ ان کلمات مذکور کے انشاء قدر یعنی زیادہ کرتے ہیں طریق سلطان
الاذکار کہ جسکو سلطان السر اور سلطان الحیات اور سلطان الحیرت اور صوت سرمدی
اور صورت حسن اور شکل ہمس اور آواز بیرنگی اور آواز مطلق اور آواز قدیم اور ذکر روح
اور انفس اور جسم اور ناغذ الانبیا اور وید اور شبد اور انحد اور زبان ہندی [illegible]
سکر سنتالی کہتے ہین اور حضرات صوفیہ کرام نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ [illegible] پایا
پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ظاہری اور باطنی نعمت اور یا باب نعمت حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کو اور انھین سے بواسطہ ایک دوسرے کے یہانتک پہونچی شغل کہ یہ
شغل آواز کا ہے اور آواز تین قسم کی ہوتی ہے یعنے ایک دونوں انگلیوں کی
جیسا کہ دونوں ہاتھونکے ملنیکی حرکت سے اور ایک ہاتھ کی حرکت سے نہین نکلتے اس
آواز محدث اور مرکب کہتے ہین اور دوسرے جسم کی بحرکت اور آتش اور باد لفظ غیر
عنصر کی بے ترکیبی سے انسان سے ذریعہ سے نکلتی ہے اس آواز کو بسیط اور لطیف کہتے ہیں
تیسرے یہ آواز بیحد اور بیواسطے ہمیشہ ایک ہی طرح پر ظاہر اور جاری رہتی ہے کم و بیش
تغیر اور تبدل نہین ہوتی اور بے جہت سے گویا تمام عالم اس آواز سے پر ہے اور کوئی
شی خالی اس آواز سے نہین مگر اہل دل کے سوا کوئی اس آواز کو پہچان نہین سکتا
اور نہ سن سکتا ہے یہ آواز کل موجودات کی پیدائش سے پہلے تھی اور اب تک اور ہمیشہ
رہیگی ایسی آواز کا نام بیحد اور مطلق ہے اور کوئی شغل اس سے بہتر اور بالا تر نہین ہے
شاغل احتیاط اور سعی سے تمام اشغال صادر ہوتے ہین جب شاغل اس سے باز رہتا
منقطع ہو جاتا ہے مگر یہ شغل شریف شاغل کے بے ارادہ اور بے انقطاع اور انفصال کی

میسر ہوتا ہے اکثر صحیح احادیث سے جو صحاح ستہ مین موجود ہین ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس شغل مین مصروف رہتے ہین مگر کسی عالم نے اس معنی کے
تفسیر نہین لکھی حضرت خدیجۃ الکبری مروی ہے کہ رسول خدا نبوت سے پہلے کھانا اپنے ساتھ
لیکر غار حرا مین جو مکہ معظمہ کے نزدیک مشہور ایک غار ہے تشریف لیجاتے اور ساتھ اس
شغل کے مشغولی فرماتے اُسکے اثر سے حضرت جبرئیل کیصورت ظاہر ہوتے اور
وحی اُترنے کی ابتدا بھی یہی ہے اسکے بعد جو کچھ ہوا ہوا اور جناب غوث الاعظم محبوب
سبحانی نے اکثر اسکو شغل فرمایا ہے یہ شغل غوثیہ قادریہ عالیہ رضوان اللہ تعالی یون ہے
کہ سالک کو لازم ہے کہ بروز پنجشنبہ غسل کرکے لباس فاخرہ زیب تن کرے اور عطر وغیرہ
ملے اور بیچ حجرۂ تنگ کے اگر ولوبان وغیرہ روشن کرے اور اوپر بستر کے اسطرح سوے
کہ پاشنہ پاے راست کا اوپر ران چپ کے اور پاشنہ پای چپ اوپر ران راست کے
رکھکر دست راست بیچ بغل چپ کے اور دست چپ بیچ بغل راست کے رکھکر اور
گردنکو سیدھا کرکے بسوی آسمان لیٹے اور لاحظہ تصور اپنے مرشد کا کہ اللہ اور محمد اور علی کا
کرے اور دلکو وسواس اور خطرہ سے پاک رکھے اسم ذات کو ساتھ حبس دم کے بشدت تمام
ناف کے نیچے سے کھینچکے اوپر دل صنوبری کے لاوے اور اُسی جا قرار دے اسواسطے
کہ دم جاری گری ذکر اسم ذات مین مع تصور مشغول ہوا ور دل صنوبری سے کھینچکر سینہ پر
لاوے اور اُسیطرح سے ذکر مین مشغول رہے اور سینہ سے کھینچکر حلقوم مین لاوے اور
ساتھ ذکر و تصور اسم ذات اشتغال کرے بعدہ اُسی اسم کو ہو تصور کرکے ام الدماغ کو
پہونچاوے اور وہان احد احد ضرب دے اسیطور سے کیا کرے بعد اُسکے بصورت
اور بیحرکت نشان انا انت انت انا انا احد احد اللہ ساتھ معنی الفاظ کے مستغرق ہو

ہرگاہ کہ نفس تنگی نکرے ہوا کیونکہ کر منخر راست بینی سے دم کو آہستہ چھوڑے کہ ہیچ ایک
جلسہ کے حسب مقدار اپنے نہ ہیچ شکنجہ کے کھینچے ترقی پاویگا اور ہر روز ہ نکرے ہر پنجشنبہ کو
حسب مذکورہ بالا کرے اور اگر زیادہ سے زیادہ شوق طلب رکھتا ہو تو دوشنبہ اور پنجشنبہ
کیا کرے مگر پہلے شروع اس شغل کا [illegible] کے پنجشنبہ کے روز عروج ماہ میں دو رکعت نماز بنام حضرت
غوث الاعظم قطب الاقطاب ربانی محبوب سبحانی رحمت یزدانی ادا کرے پھر شغل میں بحضور
قلب مصروف ہو چند ماہ میں فائدہ عظیم دیکھے طریق نفی و اثبات بیچ حبس دم کے معا
سالک چاہیے کہ بجلسہ معہودہ کے بذکر و تصور نگاہ رکھے و تصور صداے ہا ہو ہی
بیشتر کرے اور کلمات اثبات کو اوپر دل کے تصور کرے اور دم حبس کرے زیر ناف
باہستگی اوپر دل صنوبری کے اور پھر اسکو ام الدماغ پہونچا وے اور کلمہ اثبات الا اللہ
بحرکت لب زبان سے سات بار کہے اور ایکبار ہر روز زیادہ کرتا رہے تا آنکہ سات سو تک
پہونچا دے پھر کمال اس شغل کا دیکھے کہ پردہ ظلمانی سامنے سے اٹھ جاویگا اور منزل
نورانی کو پہونچیگا اس مقام کی ہوشیاری رکھے کہ وہان نور غیر سے مبتلا نہو کہ خطرہ
رجیم علیہ اللعن اکثر ایسے موقع پر درپیش ہوتا ہے اور طریق نفی و اثبات خاص الخاص
واسطے حصول حدیث بیچ حبس دم کے سالک کو جذب لازم ہے اور ضروری ہے کہ بیچ حبس و
عروج و نزول ماہ میں ورزش کرے معنے اول تصور ھو مع تلفظ بذکر ھو بلاحظہ معنی الا اللہ
اسی قلب صنوبری پر ضرب دے اور تصور ھو بلاحظہ معنی محمد رسول اللہ اوپر دل دور رکھے
کہ ام الدماغ ہے چھوڑے یہ نزول عروج کرے ھو ھو اسی قسم سے کہتا اور کرتا رہے
لفظ ھو بمقام ناف نیلوفری اور لفظ ھو بمقام دل صنوبری اور لفظ ھو بمقام [illegible]
ام الدماغ ہے ان تینوں کا ملاحظہ باحتیاط تمام ہر مقامات کا چاہیے تھوڑے [illegible]

طالب فیضان الٰہی سے جذب مترشح ہوگا اور یہ ایک طریقہ مواظبت اسم ذات تنہا کا سلسلۂ
عزیزیہ قادریہ میں مشتہر ہے سالک کو چاہیے کہ بعد ادائے نماز تہجد کے خلوت میں جا کر اور
آنکھیں بند کرکے اور زبان کو تالو سے لگا کر اور اندیشوں کو خاطر سے علیحدہ کر کے متوجہ [illegible] ہے
صنوبری ہو کر اسم ذات اللہ یعنی اللہ اللہ ذکر کرے [illegible] گویا کہ [illegible] کانوں سے سنتا [illegible]
وہ سنتا ہے اور قلب حواس خمسہ کو مصروف [illegible] اس آواز کے [illegible] رہے
اور رجوع بھی کرے اگر فی الجملہ اس سے حرکت محسوس ہو یعنی یہ خیال گزرے کہ قلب
متحرک ہے یا حرکت نفس یا خیال محض ہے اسی بات پر [illegible] حرکت [illegible] چاہیے
اور بعد ظہور کے یقین کرے کہ یہ ترقی کریگا تا آنکہ تخیل [illegible] خیال غیر اور دور ہو
اٹھ جائے اور محقق ہو کہ مضغۂ قلب متحرک ہے اور [illegible] ذاکر ہے تب سالک
اس سعادت سے مشرف ہو گیا پھر پیوستہ ساعی رہے [illegible] قلب [illegible]
بگوش خود سنے اور زبان ساکت رہے فقط کان دروازۂ قلب پر [illegible] جب ایسا
ظہور میں آگیا تو مرتبہ اس مشقت کا حاصل ہوا اور ثمرہ اسکا ملا اور بعض کو نہیں بھی ہوتا
بسبب جریان نفس کہ اکثر وہ مانع اس حرکت کے ظہور کا وسوسوں سے ہوتا ہے
اس صورت میں لازم ہے کہ نفس کو زیر ناف حبس کرے تاکہ قلب حکم حوض آب کا پکڑے اور
اس ضبط سے موج محفوظ ہو کہ اس صورت سے حرکت قلب کی مشہود ہو اور آہستہ آہستہ
حبس کو زیادہ کرتا رہے یکبارہ نہ بڑھائے کہ حبس سخت سے ضرر کا اندیشہ رہتا ہے اور بیچ وقت
چھوڑنے نفس کے ساتھ آہستگی کے چھوڑے جبکہ حرکت محسوس ہو ذکر قلب کا جاری ہوگا
اور رفع حرکت میں سعی لازم و ضرور ہے کہ حرکت ضعیف ہو جاوے تھوڑی تساہلی میں
بہت نقصان ہوتا ہے اور سالک اپنی مشقت سے مایوس ہو اور اس جریان ذکر قلب کو

ذاکر حقیقت جانے اور جو طالب دوسرے اوراد و تلاوت وغیرہ کا عمل رکھتا ہو تو
اسکو ترک کرے کہ انصرام دو کارکا برابر ممکن نہین اور روز و شب اسی ذکر مین مشغول رہے
ساتھ جوارح کے عادت کرلے اور جبکہ یہ نسبت ساتھ اپنے غالب دیکھے تھوڑی آنکھ کھولے
اور توجہ بقلب ہو مبتدی ابتدا خلوت کی اور جبکہ حرکت بمرتبہ ہو پہنچے اور سننا ذکر اللہ کا زبان دل سے
ظاہر ہوگا پھر وہ حرکت قلب صنوبری بیچ سب اعضا کے منتشر ہوگی یعنے دوسرے عضو بھی
ذکر کرنا شروع کرینگے اور ذکر سے اعضا کے مراد حرکت سے ہے نہ آوازکی اور بروقت حرکت
اعضا کی سالک متوجہ بقلب صنوبری رہی کہ اس سے مدد کافی اعضا کو ملیگی یعنے کبھی دست راست
متحرک ہوگا اور کبھی پاؤن اور کبھی سر طالب کا اور جبکہ نور منبسط ہوا بعد تھوڑی مدت کے
جمیع اعضا بدن کے اوپر وہ نور احاطہ کریگا اور سر سے پاؤن تک فرنور منور کردیگا اور
دوسرے حالات سالک پر ظاہر ہونگے کہ جس سبب سے وہ کبھی شادان اور خندان اور گاہ
افسردہ اور حیران اور کبھی گریان و بریان و نہایت پریشان رہیگا مگر ایسی حالت مین
ساتھ کسی حال کے سالک ملتفت نہو اور اسدرجہ ذکر مین مستغرق رہی کہ تمام بدن اسکا مرتبہ
ذکر اللہ اللہ کرنے لگے اور اس مقام سمجھے کہ مین سنتا ہون اور سب اعضا ساتھ دل کے
موافق ہین اور کبھی غلبہ دل کا اعضا پر اور کبھی غلبہ اعضا کا دل پر ہوا کریگا اور اوائل ذکر مین
قلب پر زیادہ زور کرنا اور آخر مین دوسرے اعضا پر زور دینا مناسب ہی اور بعض کو آواز
اور حرکت باہم اور بعض کو علحدہ علحدہ اور فائدہ دونون حرکت اور آواز کا مساوی ہی
اور اگر آواز اور حرکت دونون باہم قوت پر معلوم ہون واہ اسکو نور علی نور سمجھنا چاہیے
الاہمالگے تو اس ذکر کی زیادہ مداولت کرنا لازم ہی کہ اس ذکر سے امید تکمیل کمال کی ہے
اور ملاحظات بیچ نفی اور اثبات کی بہت ہین لیکن اسطرح بیچ نزول اور عروج کی لحاظ بند

اول لا معبود الا اللہ دوم لا مطلوب الا اللہ سوم لا موجود الا اللہ اور یہ نزول ہے پستر اول
لا موجود الا اللہ دوم لا مطلوب الا اللہ سوم لا معبود الا اللہ اور یہ عروج بھی پھر جس طریقے
اللہ اول مذکور ہوا نزول کرے اول لا معبود الا اللہ دوم لا مطلوب الا اللہ سوم لا موجود الا
اللہ اور یہ عروج اور نزول کے نو عدد ہیں ضرور ہے کہ ان نو کو بیچ ایکدم کے کہے اور سعی بلیغ
کرے کہ بیچ ہر دم کے پہلے سے زیادہ دم بڑھے اور جو کہ بیچ ایک دم کے نو کہا تو ان
سبکو ایک دم سمجھے اور نزول بیچ مرتبہ ثالث کے عروج ہوتا ہے اگر روبروے مرشد کے
مجتمع ہوں دور حلقہ کا مقابلتاً کوئی جانب راست سے شروع کریں اور یہی ذکر جہر کریں
اور ایک طریق ذکر کا یہ ہے کہ اول تجدیداً مرید توبہ کرے اور کلمہ رد کفر کا پڑھے یعنی یہ
اللہم انی اعوذ بک من ان اشرک بک شیئاً وانا اعلم بہ واستغفرک لما لا اعلم
بہ تبت عنہ واسلمت واقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بعد اسکے استغفر اللہ
الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم غفار الذنوب واتوب الیہ ایکبار کہے پستر
الصلوات والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوات والسلام علیک یا حبیب اللہ
الصلوات والسلام علیک یا نبی اللہ تین بار پڑھے بعد اسکے کلمہ طیب بالتسمیہ تین بار ساتھ
مد دراز کے باواز بلند ساتھ ملاحظہ اور سات صفات سلبیہ اور سات صفات ایجابیہ کے
چنانچہ جو ذکر ہو چکے اور واسطہ کو بیچ کسی ذکر کے اور بیچ سب حال کے ترک نہ کرے ۱۰
ترک نہ کرنیسے یہ ہے کہ اپنے اوپر واجب جانے اسکو کلمہ لا الہ الا اللہ با واسطہ اور با ملاحظہ
مدام ذوق وانشراح ترقی کرے اور بعد قوت انشراح و ذوق کے شوق ذکر و فکر
سکوت اختیار کر لے اور دم کو کھینچے اور ساعت دو ساعت ساتھ تواضع وانکسار کے
سر جھکائے اور اوپر قلب کے امیدوار واردات کا ہو اور پھر تین بار کلمہ طیب جیسا کہ ذکر

ذکر آچکا ہی بعد اُسکے ذکر لا الٰہ الا اللہ کرے تا ذوق و انشراح بیچ وجود اپنے کے پاوے اور کہتا
پھر لیٹے ایکدو ساعت دم پھر بیٹھے کلمۂ طیب کے طریق مذکور پر ذکر اللہ مشغول ہو جبتک کہ شوق
انشراح باقی ہی ذکر کرے اور مستغرق رہے اور لازم ہی کہ ہر کلمہ کو بیچ ذکر کے صحیح اور درست تمام
پڑھا کرے اور ذکر الا اللہ زیادہ ذکر لا الٰہ الا اللہ سے ہو اور ذکر اللہ اللہ زیادہ تر ذکر الا اللہ سے کرے
اور بعد فراغت ہر دو ان اذکار سے ساکت ہو جیسا مذکور ہو چکا ہی پھر تین بار کلمۂ طیب کہے بعد
دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگے اور فاتحہ بارواح حضرت رسالت پناہ اور بارواح علی مرتضیٰ
اور بارواح حضرت غوث الاعظم او جمیع سلاسل حضرات پیران پیر عظام علیہم الرحمۃ والغفران
پڑھے ہو کہ اس سے بیشک جمعیت باطن واسطے ذوق و کشود کار و شوق ربانی کے اور فتح الواب
انوار سبحانی کے ہوگا اور بنا پچہ اسم ذات کو اتنے دن میں ایک ہزار بار تک بصورت کلمہ
اور ملاحظہ بیچ ذکر اسم ذات کی موجود گا ہی اگر طالب بیچ ذکر کے شوق و انشراح دیکھے بذکر سبحان اللہ
مشغول ہو بعد اُسکے بذکر الحمد للہ مشغول ہو اور بعد اُسکے بذکر لا الٰہ الا اللہ مشغول ہو اور بعد اُسکے
بذکر اللہ اکبر کا مشغول ہو لیکن ذوق شرط ہی ساتھ اسم ذات باصفات کے۔ ذالک فضل اللہ
یوتیہ من یشاء۔ اور بدر قات نور اللہ قدیر اور نور اللہ علیم اور نور اللہ بصیر اور نور اللہ سمیع
جو ہمراہ روح خود کے رکھتا ہوتا ہے نفع اسکا دوسری کتابوں سے معلوم کر لینا چاہیئے۔ اور
مراقبہ رقیب سے مشتق ہی اور رقیب چوکیدار کا لقب ہی کہ جو نگہبانی کرتا ہی اور مراقبہ کی باتین
طریق مین عمل اسکا فقط وسواس غیر کو آنے نہین دیتا اگر قلب طالب کا صاف اور مستقل ہی
تو اُسکو مراقبہ کی ضرورت نہین ہی اور تحقیق ہی کہ محبوب اور مقصود اصلی سے ملنے کی ریاضت
اور راہ دوسری ہی بلکہ اکثر طالب مراقبہ سے مراقب ہو کر ہلاک بھی ہو گئے اور کچھ نہ پایا نقصان آیا
اور مراقبہ مین بہت زور دینا پڑتا ہی تاکہ اُنکا دل مراقب کا بہت خستہ ہو جاتا ہی اور جگہ دل خستہ گی

تو وہ دوسرے کام کے لایق نہیں رہتا بس مراقبہ مین نہ دیکھو بانہ نکی توت کم ہو باقی
دوسرے کام کے رہے ورنہ جیسا دل بیکار رہوا پھر کچھ نہو گا طریق کشف ارواح اور ملائکہ کا
ہو کوئی دوسری روح ہو چاہیے کہ طالب داہنی جانب سبوح اور بائین جانب قدوس اور سینے
آسمان رب الملائکۃ اور دل نحو زمین والروح ضرب کرے دو ہزار بار اگر چار ہزار بار ہو تو
بہت بہتر ہے اور توجہ طرف طلب مطلوب کے رہے پس وہ روح بیداری مین یا خواب مین
حاضر ہو جاوے گی مگر ترکیب اسکی ساتھ طوالت شغل آسمان بعد زوال دوسرے ذکر دوسری
کتابون مین مفصل لکھا ہے ملاحظہ ہو ۔ طریق کشف الوجود کا یہ ہے کہ جانب راست کو یا احد جانب
چپ کو یا صمد ہزار ہزار بار پڑھے اور طالب داہنے مونڈھے کیطرف سر کو پھیر کر یا حی اور دل مین
یا قیوم ضرب کرے کشف الوجود خود بخود ظہور ہوگا مگر اس سے دینی کچھ نفع نہیں ہے ۔ واسطے
کشف قبور کے پہلے اکیس بار یا رب کہے اور آسمان کیطرف یا روح اور قبر پر یا روح اور اپنے
دل پر یا روح الروح پے در پے برابر بصفت شکوہ یا بی دیکھے وہ پھر دنکو برابر حاضر رہکر ضرب کرے
علانیہ یا خواب مین حال میت کا مفصل معلوم ہوگا مگر اسکے اول قبر فاتحہ پڑھکر قبر کے پاس
داہنی طرف بیٹھے بعد اسکے آسمان کیطرف الکشف لی یا نور گیارہ بار کہے اور پھر اپنے دل پر
بھی گیارہ بار ضرب دے بعد اسکے گیارہ بار ہی حالت قبر پر ضرب کرے جب یہ عمل انصرام
ہو پہنچے اب اگر روز اول سے چالیس روز تک مگر واضح ہو کہ ایسے مکاشفات سے مقصود اصلی
یعنے محبوب مرغوب اصلی نہیں ملتا وہ بات دوسری ہے اور ایسے اعمال واسطے نمایش حصول
اور حصول عزت مشائخ کے ہین بلکہ ایسی باتونکو بزرگان صوفیہ کمزوری جانتے ہین ۔ اور
بیان لطائف ستہ کا دوسرے سلسلہ مین لکھا جاتا ہے ساتھ اذکار و اشغال و افکار کے
اور سوا اسکے جو لوازمات سے اسکے ہین اس سلسلہ مین بسبب طوالت تحریر کے نہ لکھا ۔ اور اس

طریقہ عالیہ عزیزیہ قادریہ مین پابندی صلوات وطہارت ہمیشہ کی زیادہ تر خوظ رکھنی بہت
چنانچہ بعد ادای نماز مغرب کے نماز اوابین چار رکعت کی بہت تاکید ہے اور ترتیب اسکی
یہ ہی کہ اول رکعت مین سورہ انا انزلنا اور دوسری رکعت مین سورہ قل ہو اللہ احد بعد تحیات
پہر دو رکعت سادہ اور التحیات پہر دو رکعت سادہ اور التحیات اور سلام یہ نماز ہر طالب کو
لازم ہی کہ مغرب کے بعد اس نماز کو ہرگز ناغہ نکرے خواہ مخواہ پڑہے اور طریقہ عالیہ مین پانچ
تسبیح کی مداومت واجبات سے ہی اول تسبیح سبحانک لا الہ الا انت یا رب کل شیء ووارثہ
ورازقہ وراحمہ دوسری تسبیح سبحان اللہ بحمدہ استغفر اللہ من کل ذنب واتوب الیہ
تیسری تسبیح لا الہ الا ہو وحدہ لا شریک لہ چوتھی تسبیح وہو العلی العظیم پانچوین تسبیح لعل اللہ
یحدث بعد ذالک امرا چھٹی تسبیح ازفت الازفۃ لیس لہا من دون اللہ کاشفۃ ۔۔ اور
سلسلہ قادریہ بیعت اس فقیر کا اسطرح سے ہی کہ مجھے بیعت حضرت سید نظام الدین احمد سے
اور انکو سید قطب الدین سے اور انکو سید عبد اللہ الحسین بغدادی سے اور انکو سید مالک سے اور انکو
سید صفاء الدین ثانی سے اور انکو سید درویش سے اور انکو سید نور الدین ثانی سے اور انکو سید
حسام الدین سے اور انکو سید نور الدین شغول سے اور انکو سید محمد ولی الدین سے اور انکو سید شہاب الدین
اور انکو سید شرف الدین سے اور انکو سید شمس الدین سے اور انکو سید محمد ثنا سے اور انکو سید
عبد العزیز سے اور انکو حضرت قطب الاقطاب ربانی غوث الصمدانی محبوب سبحانی سید محی الدین
ابو محمد عبد القادر جیلانی سے اور انکو شیخ ابو سعید مبارک بن علی بن حسین مخزومی سے اور
شیخ ابو الحسن علی ہکاری سے اور انکو شیخ ابو الفرح یوسف طرطوسی سے اور انکو شیخ ابو الواحد
بن عبد العزیز یمنی سے اور انکو شیخ ابو بکر عبد اللہ شبلی سے اور انکو سید الطائفہ شیخ ابو القاسم
جنید بغدادی سے اور انکو خواجہ ابو الحسن سری سقطی سے اور انکو شیخ المشائخ شیخ صفاء الدین سے

اور انکو شیخ اسد الدین کرخی سے اور انکو امام علی رضا علیہ السلام سے اور انکو امام
موسی کاظم علیہ السلام سے اور انکو امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انکو امام محمد باقر
علیہ السلام سے اور انکو امام زین العابدین علیہ السلام سے اور انکو امام حسین علیہ السلام سے
اور انکو امام حسن علیہ السلام سے اور انکو اسد اللہ الغالب مطلوب کل مطالب علی حیدر کرار
ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ مظہر العجائب سے اور انکو حضرت سرور کائنات خلاصۂ
موجودات آئینہ جمال رب المشرقین والمغربین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
خاتم المرسلین سے ملا اور وہ ذات باری تعالی سے فیضیاب ہوئے - ذکر مختصر سلسلہ عالیہ حضرات
چشتیہ قدسیہ مجھ ہیچمدان کے خامہ کو اسقدر قوت نہین ہے کہ شرح حالات کرامات وغیرہ
وفیض رسانی اس جناب خواجہ بزرگ عطای رسول کو مین لکھ سکون مگر اکثر کتابونمین لکھا
دیکھا اور سنا کہ لا تعد ہین کہ تا یوم الورود اجمیر کے سولہ ہزار پہلے وقوع مین آچکے تھے
بعد اسکے پھر شمار نہین رہا کہ مورخین نے بسبب طولانی تحریر کے چھوڑ دیا اسکا حساب نہین
تصدیق میری تحریر کی دوسری کتابونسے کرو کیفیت کما حقہ آشکارا ہو یہ ناچیز کچھ مختصر ضرور
واسطے فائدہ طلبائے طریقت کے سلسلہ چشتیہ قدسیہ ممدوحہ جیسا کہ مجھے پہونچا موافق اسکے
لکھتا ہون حضرات مخاطب ہوکر اسم مبارک تو خواجہ بزرگ کی بہت ہین مگر یہ گیارہ مشہور ہین
حضرت خواجہ بزرگ محمد معین الحق والدین احمد چشتی ہند الولی عطای رسول بن شیخ غیاث
الدین چشتی سجزی خواجہ بزرگ محمد امین الدین حسن سجزی قدس سرہ عطای رسول خواجہ
بزرگ محمد شمس الدین چشتی عطای رسول خواجہ بزرگ محمد قمر الدین حسن چشتی سجزی عطای رسول
خواجہ بزرگ محمد ضیاء الدین حسن چشتی عطائی رسول خواجہ بزرگ محمد امیر الدین حسن سجزی
عطای رسول خواجہ بزرگ محمد سیف الدین حسن سنجری عطای رسول خواجہ بزرگ محمد

حفیظ الدین حسن سنجری عطای رسول خواجہ بزرگ محمد مسیح الدین حسن سنجری عطای رسول
خواجہ بزرگ محمد زین الدین حسن سنجری عطای رسول خواجہ بزرگ محمد فتیح الدین حسن چشتی سنجری
اور حضرت خواجہ بزرگ عطای رسول کی غیر تعداد مرید ہین کہ انحصار اُسکا کتب سے پایا نہین جاتا
مگر تحقیق سترہ خلیفہ آپکے کہ جنسے سلسلہ جاری ہو چکے ہین وہ یہ مشہور ہین - خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی - سلطان التارکین حمید الدین صوفی - اوحد الدین کرمانی عرف عبد اللہ بیابانی
خواجہ قمر الدین - سید معین الدین - قاضی حمید الدین ناگوری - شیخ وجیہ الدین کرمانی
شیخ برہان الدین عرف بدو - شیخ احمد کرمانی - شیخ محسن - سلیمان غازی - شیخ شمس الدین
خواجہ حسن خیاط - شیخ شہاب الدین بغدادی - سید محمود بہاری - حضرت حسام الدین -
حضرت مخدوم حسین ناگوری - اور یہ سترہ بزرگ کہ انکو نہ حضرت خواجہ بزرگ سے اور نہ کہین سے
دوسرے سے بیعت ہوئی مگر ارادے سے آکر مجلس خواجہ مین بیٹھا کرتے تھے فقط فیض صحبت خواجہ
بزرگ سے ایسے فیضیاب ہوئے کہ بذاتہ لمعات ارشادات خواجہ عطای رسول سے ولی کامل ہوئے
شیخ شہاب الدین سہروردی - شیخ محمد اصفہانی - مولانا بہاء الدین بخاری خواجہ لعل سنجری
سیف الدین باخرزی - شیخ احمد بن محمد چشتی - شیخ جلال الدین تبریزی - شیخ برہان الدین چشتی
شیخ محمد ابن احمد اصفہانی - شیخ احمد واحد شیخ برہان الدین غزنوی - خواجہ سلیمان عرف
عبد الرحمن - شیخ اجل شیرازی - شیخ برہان الدین بخاری - شیخ محی الدین سنجری - شیخ محمد علی چشتی
خواجہ عبد الرحمن عرف بہاء الدین گوشہ نشین - یہ پانچ خانوادے طرف چشتیون کے
منسوب کئے جاتے ہین یعنے خانوادہ زیدیان خواجہ عبد الواحد بن زید سے دوسرا نظامیہ خواجہ
علو دینوری سے تیسرا گازریان ابو اسحاق گازرونی سے چوتھا سقطیان خواجہ سری سقطی سے
پانچوان عجمیان خواجہ حبیب عجمی سے طلبا کو مخفی نہ رہے کہ اکثر ایک دوسرے خانوادہ نہین ابکدوسرے

تعلیم و توجہ مین فرق پایا جاتا ہی ہر چند کہ ہر ایک کی تعلیم کا طریقہ علیحدہ علیحدہ ہو مگر نتیجہ سب کا
ایک ہی اس فقیر کی سلسلہ نظامیہ کا یہ طور تعلیم ہی کہ پہلے پہلے مرید کو کلمہ طیب کے جہر کے توسط تعلیم
نفی و اثبات کی کراتے ہین اسطرح سے کہ طالب ساتھ شد و مد کے لا الہ کو ناف سی کھینچکر قلب تک پہونچاوے
اور الا اللہ کو ام الدماغ سی کھینچکر زور سے قلب پر ضرب کرے دس بار اور گیارہوین محمد رسول کو
ضرور ہے کہ تا آنکہ ایک نشست مین تنہا خلوت مین گیارہ تسبیح ہر روزہ مرید تمام کرے جبکہ اثر اسکا
کچھ ظاہر ہووے بعد اسکے بعد طہارت کامل رو بقبلہ چار زانو یعنے مربع بیٹھے اور پشت سیدھی رکھے
و چشم فراخ چشم رہی اور دونون ہاتھ زانو پر رکھے اور انگلیان ہاتھونکی کھلی رہین کہ جسطرح سے
نقش لفظ اللہ ظاہر ہوا اور انگوٹھا پاؤن راست کا کیماس پر رکھے اور کیماس ایک رگ کا نام ہے
وہ رگ زانو سے چپ مین ہی اور وہ مربوط یعنے ملی ہی قلب مین جب اسکے دبنے کے ذریعہ سے
قوت پہونچے تو باطن مین حرارت پیدا ہوتی ہے اور خطرات انسانی دور ہوتے ہین اور
اس حرارت باطنی سی تصفیہ قلب ہوتا ہے مگر جس مکان مین خلوت اختیار کرے وہ مکان
علیحدہ یعنے کنارے مکان کے گوشہ مین ہو اور فی الجملہ تنگ اور تاریک ہو یعنے زیادہ
روشن نہو اور قیام و قعود اور لیٹنے کے ہوسکے اور اسباب سے خالی ہو اور اس حجرہ مین
روشندان وغیرہ نہون اور حتی الموقع وہان لوگونکی آواز بھی نہ آتی ہو پس گوشہ تنہائی
بیخطرہ ہو بہتر ہے اور جو یہ بات طالب کے امکان سے باہر ہو مجبوری ہی پہر وہ جیسا
میسر ہووے ویسا کرے غرض لا نفی کو زیر ناف سے ساتھ شدت قوت کے باہر لاوے
اور دراز کھینچکر داہنے مونڈھے تک پہونچاوے پھر لفظ لا الہ کو ام الدماغ سے نکالے اور
پھر الا اللہ کو قوت سی سطح قلب پر ضرب دے اور لا الہ الیسی نفی معبودیت اور مقصودیت
و محبوبیت اور موجودیت غیر اللہ ملاحظہ کرے کہ وجود غیر اسکی بصیرت سی منفی ہو اور کلمہ

الا اللہ سے اثبات وجود مطلق اللہ تعالیٰ کا کرے جہانتک کہ طالب اپنی مین قوت پاوے
اور جلدی نکرے اور یہ ضرور خیال رکھے کہ جب لفظ لا الہ کو نیچے سے لیکر واپس ضرب کرے تو سانس
بند کرکے اور پھر کچھ توقف کرے اور جبکہ ام الدماغ سے لفظ الا اللہ کو لاکر قلب پر ضرب
تو سانس کو دراز کرکے حبس کرے تا آنکہ حرارت پیدا ہو اور بے حبس کیے حرارت ہرگز پیدا
نہوگی اسواسطے ضرور ہی کہ حبس کرنیکا معمول رکھے بیشک بفضل محبوب شامل حال ہوگا
اور دوسرا طریق نفی اور اثبات کا یون ہے کہ سالک وقت ذکر معنی نفی کے ملحوظ رکھے
اور یہ چار طرح سے ہی اول یہ کہ وقت نفی نفی کرے الہ باطلہ کو اور وقت اثبات اثبات
حق کا کرے یعنے نہین ہی معبود مگر حق جل شانہ ہے دوسرے کہنا نفی کرے جمیع ممکنات کے
اور وقت اثبات کے اثبات واجب الوجود کرے یعنے نہین کوئی کچھ ممکن موجود
مگر واجب الوجود ہے تیسرے نفی کہنے کی نفی کرے ممکن اور واجب الوجود کو اور وقت
اثبات کرے اپنی ذات موجود کو بیچ مرتبہ اطلاق کے یعنے نہین ہی کچھ موجود بیچ شہادت اور
غیبت کے مگر یہ وجود مطلق ہے یعنے اشارہ اثبات کا اپنی طرف کرے اور بیچ نفی اور اثبات
معنی کہ ساتھ لفظ الا اللہ واللہ ہی یعنے مہیج اول کے مثل کچھ نہین چاہتا ہون مین سوا
ذات پاک حق تعالیٰ کے یون تصور کرے ساتھ لحاظ صفات امہات کے اور وہ سات
صفتین باریتعالیٰ کی یہ ہین - حیات - علم - وارادت - قدرت - سمع - بصر - کلام پس
طالب بوقت اثبات یہ ساتون صفت یعنے حی و علیم و مرید - و قدیر - و سمیع - و بصیر - و کلیم
اپنے مین سمجھے اور آپ کو فانی سمجھے اور صورت سبین ہو جانے نفی کے مقامات اثبات مین
حاضری و ناظری و شاہدی و حی تصور کرے بہتر تر ہوگا کار سالک تمام کو پہونچیگا بمرتبہ
عین الیقین مگر کہ یہ وحدت الوجود ہی اور یہ بھی تیسرا طریق فقط اثبات کا یون ہے کہ کلمہ اثبات

یعنے الا اللہ یکضربی بطور جہر سالک کو چاہیکہ چارزانو بیٹھے اور فکر اور برزخ کو نگاہ کرے اور پشت استوار رکھے اور دونون ہاتھ زانو پر رکھے اور سر طرف مونڈہے کے لاوے اور آنکھونکو بند کرکے ہزار بار تک الا اللہ کو بشد و مد دل صنوبری پر ضرب دے بخیال نفی کے مقصد طالب آویگا اور جو تھا طریق نفی و اثبات ساتھ حبس دم کے یون ہی اور اسکو شغل خفی بھی کہتے ہین اور واسطے شائق صادق کے یہ نہایت خوبتر ہے طالب کو چاہیے کہ پہلے برزخ اکبر اللہ اور دوسری برزخ کبرا محمد اور تیسر برزخ اصغر مرشد ہی ملحوظ رکھے اور یہ سمجھے کہ یہ تینون میرے وجود خاص مین ہین پس طالب اپنے وجود سے مشاہدہ طلب کرے قال محمد من عرف نفسہ فقد عرف ربہ وقال اللہ تعالی لیسعنی ارضی والاسمای ولکن یسعنی قلب عبد المومنین اور چاہیکہ سالک راہ معرفت حق بیچ نفس اپنے کے ڈھونڈہے یعنے وجود اپنے کو برزخ مرشد اور قلب اپنے کو برزخ محمد کہ مقام الہام کا ہے اور روح اپنی کو برزخ اللہ تعالے تصور کرے کسواسطیکہ راہ حق کے آسمان زمین کے بیچ مین نہین بلکہ یہ سر الہی خود وجود طالب مین موجود ہے جبکہ بارکان بالا کے ذکر شغل فکر کرے اور یہ تینون برزخ اپنے مین قائم کرلے ساتھ خیال پختہ کے اسدرجہ کہ پہر وسوسہ کیطرحکا دل مین نہ گذر سکے آیہ کریمہ شاہد ہے فی انفسکم افلا تبصرون دیکھے کہ کیا جلوہ نمائی ہی اور یہ اعمال کو چار وقت فتح الباب کے مقرر ہین ایک بعد نماز صبح تا اشراق دوسرا بعد نماز عصر تا غروب آفتاب تیسرا بعد نماز مغرب تا عشا چوتھا بعد نماز تہجد تا طلوع صبح اور بہتر ترتیب مین چوتھا ہی - اور پانچوان شغل یون ہی کہ کلمات ستہ یہ ہین واسطے مبتدی کے لا مقصود الا اللہ لا مطلوب الا اللہ لا معبود الا اللہ لا محبوب الا اللہ لا مرغوب الا اللہ لا موجود الا اللہ اور معنی اسکے یہ ہین کہ نہین ہی مقصود بجز ذات پاک حق کے نہین ہی مطلوب بجز ذات پاک حق کی نہین ہے

معبود بجز ذات پاک حق کے نہین ہی محبوب بجز ذات پاک حق کے نہین ہی مرغوب بجز ذات
پاک حق ہی نہین ہی موجود بجز ذات پاک حق کے ضرور ہی کہ طالب لتصدیق اپنے قلب سے
اس شغل مین بہت مصروف رہے اور ہر وقت اور ہر ساعت تصور کو اپنے اس سے
خالی نہ رکھے فضل اللہ سالک ایک راہ سیدہی اور مضبوط پر آجائیگا پہر توجہ مرشد سے
جلد تر کامیاب ہوگا ۔ اور چہٹا ذکر یہ ہے کہ بیچ سب حال کے کیا خواب کیا بیداری اور کیا
خلوت اور کیا جلوت ذکر لا الہ الا اللہ زبان قلب سے جاری رکھے اور ہستی اپنی کو نفی سمجھے
اور اثبات ذات مطلق کا تصور پختہ سے تصدیق کر لے کہ بس ایسے سے کار طالب الغرام کو
پہونچیگا مصداق اسکے فاینما تولوا فثم وجہ اللہ مشاہدہ کرے اسیکا نام قرب فرائض ہے
اور حسب معمول کلمہ نفی ساتھ دم اندر کے اور کلمہ اثبات ساتھ دم باہر کے اور دونون
حالتین نظر اوپر دل صنوبری کے رکھے اور دلسے ذکر تا استغراق کامل کے کیا کرے
اور یہ واضح ہو کہ ذکر چار قسم پر ساتھ منازل استدراجی کے ہی یعنی ایک ذکر ناسوتی
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور دوسرا ذکر ملکوتی الا اللہ اور تیسرا ذکر جبروتی اللہ اور
چوتھا ذکر لاہوتی ہو ہو اور اسکے ذکر کی یہ انواع ہین یعنی ذکر زبان ناسوتی ذکر قلب ملکوتی
ذکر روح جبروتی اور ذکر سر لاہوتی اور ذکر ناسوتی چار قسم پر ہے اسطرح سے کہ ایک حلقی
و دو حلقی و تین حلقی و چار حلقی اور انہین کو ذکر تدریہ و ذکر مرفتیہ اور ذکر طیفوریہ اور ذکر
علویہ کہتے ہین اور ذکر ملکوتی سات قسم پر ہے یعنی ایک رکنی دو رکنی تین رکنی چار رکنی
پانچ رکنی چھ رکنی سات رکنی اور رکن سے مراد ضرب ہی اور بعض نے بارہ بارہ ضرب
کیا ہی جانا چاہیے کہ کلمہ نفی لا الہ کو دل صنوبری سے یعنی ناف سے ساتھ مد سات الفی کے کھینچے
اور سر طرف آسمان کے رکھے اور کلمہ اثبات الا اللہ کو رکھے ۔ اور فردوسیان کلمہ اثبات

الا اللہ کو بقوت اور شدت اوپر دل صنوبری کے ضرب کرتے ہین اور ملاحظہ معنی لا معبود و
لا مقصود و لا مطلوب و لا موجود الا اللہ بیچ حالت نفی دلمین تصور کرتے ہین اور تصور موجود حقیقی
مقصود مطلوب بیچ ضرب کلمہ اثبات کی دلمین کرتے ہین اور پھر ذکر مین حبس دم شرط ہی کہ موجب
رفع خطرات کا ہے - دوسرا ذکر طیفور لازم کہ دونون ہاتھ باندہ کر نزدیک سینہ اپنے کے
رکھے اور کلمہ نفی لا الہ شروع کرے اور بعد اسکے ہاتھونکو بطرف ہوا کے کھولے اور دم
بطرف ہوا کے چھوڑے اور دو زانو بیٹھے اوپر بیچ اس ذکر کے اشارہ کرے کہ جو کچھ
غیر حق ہی دل سے نکالا بیٹھنے اور ڈالا اسکو ہوا لنفی مین اور اشارات بیچ حالت ضرب
کلمہ اثبات الا اللہ کے کرے کہ انوار الہی کو لا کر لامکان سے بیچ اپنے دلمین رکھا اور
ہستی اپنی کو ثابت کیا اور اگر یہی ذکر بیچ جلسہ سماع کرے کلمہ نفی لا الہ کو بطرف ہاتھ بائین کے
رکھے اور سینہ کو اٹھاوے اور ہوا کیطرف چھوڑے اور کلمہ اثبات الا اللہ کو بطرف
دست راست کے رکھے اوپر قلب صنوبری کے ضرب دے اور یہ دونون ذکر با تاثیر ہین
اور اس سے حضوری دل اور حاضر ہونا مردان غیب اور ملاقات خواجہ
حضرت الیاس کی ہوتی ہی - اور تیسرا ذکر دو طفی کہ اسکو سہروردیہ اور چشتیہ کہتے ہین بلکہ
دونون فریق کرتے ہین جہرا اور خفیا یہ بھی سات قسم پر ہی ایک اداے ضرب جلی
کہ اسکو سہروردی اکثر کرتے ہین اور دوسری اداے ضرب ہی کہ اسکو اکثر چشتیہ کرتے ہین
اور تیسری ضرب جلی و خفی اسکو ذکر الیاس کہتے ہین اور چوتھے ادای ضرب خفی اسکو
حدادی کہتے ہین اور کرتے ہین پانچوین ضرب ادای جلی اسکو ذکر خضری کہتے ہین چھٹے
ادای ضرب خفی کہ اسکو ضرب عزرائیل کہتے ہین اور حدادی اور عزرائیل مین اسقدر
فرق ہی کہ حدادی مین دم باہر کو چھوڑتے ہین اور عزرائیلی مین گونہ حبس دم کرکے

چھوڑتے ہین اور ساتوان ذکر کہ اُسکو ذکر معائنہ و ذکر محبوبیہ او رحلفی او ر توسین و رالبعہ و قالمہ کہتے ہین یعنے ضرب کو کہ آمد و رفت دم کی موافق عادت برابر جاری ساتھ ذکر کی رہے بہتر ہے اور قسم تیسری سہ حلفی کہ اُسکو ذکر معائنہ و اسمائیہ و مرشدیہ و خلوتیہ کہتے ہین اور طریق اُسکا یہ ہے کہ کلمۂ نفی لا الہ کو ناف سی نیچے لاوے اور کلمۂ اثبات الا اللہ کو اوپر دل صنوبری کے ضرب کرے اور قسم چہارم چہار حلقی کہ اُسکو ذکر قادریہ و مداریہ و تحریریہ و نصیریہ کہتے ہین طرح اُسکی یہ ہے کہ کلمۂ نفی لا الہ کو ناف سی کھینچے اور بائین سے داہنی طرف کو لیجا کر طرف ہوا کے چھوڑے اور بعد اُسکے کلمۂ اثبات الا اللہ کو داہنی طرف سے کھینچکر سینہ پر زور دیتا ہوا اوپر دل صنوبری کے ضرب دے اور طریق ذکر ہو کا مشترک ہے سالک کو چاہیے کہ بیچ شغل حرف ہو کے بضم واو پڑھے اور ساتھ سکون واو اوپر دل کے ضرب دے اور کبھی لفظ ہو سے واو کو طرح دے فقط بحرف ہا ساتھ تین حرکت کے ذکر کرے اس طریق ہی کہ ہَ بفتح طرف داہنی و ہُو بضم واو طرف بائین و ہِ بکسر اوپر دل کے ضرب دے اور طرح واو کی اشارہ ہے اوپر پاکی اُسکے اور دلالت واو کی اوپر چھ طرف ہوتا او رچھ جہت سے مراد یہ ہے آسمان زمین سامنے پیچھے داہنے بائین طالب کے اور بعض کہتے ہین کہ ہَ مفتوح اشارہ ہے بطرف کلمۂ لا الہ کے اور ہو مضموم اشارہ ہے بطرف کلمہ الا اللہ کے و ہِ مکسور اشارہ ہے طرف کلمہ رسول اللہ کے اور حق یہی قول پایا جاتا ہے جو سالک کو بیچ ذکر تمام کلمہ کے نوعی تفرقہ معلوم ہو جائے تینون کلمہ کے تینون کلمہ کو اختیار کرے اور ہر وقت ذکر کے تینون کلمہ کا لحاظ کرتا ضرور ہے کہ فتحہ اور ضمہ اور کسرہ مین فرق ہونے پاوے اور سالک کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو سہو نکرنے دے یعنے خوب یاد رکھے اور مدام اس شغل کی مواظبت کرے اور دوسرا طریق اسکا یہ ہے کہ حلقہ ہا کو بر نگ اوپر قلب خود کی

تصور کرے یہانتک کہ خیال اسکو تو پھیلتا ہو کرے اور یہانتک سالک ذات اس حلقہ کا چھپ
جاوے یعنی سبھی ہو جاوے اور بذاولت ہی اسکی یہانتک سالک کی حقیقت اپنی مانند حلقہ
معلوم ہوگی اور پھر اسوقت سالک تصور کو اپنے بدلے اور یہ تصور کرے کہ حلقہ ہو کر دائرہ
[illegible] مثلاً جیسا کہ سیاہی بیچ دائرہ کے
ہوتی ہے اور ذکر لفظ اللہ دم بدم زبان سے یا بحرکت لب کے لیکن تعین سمت رکھے اسی بیچ
دل کے اور ارادہ کرے اللہ تعالی کا ان [illegible] جہات سے بلکہ فوق
اور سب اشیاء کے عرش سے فرش تک کیا داہنے کیا بائیں کیا فوق کیا تحت اور کیا سامنے
اور کیا پیچھے اور کیا اندر اور کیا باہر قال اللہ تعالی ان اللہ علی کل شیء محیط وقال
اللہ تعالی هو الاول والاخر والظاهر والباطن اور لازم ہے کہ یہی آیات بالا
منظور نظر سالک کے ہر وقت و ہر ساعت بیداری اور خواب میں رہیں اور ایک طریق
ذکر کا یہ ہے کہ ساتھ دم اندرونی کے اسم اللہ کو اور ساتھ دم بیرونی کے سمیع کو لے اور تصور
کرے کہ اسکو ساتھ کمال کے پہنچاتا ہے اور ساتھ دم اندرونی کے بصیر کو تصور کرے
جسوقت یہ بھی کمال کو پہنچے اور ساتھ دم اندرونی کے علیم کو تصور کرے ساتھ اسی
طریق کی ہر اسم کو جسکو چاہے اسمائے حسنی سے مگر ساتھ اسم ذات اللہ کے بیچ تصور حقیقت
لاوے جو وہ سب کمال کو پہنچیں سالک متصف ہو ساتھ صفات تو وہ نام وجامع جمیع
صفات الہی کے پس کار طالب بخوبی انجام کو پہنچیگا مگر جاننا چاہیے غور یہ بھی کہ کوئی شخص
ایسا مستعد نہیں تھا کہ تو دونہ نام کا عامل ہو کر خود کو بنا یا ہو تا پھر تو ایک اسم کیساتھ کسیکا
بنانا دشوار پڑتا ہے اول تو ایسے شائق اور دوسرے اسدرجہ کا مستقل اور تیسرے مستعد
مستعد کہیں نہیں نسبت مستوار کا کیا اعتبار کہ ہر وقت کھٹکا قضا کا در پیش رہتا ہے پانچویں

ترک تعلقات کرنا چاہیے جس طرح کا اطمینان ہوتا ہے تو ہی خطرات تو ڈالے ہونا بظاہر حوالات
کثرت موجودات کی معلوم نہیں ہوتا اور انسان توکل پر کیونکر قناعت کرے بہت دشوار ہے

استقام پر جو پہرا لگا تجھے جائسی فرماتے ہیں یہ بیچ کہی جو پہرا

جیبھ دیو بھوگ سوہن کو | نین دیو دکھ رووَن کو
پاؤن دیو بھوئیں ٹوہن کو | پیٹ دیو پت کہوون کو

جیبھ کھانے کے واسطے زبان ہی بہتر غذا کو اور آنکھیں درد میں رونے کو ہیں اور
چلنے پھرنے کو پاؤں ہیں اور بھوک پیاس کو پیٹ ہی نبی آدم جس طرح سے مجبور کیا گیا
اسیر بھی ہمت اور جرأت بہت ہی المختصر اسیر بھی سالک بعض بعض سالق ایسے ہوگئے
اور اب بھی ہونگے کہ جس کے سینہ ایک دو چار دس اسم حسنی اللہ کے ساتھ اپنے کو
مثل کر شفقت نا ... ذات مستعد ہوکر کے ہوگی اور اب بھی کوئی کر لگا الا ...
صفت طالب میں پیدا ہوگی ہر گز بے نصیب نہ رہیگا اور یہ طریق اسم ذات اللہ قلبی
مسلوک ہی کہ سالک اگر ارادہ کرے کہ مقام ہویت پر پہنچے وہ اس طرح سے ہے کہ ہمیشہ خلوت میں
مربع بیٹھکر اور سر کو دو زانو کے درمیان لیجاکر ناف اللہ کہکے پھر سر کو اٹھالے اور دونوں
ہاتھ زانو پر رکھ کر اپنے دل میں ساتھ جنبش کے ضرب دے اس طرح سے کی در
مشغول رہے جہانتک کہ اپنی ذات میں قوت پاوے جبتک کہ سختی کی
... ونگا موصوف بصفات اللہ ہو نہ ہوگا۔ اکثر مشائخ رضوان اللہ علیہم نے یہ ذکر کیا ہے
پہنچے اللہ تعالیٰ جسکو توفیق دے وہ کرے اور تفصیل یہ ہے اور طریق ذکر قلبی کا یہ ہے کہ طالب چار زانو
بیٹھے اور سینہ فراخ اور کمر کو سیدھا کرکے اور کشادہ انگلیاں دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھے
جس شکل لفظ اللہ ظاہر رہے غرضکہ طالب حق سر کو اس طرح سے کہ اسم حق کو یاد

دم کے اندر مقام نحل میں سے اور لفظ ہو کو باواز نیم ... اور یہ صورت
بطور حبس خود کرے اور لفظ ہو کو باواز بلند زور سے ساتھ ... مقام کی لیجا کر قلب پر ضرب
کرکے حبس کرے اور دوسرا طریق اسکا یہ ہے کہ ... باواز بلند ... لفظ
ہو کو باواز نیم اندر مقام کے لیجاوے اور لفظ ہو کو جلد ... کے ... زور سے ساتھ ہمدردانہ
ضرب دیکر حبس کرے بس ہر روز ... ذکر ... ہے جس قدر تحمل ہو سکے تا محال
اس مداولت سے ایسا کچھ نصیب ہوگا کہ آسودگی حاصل ہوگی - اور ... حال
اصلی یہ ہے کہ طالب کو ایک ذکر اور فکر اور شغل بس ہے ... ایک ہی کو بلا ناغہ اور اگر
اور واضح ہو کہ سب ذکر و فکر ذکر لا الہ الا اللہ کا جامع ہے کہ کل انواع کے ذکر بیچ اس
کلمہ کے داخل ہیں اور مراقبہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانکر خطرات قلبی کو نفی کرے اور
اوپر حرکات جوارح اور سکنات کی ولکو مطلع کرے اور اسپر ثابت رہے اور تحقیق ہو کہ نزدیک ائمہ
طریقت و سادات حقیقت کے یہ ثابت ہوا کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے جناب
محمد رسول الثقلین سے کہ راہ دکھاؤ مجھے نزدیک تر راہوں سے خدا تعالیٰ کی پس فرمایا
آنحضرت نے کہ آنکھیں بند کر کے دیکھو تم مجھکو اور سنو مجھسے تم اپنے کانوں سے چنانچہ
رسول اللہ نے تین بار ذکر لا الہ الا اللہ کا کیا ساتھ نفی اور اثبات کے چنانچہ علی نے
دیکھا اور سنا اور تصدیق تین بار ذکر لا الہ الا اللہ کا کیا ساتھ نفی او اثبات کی رسول اللہ نے
سنا چنانچہ موافق تعلیم رسول الثقلین ہمیشہ ... اسی ذکر کو کرتے رہے اور جناب علی
ولایت مآب نے اسی ذکر طیبہ کو اپنے خلفا کو تعلیم فرمایا اور ... اسکے
بعد اثر کافی ظاہر ہوا اور اب تک جاری ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں حکم فرماتا ہے
آیہ کریمہ فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون یعنی ذکر کرو تم مجھکو یاد کرونگا میں تمکو

اور شکر کردم تم میرا [illegible] کردم ۔ اور یہ طریق سلطان الاذکار جنبہ نفی و اثبات چار ضربی
ہے [illegible] بیٹھے [illegible] بیٹھے اور کلمہ لا الٰہ جانب چپ سے اور جانب راست کو
[illegible] اور [illegible] الا اللہ [illegible] ہے کہ وہ مذکورہ ضربوں کو کفایت کرے اسطور سے کہ
ضرب اول اوپر زانو چپ اور ضرب دوسری اوپر زانو راست اور ضرب تیسری اوپر
راست اور ضرب چوتھی اوپر قلب صنوبری کے بقوت تمام ضرب دے اور تین ضرب اشارہ
نفی سے خطرہ شیطانی و نفسانی و ملکی اور ضرب چوتھی اشارہ ہے الا اللہ کا خطرات رحمانی اس تفصیل سے کہ
ضرب اول [illegible] نفی خطرہ شیطانی کہ مکان اسکا جانب چپ ہے اور ضرب دوسری واسطے خطرہ نفسانی
کہ مکان اسکا اوپر زانوی راست کے ہے کہ نفس اور شیطان دونوں باہم مین ہین اور ضرب
تیسری واسطے خطرہ ملکی اوپر مونڈھے راست کے کہ وہ مکان ملک کاتب خیر کا ہے اور
ضرب چوتھی واسطے اثبات ذات حق کہ وہ مکان خطرات رحمانی اور فضاے دل کی ہے اسی
سبب قلب [illegible] اللہ قرار دیتے ہین فائدہ جانو کہ محافظت اور نفی خطرات اور رعایت
ملاحظات بیچ ذکر نفی و اثبات صورت تفرقہ باطن کا ہے اور مقصود ذکر سے جمعیت دل کی ہے اور
اسکے سامنے حق کے نہ ساتھ خواطر پریشان کے اگرچہ حضور حق مین ساتھ سبب نفی کی وہی مراد
حاصل کیجیے [illegible] ملاحظات کی مع ضرورت کہ جامع نفی جمیع خواطر کا ہو تعلیم و تلقین کرے مثلاً
لا معبود ملحوظ رکھے و لا مقصود و لا مطلوب و لا مرغوب اور ملحوظ اہل توحید کا لا موجود
اور بیچ لفظ لا الٰہ الا اللہ کے ذات پاک حق کی ملحوظ ہو اور اثبات اسکی ذات کا کرے اور
لازم کہ ملاحظہ ہاتھ سے نہ دے والا مقصود ہرگز نہ آئیگا مشقت رائگان ہوگی ضرور ہے
کہ مرشد طلبا کو علم حقائق اور توحید سے بی بہرہ نہ رکھے کس واسطے کہ خطرہ شیطانی خطرہ معصیت
کا ہے اور خطرہ نفسانی خطرہ کا لذات اور شہوات کا ہے اور خطرہ ملکی خطرہ عبادت حسنات کا ہے

اور خطرہ رحمانی خطرہ درد طلب و محبت و عرفان و مشاہدہ حق کا ہی اور پوشیدہ نہ ہے
کہ جو عاشق اللہ کے ہین اُنکے پاس خطرہ شیطانی اور خطرہ نفسانی خود نہین آتا اور عاشق
خطرہ ملکی سے کہ عبادت ظاہر ہی اور حسنات سی بطمع بہشت و یا کہ باندیشہ دوزخ کچھ غرض
نہین رکھتے کہ انکی نزد دونون ہیچ اور ناچیز ہین وہ خود دور دور اُس سے بھاگتے مین اب
باقی رہا خطرہ رحمانی اسی کے وہ شائق اور طالب ہین اسی مین عاشق اپنے کو نفی کر دیتے ہین
اور دید محبوب اور وصل مرغوب کی اُنکو خواہش ہی سو مرشد رہبر اسکا نہین بر رفقہ اسکا
عشق ہی بے دستگیری عشق کے کسی مرشد اور مرید سی کچھ نہین ہو سکتا اپنے دلکی کا ندرونی
مرید کو لکار آمد ہے السعی منی والاتمام من اللہ اور یاد رکھو کہ اصل بیچ شغل و سکے
حبس دم ہی ہر دلکو حبس دم کے کشود کار باطنی کا ہرگز ممکن نہین اور قول بایزید بسطامی
قدس سرہٗ کا ہے مصداق اوراس سر کے ہی قبض القلوب فی بسط القلوب وبسط
القلوب فی قبض النفوس ہر گاہ کہ سالک نے اسپر عمل کیا کام اتمام کو پہونچا اگر عمل نکیا
محروم رہا اور یہ طریق پاس انفاس اسم ذات کا واسطے خاص الخاص کے ہی اور خاص
الخاص سی مراد یہ ہی کہ طالب مبتدی ہو اور کم شوق بے پروا نازک طبع کم محنت نہو
بلکہ دس مین اور سو مین ایک لائق بہتر دیکھا سنا اور کچھ کیا ہوا سمجھا بوجھا مستقل زمانہ
شائق ہو اور طالب صادق اور اہل باعقیدت ہو مرشد اُسکو تلقین کرے اسطور سے
کہ تنہا خلوت مین سالک بیٹھے اور زبان کو تالو مین اپنی لگا دے اور اوپر کی دم کے ساتھ
اسم اللہ کہے اور درمیان دم مین ہون کہے حقیقت اسکی یہ ہے کہ لفظ ہون کے معنی
انا کے ہین اور نام اسکا حقیقت محمدی ہی اور اسلئے فرقہ صوفیہ مین اسم اعظم بھی کہتے مین اور
فرقہ ہود مین اس لفظ ہون کو ہنکار کہتے ہین اور بڑے بڑے کامل ہر فرقہ کے اسکو صوت

سرمدی کہتے ہین ضرور ہی کہ بیحرکت زبان سالک شب و روز اسی ورد مین اگر مشغول ہی
چند عرصہ مین پوشیدہ نہ رہیگا کہ یہ دولت بیقیاس بیچ وجود طالب کے موجود ہوگی اور یہ
باعتبار ظاہر وجود ہی اور باعتبار باطن ذات حق ہے یعنے ہمہ تو ئی غیر تو کسے نیست بمصداق
اس حدیث شریف کے من رآنی فقد رای الحق تعالے فلیرانی وبقول حضرت علی رضی
خداوند ولایت کے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ سالک کو چاہیئے کہ بوقت کہنے
اس اسم کے ایسا خیال پختہ کرے کہ ظاہر مین مین فریاد کرتا ہون اور باطن مین اللہ سنکر
کہتا ہی ہوالحق اور اوس سے جواب آتا ہی اور معنی ہون کے یہ ہین کہ مین موجود ہون
اور جلبہ کرنے سے اسکے سالک پر ایسی حالت طاری ہوتی ہی توکہ گریہ اور گاہ خندہ اور
گاہ آہ جگر سوز اور گاہ استغراق سالک کو رہتا ہے اور مستغنی ہو جاتا ہے اور اسکی ابتدا اور
انتہا مین جو خیالات فاسدہ چپ و راست سے اکثر گذرتے ہین سالک اپنے کو اوس سی باز رکھی
اور یہ ملاحظہ کرے کہ تو دیکھتا اور تو جانتا ہی اور تو ہر تا ہی مین نہین دیکھتا اور تو جانتا ہے مین
نہین جانتا جب خیال سالک کا پختہ ہوگیا پھر کیا ہی کار انجام کو پہونچا طریق شغل لسباط جاننا
چاہیئے کہ ام الدماغ مین ایک نقطہ روشن مثل سورج کے ہی اور اوسکو دل مدور کہتے ہین یہ فضل
اللہ کا ہے جسکو وہ چاہتا ہے دیتا ہی یعنے یہ شغل بلا واسطہ حضرت سرور عالم اور علی کرم اللہ
وجہہ سی حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کو پہونچا ہی اور حضرت ممدوح کو اس شغل کی
برکت سی معراج معنوی حاصل ہوئی تھی اور اسی سبب سے کہ العلم نقطۃ اوسکا طریق یہ ہے کہ انکھین
بند کرکے زبان کو تالو سے لگاکر اور دم کو ام الدماغ مین بند کرے اور اوسمین گردہ کیطرح
آفتاب روشن کی صورت مین مانند سرے سیاہی اور سرخی مائل کے مثل نقطہ آنکھ کے خیال کرے
اور یہ بھی خیال کرے کہ یہ گردہ پھیلنے والا ہے اور اوپر سیری سب اعضا کے محیط ہوا ہے مجھکو گویا

بدن سالک کو محو کر کے وجود اس کا گرد ہوگا کہ عین ذات بے جہت اور بے کیف پہنچاتا
پس ایسی حالتین قائم ہوا یہ مصرعہ صادق آیا مصرعہ رفت او زمیان ہمین خدا ماند جدا
اور یہ فیض وہین سے فیض ملا ہو اور ملتا ہی اور آیندہ ملیگا جو طالب چاہے کر کے دیکھ لے اور
اسی مرتبہ فنا کو مسمی برویت کہتے ہین اس شغل مین جو نور زرد نظر آوے وہ نور نفس ملکوتی ہی
اور جو نور سبز نظر آوے وہ جبروت سے ہے اور جو نور صرف سیاہ نظر آوے وہ لاہوت سے ہی
اور جو نور صرف سفید نظر آوے وہ ناسوتی حقیقی اللہ ہی - اور یہ ذکر اسدی اسم ذات اللہ
ہوتا ہی اور اکثر خانوادہ چشتیان مین اسکی مداولت ہی اور اسکو حاجی بکتاش رحمۃ اللہ علیہ کیلانی نے
بھی بہت کیا ہے واکثر اور خانوادون والے بھی کرتے آئے ہین حضرات غور فرماؤ کہ جیسا
قرآن ایک ہی اور سات طرحکی قرأت اور ساتون کیطرح علحدہ علحدہ ہی اور وہ ساتون
اپنے اپنے طور پر بجا ہین صحیح و درست ہین ایسا ہی اسم ذات اور کلمہ طیبہ کے ذکر اور
شغل کا حال ہی کہ ترکیب مین ایکدوسرےکے خلاف ہی مگر نتیجہ فیض ایک ہی اب سنیئے ترکیب
اسکی یہ ہی کہ لفظ اللہ کو قاف سے ساتھ شد و مد کے کھینچکر دل اپنے ہونٹھ پر رکھکر مونہہ کو بند کرکے
اور نیچے کے دانتونکو زور سے دبا کے اور پھر مونہہ کو بائین پستان کیطرف پھیر کر گریبان کے
تک کرکے سانس کے ساتھ لفظ ہو کو زور سے دونون نتھنون سے نکالکر دل پر ضرب دراز دے کہ
جسطرح سے شیر غراتا ہے مگر جلدی نکرے وہ غرانا دیر تک رہے چند روز مین لفظ ہو ہو
بعینہ غرانی شیر کی آواز پہنچائیگی اور تاثیر اسکی ظاہر ہوگی لیکن اسکی مداولت کا کوئی وقت
معین نہین جبتک سالک کو اپنے حوائج ضروریہ سے فرصت ہو دن ہو خواہ رات اسکی مداولت
دور و جاری رہنگے زیادہ ورزش ہی اسکی تاثیر جلد ظاہر ہوتی ہے تا آنکہ سب اعضا بدن
حرکت ذکر اعضا کہتے ہین اور یہ شغل آئینہ کا کہ بہتر اور

شغل یہ ہے کہ اسکی تاثیر سے جلد جلوہ ذاتی ہوتی ہے ترکیب اسکی یہ ہے کہ ایک گوشہ مقام
روشنی کشادہ جامین چار زانو بیٹھکر اور آئینہ ظاہری شفاف بہتر بقدر ایک درعہ کی سامنے
آنکھ کے برابر کھڑا کرے اور طالب دونون پنجے ہاتھ کے انگلیاں ملاکر اپنے دونون گھٹنون پر
جما دے اور گردن سیدھی کر لے آئینہ مین اپنی صورت کی آنکھون کی جو دہاب کو اپنے پتلی کے
زور سے نگاہ کرے اور حتی الوسع پلک نہ مارے تا آنکہ آنکھون سے آنسو بھی گرینگے مضائقہ
نہین ہے البتہ ابتداءً ایک گھڑی سے دو گھڑی تک اسکو نظر جما کر دیکھے جب تک متحمل ہو یہ
شغل دید آئینہ کا سالک کیا کرے اور دل مین یہ تصدیق کر لے کہ یہ صورت میری بھی صورت
میرے مرشد کی ہے اور یہی صورت مرتضیٰ کی اور یہی صورت مصطفیٰ کی ہے اور یہی صورت خدا
چنانچہ چند روز کے بعد اس عادت سے طالب کو بیہوشی محویت کی آغاز ہوگی یہانتک کہ
سالک اسمین محو ہو کر مشاہدہ مطلوب کریگا اور دوسرا شغل آئینہ کا بہتر یہ ہے کہ
اور اکثر چشتیہ اس سے فیضیاب ہوئے اور اب بھی جاری ہے اور اسکو شغل مرآتی اور
مرئی کہتے ہین اور اسکو مشایخ چشتیہ نے اخذ کیا ہے اور نہایت نیک ہے اور ملت چشتیہ
اسکی سبب تمتع ہے چنانچہ کسی شاغل کامل کی رباعی ہے — رباعی

خواہی جمال دوست کنی گر معائنہ — معبود تو خیال تو باشد ہر آئینہ
او در دل من است و دل من بدست او — چو آئینہ بدست من و من در آئینہ

بیت میر درد چشتی

عکس و شخص آئینہ مین جلوہ فرما ہو گئے — اپنی دیکھا آپ کو ہم اسمین پیدا ہو گئے

یہ اسطرح سے کہا گیا اور جن نے آئینہ سیدھا آگے رکھا کیا ہے اب متاخرین نے
اس آئینہ کے اوپر دوسرا آئینہ بھی ایک درعہ کا بہتر شفاف اس آئینہ کے ادھر

رہے جھکا سرکیطرف طالب کے کہ ہیں کرتے آویزاں بنا کے فی نفسہ ایسا آئینہ کا واسطے پیر اوپر
اسی ترتیب بالا بیٹھے فاصلہ سے کچھ سامنے نیچے سالک اور ... سے تقسیم سے
دونوں گھٹنوں پر جا دے کہ ... کشادہ کرکے انگلیاں ہاتھ کی دونوں اور دونوں پاؤں چار زانو
تقفا سے یعنی زور دیکر سجدہ باسخت کرکے گردن خود کو سالک اور ظاہر ہے انشاء اللہ
آئینہ میں سالک کے اوپر پھر دیکھا آئینہ میں نیچے کے تھوڑی دیر جھکا دی گردن اپنی قدمی
اور پاؤں اوپر سر تلے یعنی دیکھیگا الٹا اسمیں کو اپنے طالب تو دیکھے اپنا جسم تمام
اسوقت سالک آنکھوں سے اسی صورت آئینہ کی مردمک یعنی پتلی پر نظر دیکر معلوم ہونگے
گوشہ مکان میں ہر چند مدت سے میسر ہوا تحمل کہ جبتک کرے دیکھا اور دے ملا نظر آتی
اوسوقت ملا دے خاطر میں کے سوا اللہ خطرہ کوئی اسوقت اگر کرے کیا مداومت روزانہ
مجبوب میرے صورت بعینہ میری یعنی صورتہ علی آدم خلق اللہ کہ کرے پختہ خیال
موجود ہے ہر وقت دلمین میرے ارباب رب کہ کرے تصور یہ اور ہوا کی مطلوب
میرے جو کو الروح رب ہے دیکھتا وہ وجدانمین و بیداری میں اور خواب حالت
جیسا انسان کیا مطلوب محبوب شکل کی روزنکے چند بعد چنانچہ ہے پذیر سکونت میں دماغ
اسکے اور ہوگا مشاہدہ میں سب جگہ سب ہے اسکے سوا جو کچھ اور نباتات حیوان
خاموش کبھی اور دل افسردہ کبھی اور گریان گاہ حیوان سے بوجھنے اور دیکھنے
سے پیدا قلق اور ہونگے طاری کیفیت اس اور گا کریگا رہا پریشان حالت کبھی
اپنے دلمین پہلے کے مداومت ہر وقت سالک اگر ہوگا برخاستہ دل کا طالب
وقت مقرر اور گھڑی اسکی چار گھڑی یا دو گھڑی یا ایک گھڑی کہ کرے قرار دیا تو ارادہ
ہے یہ نتیجہ کا ارادہ اس گا آجاوے اپنے میں ہوش خود بخود حالت کی بیخودی پر

کہ اسیقدر عرصہ کے بعد کہ جو ارادہ دلمین کرکے شغل شروع کیا ہے از خود سالک ہوشیار ہوجایا کریگا اور ابتدا سالک تھوڑا تھوڑا ارادہ کیا کرے بعد چندے ایک گھڑی سے دو گھڑی اور دو گھڑی سے تین گھڑی اور تین گھڑی سے چار گھڑی تا آنکہ ایک پہر تک کا ارادہ کرے زیادہ ہوسکیگا اور کاشکہ طالب نے کسی روز قیدارادہ کا پاس نہ کیا اور حالت محویت طاری ہوگئی تو نہین معلوم کہ کسوقت بحالت اصلی ہوش مین آوے یا نہ آوے تواسی واسطے تین گھبرا کر روح پرواز کرجاوے بے ارادہ یہ اندیشہ رہتا ہے تو اولاً ارادہ فرض ہوگیا اور اس شغل کو حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی اور خواجہ مودود چشتی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور خواجہ فریدالدین شکر گنج اور خواجہ نظام الدین محبوب الہی اور خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی اور اسوقت الی الآن تعلیم اسکی مرشدونکے پاس جاری ہے بلکہ اور دوسرے انوار ذکر بھی یہ شغل شروع ہوگیا کرتے ہین پس جو طالب صادق الاعتقاد اسکو کرتا ہی وہ بے بہرہ نہین رہتا اپنے مقصد کو لاشک حاصل اسکا یہ ہوجیگا اور اسکی مداولت مین اکثر کو حالت جذب اور کبھی ہوتا ہے اور اسمین روبقبلہ بیٹھنا اور حواس خمسہ کو پراگندہ نکرنا اور لباس پاکیزہ زیب تن رکھنا ضرور ہے اور تحقیق کہ یہ شغل دل طالب کو مثل جام جہان آئینہ کے بنا دیتا ہے اور جبکہ ایک عرصہ مین تجلی حاصل ہوگیا اور آئینہ نما بن گیا تو قید دوئی اور شرک سے باہر ہوکر اپنی یکتائی پر مستقل ہوا کیونکہ اسکو اپنی حقیقت منکشف ہوگئی کہ مین کون ہون یعنے سوا میرے دوسرا نہین اور طریقہ یہ کہ جب سالک کو مداولت اسکی پکی ہوگی اور جو حرکت وسکون اپنا بیچ آئینہ کے دیکھتا تھا اب بعینہ وہی حرکت اور سکون نسبا الروح مرئی سالک اپنے دل اور دماغ مین اپنے نظر ظاہر اور باطن سے ہر وقت ہر ساعت دیکھتا رہیگا اب اسکو اقتدار بھی امر کا حاصل ہوا جو کہے وہی ہوگا۔ اور طریقہ شغل لیلی نفی اور اثبات کا

یہ ہی کہ طالب رات کو اندہیری تنگ کوٹھری مین کہ وہ گوشہ رکانین ہو اسمین بیٹھے اور
دروازہ بند کرلے بلکہ دروازہ اندرونی مین پردہ ڈالدے اور اسی ترکیب بالاسے کہ جبکا
ذکراوپر ادر شغل نہین ہوا کیا ہی اسیطرحسے بیٹھے اور بحافظ ہے کہ کسی دوسریکے دہان آدمی
نہی نہ آوے کہ خاطر شاغل کو پراگندہ کرنیوالی ہے اور سالک یہ تصور بالتصدیق کرے کہ مین
نہین ہون اور سامنے میرے اور پشت پر اور یمین و یسار اور تحت اور فوق سب مین مطلوب کا
جلوہ ہے اور زبان کوتالو سے لگا کر لب بستہ سانس خودسی ناف سے لفظ ہو کے قلب پر ضرب مارے
اور ام الدماغ سے ہو کھینچکر قلب پر ضرب دے ہر رات کو تین گھڑی اسکو کیا کرے تا آنکہ اس
اندہیرے مین ایک نور کی روشنی ظاہر ہوگی رفتہ رفتہ وہ روشنی شاغل کو گھیر لیگی اور نفی خود اور
اثبات محبوب کا تصور قائم کرے طالب اپنے مقصد سے فائز ہوگا گو پہلے شاغل بہت پریشان
رہیگا اور گھبرائیگا مگر پھر بعد کو شادان ہوگا اور راحت پائیگا اور نگاہ طالب کی مدام طرف
آسمان کے لگی محویت اور حیرت کے از خود قائم ہو جائیگی اور ہنوز یہ شغل دوسرے خانوادونمین
بھی جاری ہی اور فیض پہونچتا ہی اور شغل مین ذکر لفظاً و معناً ضرور ہی یعنی کہ اس الفاظ کے معنی کا
تصور کرے کہ مین نہین ہون سب وہی وہی ہی اور فکر بے ذکر اور ذکر بے شغل مثل عالم
بہیل کی ہی اور پوشیدہ نر ہے کہ ایسے ہی اسباب کی جمعیت سے اشرف المخلوقات کہلایا
ورنہ سوا ے انسان کے اور مخلوقات بھی اپنی اپنی زبانین ذکر حق کرتے ہین وہ اشرف
نہ کہلاے کہ انکو فکر اور شغل نہین ہے اور نسبت انسان کے یہ حدیث شریف ناطق ہے
تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ الثقلین آور دوسرا یہ شغل لیلی ساتھ فکر اور ذکر کے
اسطرحسے ہی کہ سالک شبکو اندہیری کوٹھری تنگ مین چار زانو بیٹھکر داہنے پاؤن کے
انگوٹھے سے بائین زانو کی جو رگ کیماس ہی اسکو دبا ئے کہ وہ علاقہ دلسے رکھتی ہی اور اس رگ کے

دینے سے حرارت بڑھتی ہی اور خون کو جوش ہوتا ہے غرضکہ آنکھونکو بند کرکے لفظ ہو کو
زبان سے نکالا سامنے ہوا پر چھوڑے پھر لفظ کو جانب پشت چھوڑے پھر لفظ ہو کو جانب
یمین چھوڑے بعدہ لفظ ہو کو جانب یسار چھوڑے پھر لفظ ہو کو جانب فوق اور پھر جانب
آسمان چھوڑے کہ شش جہت عمل سے پورا پورا ہو جاوے کوئی طرف باقی نرہے اسطور
گھڑی دو گھڑی بلاناغہ ہر شبکو طالب کیا کرے کار انجام کو پہونچیگا اور تیسرا طریقہ شغل
لیلی اسم ذات کا یہ ہے کہ رات کو کوٹھری تنگ مین سالک بدستور بالا بیٹھے اور لفظ
اللہ کو اسطور سے پڑھاکے اللہ بناف سی کھینچکر داہنے مونڈھے پر لاوے اور
اللہ سے ملا ہوا ہو کو ساتھ مد دراز کے قلب پر زور سے ضرب دے اور اسیطرح بائین مونڈھے
کی طرف سے قلب پر ضرب کرے اور پھر ناف سی اللہ کو کھینچکر دلپر ضرب دیتا ہوا اللہ سے ہو
کے ساتھ مد کے زور سے ام الدماغ پر ضرب دے یہ ایک دورہ ہوا پھر اللہ کو ام الدماغ سے
کھینچکر سینہ پر لاوے اور سینہ سے اللہ کے ساتھ ہو کو ملا کر ساتھ مد دراز کے زور سی قلب
صنوبری پر ضرب دے چنانچہ دورہ اول مین ناف شریک ہی اور دورہ ثانی مین ناف
شریک نہین پس یون عروج نزول کے ساتھ جسقدر دیر کا طالب متحمل ہو سکے بلاناغہ
اس شغل کی مداولت کیا کرے مگر اس شغل مین آنکھونکو کھلا رکھتے ہین برخلاف پہلون
دونون دو بالا کے اور سالک ملاحظہ کرے جی کا دہین آنکھونکو بند کرکے اور پھر آنکھونکو
کھولکر بلا خطہ اثبات کرے خیال آنکھ کے کھولنے اور بند کرنے ہر موقع کا بخوبی رہے یہ
شغل نہایت اعلی ترہے اور چوتھا شغل لیلی کا یون ہے کہ موافق ترکیب بالا کے
کوٹھری تنگ مین چار زانو بیٹھے اور انگلیان پیٹھونکی کشادہ دونون گھٹنون پر
رکھا دے اور [illegible] داہنے پانو کے انگوٹھے سے بائین ثرانو کی رگ کیماس کو پکڑکے

لا الہ کو [illegible] کھینچکر داہنے مونڈہے پر لاکر چھوڑ دے اور کلمہ الا اللہ اثبات کو ام الدماغ
کھینچکر بعد [illegible] قلب پر ضرب دے اور اس شغل مین کلمہ نفی مین آنکھونکو بند کرلے اور کلمہ
اثبات مین آنکھونکو کھولدے پھر اسیطرح سے بائین مونڈہے سے لیجاکر ام الدماغ سے
کھینچکر بعد [illegible] قلب پر ضرب دے اور پھر سیدہا ناف سے کلمہ نفی کو لاکر قلب پر ضرب دے
اور ام الدماغ سے کھینچکر سینہ کیطرف مخاطب ہوکر دلپر ضرب دے یہ ایک دورہ ہوا ایسے
دورے جسقدر دیر کا طالب متحمل ہو ہر رات کو کیا کرے چند روز مین بخوبی اثر ظاہر ہوگا مگر سبطرح
جمعیت خاطر رکھے اور تنبیہات اور کے شغلونکی چن لے اور انکو اختیار کرے یہین سہو نکرے
اور اس بات پر خوب غور کرے کہ اس شکل خاص مین سر اور کمر اور پشت برابر رہین اور تھوڑا
کیف راس بجانب پشت کے کج کرکے کلمہ لا الہ واسطے نفی کے قلب پر ضرب دے اور
جبکہ ام الدماغ سے کلمۂ اثبات کو مخاطب سینہ ہوکر قلب پر ضرب دے تو اسمین کجی پشت کی
ضرور نہین ہی اور بعض نے ایسا بھی کیا ہے کہ کلمۂ نفی کو دو سو بار اور کلمۂ اثبات کو چار سو بار
داہنے بائین سے اور اسم ذات یعنے لفظ اللہ کو ام الدماغ سے لیجاکر قلب پر چھ سو بار ضرب
اسمین [illegible] سے نفی نہین فقط اثبات اثبات ہی کہ اکثر مشائخ چشت کا یہی ہی وجہہ ذکر ساتھ
شغل اور فکر کے اسقدر گرین ہوا کہ خود فانی ہوکر باقی رہجاتا ہے اسی ذکر کا نام سہ ضربی
اور سلسلہ عالیہ چشتیہ مین بارہ تسبیح کا ورد ہے کوئی بعد نماز مغرب اور کوئی بالحاق نماز
تہجد بارہ رکعت کی پڑہتا ہے اسمین بھی دو ترکیب ہین بعض یہ چارون اسم سبحان اللہ
الحمد للہ ۔ ولا الہ الا اللہ ۔ واللہ اکبر ۔ ملاکر بارہ تسبیح پڑہتے ہین اور بعض تین تین تسبیح ہر
اسم کی علیحدہ علیحدہ پڑہتے ہین ۔ اور اس سلسلہ عالیہ مین بارہ رکعت نماز اوابین یون
معمول ساتھ نماز مغرب کے ہی کہ پہلا دوگانہ رکعت اول سورۂ الحمد و انا انزلنا ۔ رکعت دوم

الحمد و قل ہو اللہ اور التحیات اور سلام - دوسرا دوگانہ رکعت اول سورہ الحمد و انا انزلنا
رکعت دوم سورہ الحمد و قل اعوذ برب الفلق والتحیات وسلام - تیسرا دوگانہ رکعت اول
سورہ الحمد و انا انزلنا رکعت دوم سورہ الحمد و قل اعوذ برب الناس والتحیات وسلام -
چوتھا دوگانہ رکعت اول سورہ الحمد و انا انزلنا رکعت دوم سورہ الحمد و سورہ قل یا ایہا
الکافرون والتحیات وسلام - پانچواں دوگانہ رکعت اول سورہ الحمد و انا انزلنا رکعت
دوم سورہ الحمد و اذا جاء والتحیات وسلام چھٹا دوگانہ رکعت اول سورہ الحمد و انا انزلنا
رکعت دوم سورہ الحمد و العصر ان الانسان والتحیات وسلام بعد ختم التحیات وسلام کے
تین بار سورہ اخلاص یعنے قل ہو اللہ پڑھ کے دونوں ہاتھ سوے آسمان اُٹھا کر یہ دعا
پڑھے اَللّٰھُمَّ طَہِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یا اللہ یا اللہ یا اللہ اور بارہ بار درود شریف پڑھ کے
ہاتھ منھ کو ملے تب تمام ہوئی نماز - اور سلسلہ بیعت چشتیہ نظامیہ اس فقیر کا اسطرح سے ملتا ہے
کہ مرشد میرے سید نظام الدین احمد اور انکو سید قطب الدین احمد سے اور انکو سید عبد اللہ الحسینی
بغدادی سے اور انکو سید مالک حسنی الحسینی بغدادی سے اور انکو ابو یوسف محی الدین یحیی
مدنی سے اور انکو شیخ محمد رضی اللہ عنہ سے اور انکو شیخ حسن محمد سے اور انکو شیخ جمال الدین عرف
شیخ جمن سے اور انکو محمد راجن حسنی سے اور انکو شیخ علیم الدین سے اور انکو سراج الدین سے اور
انکو شیخ کمال الدین علامہ چشتی سے اور انکو مخدوم نصیر الدین محمود اودی سے اور انکو قدوۃ العاشقین
محبوب الٰہی شیخ نظام الدین محمد بدایونی سے اور انکو شیخ فرید الدین محمد مسعود شکر گنج اجودھنی
اور انکو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے اور انکو خواجہ بزرگ شفیع عاصیان خواجہ خواجگان
حضرت خواجہ معین الحق والدین ہند الولی عطاء رسول بن شیخ غیاث الدین حسن سنجری اجمیری سے
اور انکو شیخ ابو النور خواجہ عثمان ہارونی سے اور انکو خواجہ حاجی شریف زندنے چشتی سے

اور انکو شیخ ابی احمد فرشتافہ چشتی سے اور انکو شیخ خواجہ خواجگان و پیر سلسلہ چشتیہ ابی خواجہ
ابی اسحاق شامی سے اور انکو خواجہ علو ممشاد دینوری سے اور انکو شیخ امین الدین ابو
ہبیرہ بصری سے اور انکو شیخ سدید الدین بن حذیفۃ المرعشی سے اور انکو شیخ المشائخ سلطان
ابراہیم ادہم بلخی سے اور انکو شیخ المشائخ ابو الفضیل ابن عیاض سے اور انکو شیخ المشائخ
خواجہ ابو الفضل عبد الواحد بن زید سے اور انکو شیخ الکبیر خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
اور انکو حضرت امیر المومنین علی اسد اللہ الغالب حیدر کرار کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالب سے
اور انکو حضرت سید الاولین والآخرین محمد مصطفے رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا ہے
ذکر مختصر سلسلہ علی ومقدسہ حضرات اویسیہ کا واضح ہو کہ حضرت اویس قرنی قدس اللہ سرہ
عاشق صادق رسول اللہ زبدۂ اولیا سے یمن قطب عالم اپنے عہد اور خلیفہ چہارم حضرت
شاہ ولایت علی مرتضی حیدر کرار کے کہ وہ جنگ صفین میں شہید ہوئی قدس اللہ سرہٗ
جاوید ہوے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بہت سے خلیفہ تھے انہین سے
سلسلہ اویسیہ جاری ہے اور ہر زمانہ میں اس سلسلہ کے مقرب اور نواح عرب اور ملک یمن میں
بکثرت نام اور ہین نام خلفا و نکا یہ ہے - خواجہ موسی بن زید - خواجہ علام بن علام - خواجہ
عبد اللہ بصری - خواجہ علی شیرازی - خواجہ عبد الصمد نظری - سید جمال محمد اصفہانی -
سید عبد الرحمن - سید زین الدین خوافی - سید علی موحد ربانی - شیخ عبد اللہ شطاری -
حضرت قاضی - شیخ ابو الفتح ہدایت اللہ سرمست - شیخ حاجی حضور - شیخ غوث محمد
اور حضرت خواجہ کے چار فرزند تھے مگر نام فرزند کلان کا نصیر الدین ہے انسے سلسلہ ملقب
بہ نصیریہ ہنوز جاری ہے اور دوسرے فرزند انکے خواجہ افضل اویسی مشہور ہین
ان سے بکثرت اولاد ہوئی اور باقی دو فرزندونکی اولاد بھی جابجا موجود ہوگی الغرض

ہندوستان وغیرہ مین اس سلسلہ کے بہت لوگ ہین اسقدر کاتب کو تحقیق ہو کہ ان کا

مرید اویسیہ ہین - سوالی جلیپور - [illegible] - پاکپٹن - دوہیانہ - کپورتھلہ

شاہ نظام الدین احمد - وحید شاہ - خاکی شاہ - دولہ شاہ - غلام شاہ

منڈا - لاہور - شہدرہ - ملتان - پاکپٹن - قصور - کھوکھیرا

جمری شاہ - رحمن شاہ - رحیم شاہ - جلال شاہ - پیر شاہ - رحیم شاہ کھگا - عبداللہ شاہ

ست گھرا - پٹیالہ - جمبو غیرآباد - دہلی غیرآباد - حیدرآباد غیرآباد

سید جلال - بہار شاہ - سابق تھے - سابق تھے - سابق تھے

کشمیر مین قریب سنبر گڑھی المعروف سری نگر سے ضلع پانچ کوس اوپر کنارہ ... کے پاؤن پور مین چلہ حضرت کا بعمارت بلند بنا ہوا ہے اور والی کشمیر کیطرف سے جاگیر ہے اور بکثرت خادم مقرر ہین اور عرس ہر سال ہوا کرتا ہے - کتاب اخبار الاصفیا کہ مصنف انکا عماد الدین محقق یمنی ہے اور تاریخ تصنیف نام کتاب سے ۱۰۱ ہجری واضح ہو حقیقت حضرت خواجہ اویس قرنی شہید صفین عاشق رسول اللہ خلیفہ چہارم علی ولی اللہ کے یون ہی کہ جوار یمن مین ایک قریہ کا نام انکا قرن ہے اور زمانہ جناب رسول الثقلین خاتم النبوت سے وہ جاے احرام باندھنے اہل نجد کی قرار پائی ہے چنانچہ اویس نام تابعی کا ہے اور اصل انکا ابو عمر اویس بیٹے عامر قرنی کے ہین اور قرن اسکو کہتے ہین کہ جو شخص گیسو بافتہ اور ابرو پیوستہ ہو چنانچہ یہ لقب قرن منسوب طرف جد اعلی اویس ممدوح کا ہے وہ قبیلہ بنی ہلال عرب سے ہین اور وہی قریہ کہ انکے جد اعلی کا آباد کیا ہوا ہے وہی تولد گاہ حضرت اویس کا ہے غرض اس قریہ کا نام اسی لقب سے مشہور ہے اور انکے جد کے گیسو بافتہ اور ابرو پیوستہ تھے آجتک جہان تین جو انکی نسل سے ہین ضرور یہ دونون

علامت موجود ہونگی چنانچہ مینے بچشم خود دو مقام پر دو شخص کو جو انکی نسل کا دعوی کرتے تھے
دیکھا ایک انمین تجارت پیشہ اور دوسرے نیچہ بند شہر ... کے تھے ضرور ہی کہ
اگر خلاف ان علامتون کے کوئی انکی نسل کا دعوی کرے تو بیجا ہے اور اصل یہ ہے کہ
حضرت اویس قرنی کے جد اعلی قرن مین رہتے تھے اور وہان سے ہجرت فرما کے نجد کو
وہانسے اکر اس قریہ شریف کو آباد کیا جب سے وہ قریہ قرن کہلایا اب جاننا چاہئے کہ
کہ وہی سال اور وہی مہینہ اور وہی تاریخ اور وہی روز کہ پیدائش جناب حضرت
رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا وہی وقت ... پیدائش حضرت اویس قرنی کا ہوا مگر اتنا
فرق ہوا کہ چار ساعت پہلے آنحضرت رسول مقبول اور بعد چار ساعت کے پیدا ہوئے
عاشق رسول اللہ پیدا ہوئے مگر یہ مشہور ہے کہ خواجہ پورے چالیس مہینے حمل مین رہے
اور جسوقت کہ پیدا ہوئے غسل کے بعد لفظ اشہد ان ... زبان پر جاری ہوا اور بعد تولد کے
چالیس روز سوئے بھی نہین اور کچھ بھی نہین کھایا مثل ... کے تب تک دودھ بھی نہین پیا اور بول
غائط بھی نہین کیا اور برابر چالیس روز تک آنکھین بند رکھین مگر ہاتھ پانوکی جنبش اور از خود
کروٹون کی بدلنے سے بے اعانت دوسرے کے لوگ سمجھتے تھے کہ بیدار ہین اور مونہہ سوی آسمان
زیادہ رکھتے تھے اور جنبش لبونکی برابر تھی کہ جیسا کوئی کچھ پڑھتا ہے یا کسی دوسرے سے باتین کرتا ہے
یہ دیکھکر جو دوسرے لوگ اپنے کانونکو انکی مونہہ کے پاس لیجا کر تمیز کرتے تھے تو کچھ کسیکی
سمجھ مین نہ آتا تھا کہ کیا کہتے ہین اور چالیس شب و روز تک جس حجرہ مین پیدا ہوئے تھے
اسی جا زمین پر لٹا دیا تھا وہ لیٹے رہی چالیس روز مادر نے بھی آغوش مین اپنی نہین لیا بعد
چالیس دن کی مادر ماجدہ نے اہتمام مثل اور بچون کی پرورش کے کیا گود مین لیا دودھ پلایا
زانو پر سلایا ان حالتونسے معلوم ہوتا ہی کہ ضرور ہدایت غیبی انکی والدہ ماجدہ ولیہ کو ان حالتونکی

ہوئی ہوگی - اور کتاب مفتاح القلوب کہ مصنف اسکا فخر الدین طوسی ہی اور نام کتاب
تاریخ [illegible] معلوم ہوتے ہیں ربیع اکرام سے روایت ہی کہ ماموںہ نام مادر اویس قرنی کا ہے
او [illegible] ولیہ کاملہ تھین شب و روز کسیوقت کوئی لمحہ خدا سے غافل نہ ہوتی تھین انکے دلمین فکر
و ذکر اللہ کا رہتا جبکہ اویس پیدا ہوے تو حسب عادت اویس کی پرورش کی مگر کبھی آنکھ سے
نگاہ لطیف سے غیر خدا نہ دیکھا کہ کون ہی اور کیا ہے جبکہ اویس بارہ سال کے ہوے تو ایکروز
اویس سامنے والدہ ماجدہ کے کھڑے تھے تو اسوقت اتفاقاً ماموںہ نے بچشم لطیف و کرم نگاہ
نرم سے اویس اپنے فرزند کو دیکھا لیکن اسیوقت ندائے غیب آئی کہ اے عاشقہ آج تو نے محبت ہماری
کم کی اور ہماری محبت کا حصہ دار اپنے بیٹے کو بنا دیا تھا ولیہ ممدوحہ اس ندا کو سنکر بہت تن
لرزی اور ایسا روئین کہ جام خالی سامنے رکھا تھا وہ سب اشکونسے لبریز ہوکر چھلک گیا بعد اسکے
ماموںہ نے دست بستہ سوئے آسمان نظر کرکے جناب باری مین عرض کی کہ اسوقت مجھسے خطا ہوئی
اب مین توبہ کرتی ہون اور اس قصور کا عفو چاہتی ہون اور بعد عفو کے تین خواہش میری ہین
اسکو تو قبول کر پھر تا زیست خود کوئی استدعا تجھسے نکرونگی بس آواز غیب آئی کہ قصور تیرا بخشدیا
وہ تین خواہشین اپنی بیان کر یہ سنکر ماموںہ نے سجدہ شکر ادا کیا اور یہ عرض کیا کہ ایک خواہش میری
یہ ہی کہ اسیوقت دونون آنکھین میری بے نور ہوجاوین کہ پھر مین چشم بے ادب سے اویس کو
نہ دیکھون اور دوسری خواہش یہ ہی کہ میرے دلسے محبت اشتیاق کی بالکل محو کر دیجاے
کہ بار دیگر مجھکو حصہ دار تیرا نہ بناوٴن تیسری یہ کہ تو اسکو پیاسا قتل کروانا کہ جسکی [illegible] میری آنکھ اور
دلکو فریب دیا ہی ندا آئی کہ قبول کیا اوسیدم ایک مرغ سفید بلند قامت ظاہر ہوا اور اس
مرغ نے بار نور اپنا ماموںہ کی آنکھوں پر مارا فوراً دونون آنکھونکی بینائی جاتی رہی دوبارہ مرغ نے
پھر اپنا پہلو سے چپ ماموںہ پر مارا محبت اویس کی دلسے ماموںہ کے محو کر دی سامنے اویس

کھڑے تھے پھر مرغ نے پر نکلوا اپنے پھیلائے تو پر وان سے کئی قطرات خون پرسے سار البا س اویس کا سرخ ہوگیا پھر مرغ نظر سے غائب ہوگیا چنانچہ خواجہ اویس وہی لال کپڑے اپنے بجائے کفن گلے مین شب و روز باندہے رہتے تھے اور قضا کو ہر ساعت حاضر جانتے تھے غافل نہ رہتے اور بروز شرکت جنگ صفین وہی کپڑے سر پا زیب تن کرلیے تھے کتاب جامع التقیۃ اولیا مین کہ مصنف اسکا حبیب اللہ کوفی ہے اور نام کتاب سے تو ایسا معلوم ہوتے ہین انھین سے یہ روایت مندرج ہی کہ جناب محمد مصطفٰے سرور عالم کبھی کبھی ارض یمن مین متوجہ جانب یمن ہوکے بیشتر صحبت صحابہ مین ارشاد فرماتے تھے کہ مین نسیم رحمت اور بو محبت و الفت کی یمن کیطرف سے پاتا ہون اور وہ حبیب میرا ہی از یمن جلوہ اسکا یمن اور اسکے حوالی مین جو مقام قرن ہی وہی نسیم رحمت اور محبت و الفت کا معدن ہی اور جبکہ قیامت کا روز آویگا ستر ہزار فرشتے بصورت پاک اویس کے حق تعالیٰ غایت لطف و کرم سے پیدا کریگا تا اُس دن اویس اُس جماعت کے ساتھ درمیان جنت اعلیٰ میں جلوہ افروز ہو کہ نہ پہچانے کوئی بندہ اُسے مگر جسکو اللہ تعالے چاہے کسواسطے کہ وہ بندگی پوشیدہ دنیا مین کرتا تھا اور خلق سے دور تھا راتدن اور حقتعالی کے ساتھ دل لگایا تھا اغیار کی چشم سے محفوظ رکھنا اور دیدار سے اپنے محفوظ رکھنا باری تعالی کو منظور ہو گیا اور زبدۃ الانوار مین کہ مصنف اسکا احسان الحق مازندرانی ہی اور نام کتاب سے ہی شستہ واضح ہی یہ حدیث مخبر کی درج ہی کہ میری امت سے ایک مرد ہی بروز قیامت بشان رفیع اپنے عاصیونکا شفیع ہوگا قوم مضر اور ربیعہ کا کہ یہ دو قبیلہ عرب مین بڑے ہین اور وہ دونون قبیلہ گو سقدر پرور ہین تو جسقدر اُن کے گوسفند ونکی بال ہین اسقدر شمار اُن دونون قومونکے عاصیون کا باتفاق صحابہ کرام نے آنحضرت سے پوچھا کہ اُس باصفا بندہ کا نام کیا ہی ارشاد فرمایا

کہ اویس اُسکا نام ہے اور مسکن اُسکا قرن ہے اور اُسنے مجھے بدیدہ ظاہر نہین دیکھا دیدہ دل سے
ماہر ہے اور وہ عاشق صادق میرا اور اُسکو میری محبت نہین دو وجہ سے اولاً تو غلبہ حال دوسرا
پاس علم ملت وہ میری شرع کی رعایت ہے اور مادر اُسکی نابینا وہ مادر کا خدمتگذار ہے
اور وہ اونٹونکو اجرت پر چراتا ہے وہی اجرت نفقہ اُسکا اور اُسکی مادر کا ہے صدیق اکبر نے
عرض کیا کہ اُنکو ہم دیکھ سکتے ہین حضرت نے فرمایا کہ نہین مگر عمر و علی عنقریب دیکھینگے اور
پہچان اویس کی یہ ہے کہ دو نشان سفید بقدر درہم ایک بائین پسلی اور دوسرا کف دست
داہنی پر عیان ہوگا کوئی اُسکو مرض برص نہ سمجھے کہ وہ نور وہبی سے معمور ہے پھر فرمایا کہ جو تم مین سے
اُسکو پاوے میرا سلام اُسکو پہونچا وے اور یہ پیغام کہے کہ میری امت کے حق مین دعا کرے
کہ وہ اولیا مین بزرگ اور اکرم اتقیا اخفیا عالی شان ہین اور بڑے پرہیزگار اور انبیائے
سلف کی امتو نمین مثل اویس کے کوئی دوسرا خلق نہین ہوا ہے تم اُسکو نواح مین مقام
قرن مین پاؤگے اور ایکبار وہ باشتیاق میری ملاقات یہان آویگا مجھسے ملاقات نہوگی
واپس جاویگا اور اُسکو اُسدن تم مجھ مین بنظر ظاہر دیکھوگے۔ اور کتاب مفتاح القلوب مین
کہ جب خواجہ اویس چالیس سال کے ہوچکے تو فقط ایکبار احتلام ہوا پھر تمامی عمر نجاست احتلام سے
پاک رہے وسوسات شیطانی اُنسے ہمیشہ دور رہے پھر ساتھ ایک زن پارسا کے اپنا اُنھون نے
عقد کیا اُسکے بطن سے چار فرزند ہوے کہ جس سے ہنوز نسل اُنکی موجود ہے اور جس حجرہ مین
کہ خواجہ پیدا ہوے تھے تمام عمر وطن مین اُسی حجرہ مین رہا کرتے تھے اور یہ عادت تھی کہ
دن خواہ رات بیداری مین طرف آسمان کے نظر رکھتے اور گاہ آنکھین بند کرکے سر جھکا کر
بیٹھے رہتے اور عادت رفتار بغیر ضرورت کم تھی اونٹونکو چرانے لیجاتے تھے تو چراگاہ مین
ایک جا بیٹھے رہتے چلتے پھرتے نہین تھے اور جو کوئی دوسرا پاس آیا اور کلام کیا تو جواب

[illegible] اور کسی سے اپنی طرف [illegible]
اور یہ بھی [illegible] کسی سے [illegible] اور جواب [illegible]
اور ہر وقت دونوں [illegible] معلوم [illegible]
اگر چاہتے ہیں اور خالی وقت کشادہ چشم [illegible]
[illegible] اور جب راہ چلتے تو نگراہ بطرف زمین [illegible]
طرف آسمان کے دیکھتے اور اس حالت نگرانی میں [illegible]
کلام کرتا اور مسکراتا جاتا ہے اور گاہ ایسا بھی ہوتا کہ رنگ چہرہ متغیر ہو جاتا اور [illegible]
چار آنسو بھی ٹپکتے اور آٹھ پہر شب و روز میں جو میسر آتا انتالیس ایکبار [illegible]
پانی پیتے اور یہ بھی معمول تھا کہ برابر ایک روز صوم سے رہتے اور [illegible]
اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا کہ بسبب عدم استطاعت کے [illegible]
مگر جو یوم روزہ کا ہوتا اسمیں نیت صوم کی کرتے اور جو غذا [illegible]
نکرتے کہ وہ دن مجبوری کا طرف سے عدم استطاعت ہوتا تھا اگر [illegible]
کرتے تو وہ نیت فاسد ہوتی خواجہ کا ایسا باریک خیال تھا اور غذا [illegible]
اور بے رغبتی دونوں حال مساوی تھے لیکن فوائد میں [illegible]
اکثر لوگ ہدیہ لایا کرتے اور عادت تھی کہ [illegible] اور بعضے
بعد نماز صبح کے کسی سے ملاقات نکرتے ایکبار خواب استراحت کو حجرہ میں جا کر [illegible]
لیٹتے اور میت کی شکل سی چت طرف آسمان کے [illegible] سوتے اور [illegible]
بعد بیدار ہوتے قضائے حاجت کو جاتے فراغت [illegible]
جاتے اور بعد اداے نماز ظہر کے واپس آتے اور یہ دائم دستور تھا کہ جب کوئی [illegible]

نام مبارک جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا رہبروانکی زبانسے لیتا تو اسوقت سنکر بیتاب
ہنس دیتے کہ جیسا عاشق معشوق کا نام سُنتے سی جوش محبت مین اکثر بشاش ہوجاتا ہے
گویا دونون جہانکی دولت پاتا ہے اور اسی حالت گوش زد ہونے نام مین خواجہ کی تمام جسم کو
ایک گونہ جنبش ہوتی اور بے اختیار وجد سے سرشار ہوتے اور سر سے پاؤن تک لمعۂ نور
پہنچاتے جیسا کہ روشنی فانوس مین جلوہ دیتی ہے اسوقت جو لوگ دوسرے موجود ہوتے وہ
تعجب کرتے تھے کہ یہ کیا بات ہے حضرات غور کرو عشق کی یہی صورت اور یہی رہبری ہے
کہ بدرقہ عشق سے عاشق معشوق حلول کرجاتا ہے ہر چند کہ خواجہ نے آنحضرت کو بچشم ظاہر نہین
دیکھا مگر بعدم حضوری مین اسدرجہ عشق تھا کہ اصحاب حاضر کو نہوا۔ آپ سُنیے کہ ایکبار خواجہ کے
شوق ملاقات نے نہایت ترقی کی والدہ ماجدہ سے رخصت طلب کی کہ مین حبیب اللہ محمد مصطفےٰ
کی ملاقات کو جاتا ہون چونکہ والدہ ماجدہ کو کسی حالتمین ناراض نکرتے تھے انھون نے
اجازت دینے مین تامل کیا یہ خاموش ہو رہے چنانچہ تین روز پے در پے خواجہ والدہ سے
عوض کرتے رہے آخرکار چوتھے روز والدہ نے اجازت اسی شرط سے دی کہ اچھا جاؤ مگر
وقت پہونچنے مدینہ کے تم سے وہ ملین یا نہ ملین انتظار نکرنا اسیوقت واپس پھرنا اس شرط کو
سنکر قبول کیا اُسکے صبح خواجہ منزل بمنزل مدینہ طیبہ کو روانہ ہوے بعد طے منزلون کے
قریب برآمد ایک پہر روز کے پہونچے جناب فاطمۃ الزہرا بھی اُسدن جناب عائشہ صدیقہ کے
گھر مین مہمان تھین خواجہ اویس در دولت رسول مقبول پر پہونچے باہر سے آواز دی کہ
اویس حاضر ہے جناب سیدۃ النساء نے جواب دیا کہ دعوت مین تشریف لیگئے ہین ٹھہرو اور
جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اکثر حال محبت
اور خلوص اویس کا زبان مبارک جناب رسول اللہ سے سنا تھا باہم دونو صاحبہ مخدومہ کونین

قدم ہم اُٹھا کر دروازہ کو بند کر کے دروازہ کی دراز سے پہلے حضرت خاتون جنت اور

جناب صدیقہ ام المومنین نے خواجہ اویس کو بچشم خود دیکھا اور اسیوقت خواجہ نے

کہا کہ میں ٹھہر نہیں سکتا میرا سلام میرے مولیٰ آنحضرت کو پہونچا دینا یہ کہا اور

اب سنئے کہ بعد فراغت دعوت گھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جناب

ساتھ اپنے چاروں یار کے کہ وقت نماز ظہر کا قریب آگیا تھا مسجد میں تشریف لائے

اداے نماز کے آنحضرت مع چاروں صحابہ کرام کے دولت سرا میں تشریف لائے اور

اندر حضرت تشریف لیگئے جناب فاطمۃ الزہرا اور جناب عایشہ صدیقہ حسب عادت

صحن مکان میں آئیں آنحضرت نے پہلے دست مبارک سر اشرف ام الحسنین پر رکھا

نظر مبارک کو مخاطب کیا طرف ام المومنین کے اور یہ ارشاد فرمایا ام المومنین سے کہ آج

اسوقت میں تمہارے چہرہ کو جو دیکھتا ہوں تو دوسری بات یہ ہے کہ فیض وہی ہے چہرہ

تمہارا ایسا نظر آتا ہے کہ پہلے اسکے میں نے کبھی نہ دیکھا تھا کہ لمعہ نور چاند سے زیادہ روشن اور

خوشتر معلوم ہوتا ہے شاید کسی عاشق صادق عارف باللہ کا گذر ہوا کہ اُسکے واسطے سے

یہ نزول نور قدسی ہے صدیقہ رضی اللہ عنہا سنکر خاموش رہیں مگر جناب سیدہ رضی اللہ عنہا نے

عرض کیا کہ اے حبیب خدا تاج سر انبیا باعث ایجاد کائنات خلاصہ موجودات آج خواجہ

اویس قرنی یمن کی جانب سے تمناے حصول شرف ملاقات آپکی آئے تھے جو کہ آپ تشریف

نہ رکھتے تھے یہ کہکر کہ میرا سلام پہونچا دینا اور جسطرف سے آئے تھے اسی سمت کو واپس گئے حضرت نے

سنکر جواب سلام فرماکر یہ پوچھا کہ تمنے ہمارے دوست روحانی کو بچشم خود دیکھا اور پھر دوبارہ

اب دیکھکر پہچان سکتی ہو عرض کیا کہ ہاں میں نے دیکھا اور پھر دیکھکر پہچان سکتی ہوں فوراً اسیوقت

آنحضرت باہر دروازہ کے تشریف لیگئے اور جاتے وقت فرمایا کہ جہانتک جسطرح دیکھا ویسا ہی دیکھو

جناب مقبول پاک نے دروازہ بند کر کے دراز دروازہ سے دیکھا تو اُسوقت بعینہ صورت شریف
شکل خواجہ اویس کے نظر مین کچھ فرق نپایا دیکھکر اندر مکان کے آئین باہر سے حضرت بھی تشریف
لائے اندر آکے پوچھا کہ کیون اویس کو دیکھا عرض کیا کہ ہان وہی اویس تھے کہ جنکو آج دیکھا تھا
اُسوقت حضرت کہان تھے فرمایا کہ اے جان پدر اُسوقت مین اور اویس ایک جان ایک
قالب تھا جسنے اویس کو دیکھا مجھے دیکھا اور جسنے مجھکو دیکھا گویا اویس کو دیکھا بس جناب سیدہ
یہ سنکر ساتھ تعجب کے خاموش رہین پھر حضرت نے پانی نوش فرمایا باہر تشریف لیگئے اور طرف
حضرات صدیق اکبر و عمر و عثمان و علی کے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ آج دوست روحی
ہمارا اویس قرنی آیا تھا اور ہم اُس سے نہ ملے وہ واپس چلا گیا کیا تم اُس سے ملنا چاہتے ہو
چارون یار نے باتفاق عرض کیا کہ جو دوست روحی حضرت کا ہے اُسکے دیکھنے کو ہمارے
آنکھین بھی بہت مشتاق ہوئین حضرت نے یہ سنکر اُسیوقت چارون صحابہ کرام کو دروازہ
دولتسرا کے اندر کر کے دروازہ بند کر لیا اور آپ باہر کھڑے ہوئے پھر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے آواز دی کہ اب دراز دروازہ کر دیکھو الغرض صحابہ نے اسیوقت [illegible]
دیکھا تو سراپا حلیہ اویس کا اسکی نظر و نہین [illegible] دیکھنے کے چارون یار [illegible]
اور سب نے عرض کیا کہ ہم سبنے اویس کو سراپا دیکھا مگر اسوقت کہ اویس کو دیکھا حضرت یہان
نہین تھے اور اب حضرت جلوہ افروز ہین مگر اویس نہین اس عرصۂ قلیل مین کدہر گئے یہ سنکر
حضرت نے تبسم فرمایا اور کہا کہ مین اسوقت اویس کی روح کے ساتھ ہم قالب ہم روح تھا [illegible]
تو اویس حاضر تھے [illegible] تھا یہ اسرار ارشاد مبارک کا سنکر سبنے تعجب کیا اور دلمین
سمجھے کہ یہ بھی معجزہ [illegible] خاموش ہو رہے پھر آنحضرت نے عمر ابن الخطاب اور علی ابن ابیطالب
مخاطب کر کے فرمایا کہ ایک [illegible] دیا کہ تم دونون کو واسطے ایک کام [illegible] کے پاس

[illegible] تاہم ہوگا [illegible] صورت [illegible] [illegible]
اسوقت [illegible] پیش [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا اور [illegible] آپ [illegible]
اور دوسرا ہاتھ [illegible] ہوگا اسکو مرض [illegible] اور جب [illegible] قیامت [illegible]
لیکے انکو دیوانہ سمجھکر [illegible] [illegible] [illegible]
ملعون جان [illegible] نہین [illegible] کہ جنون سے [illegible]
ہیچ ہوتا [illegible] کسقدر ساتھ طہارت [illegible] کا پاس اور خیال [illegible]
پاس جاتا ہو [illegible] سواے ترک تعلقات دنیا کے دوسری بات نہین کرتا [illegible]
تو وہ بھی دل مین اپنے دنیا کو جگہ نہین دیتا یہانتک کہ وہ کفن سرہ پاس اپنے [illegible]
رکھتا ہے وہ میرا عاشق صادق ہے یہ سنکر صحابہ کرام اپنے مکانونکو گئے [illegible]
جس تاریخ کو جناب محمد مصطفیٰ رسول الثقلین نے مدینہ مین رحلت فرمائی اسی روز [illegible]
خواجہ اویس قرنی کو اپنی جائے قیام پر معلوم ہو گیا کہ آج میرے محبوب کا وصال ہوا اس
اسوقت حضرت ماموصوف والدہ ماجدہ اپنی سے کہا کہ جبتک مین بارادہ خواب [illegible] سے
[illegible] ہوون دوسرا کوئی نہ اوٹھاوے اور نہ کوئی مجھے اپنا ہاتھ لگاوے چنانچہ آپ جس حجرہ مین
پیدا ہوے تھے اور اسمین رہا کرتے تھے اسی مین ایک چادر سرسے پاؤن تک [illegible] لیکر
لیٹ گئے منہ سوے آسمان دونون آنکھہ بند کرکے ہاتھ دونون سینہ پر [illegible]
آب و دانہ اور ترک حاجت بشری کے ایک تخت چالیس [illegible] برابر ایک حالت [illegible]
لیٹے رہے [illegible] سبکو محسوس ہوتی تھی اکثر روزانہ لوگ آتے دیکھتے پھر جاتے لیکن
دونون آنکھہ [illegible] اشک جاری رہے یہانتک کہ سیل اشک [illegible] کانون کے نیچے [illegible]
گڑھا [illegible] دونون بازوون کے نیچے [illegible] زمین [illegible]

دونون نانیان پاؤنکی ایڑیون کے نیچے سے گذر کر نکلین نہر آب جاری تھی انھین
جا ملین غرضکہ چالیسوین دن نہ چوتے تھے لیٹے تھے اویس از خود اٹھہ بیٹھے اور سب حاجت
اپنے پر کہانا پانی کہاتے پیتے اور اونٹ چرانیکو جایا کرتے اور معمول وقت پر آکر خاموش
اُسی حجرہ مین رہا کرتے بعد سوگ چالیس یوم کے دوسرے چلہ کے ختم تک کسی سے کچھ کلام
نہ کیا اور کان اپنے بند کر لیئے دوسرونکا کلام بھی نہ سُنا۔ قرآن مجید سے یہ تو صاف ظاہر ہو چکا
کہ بحکم خداوند تعالی قضا آتی ہی تو نہ جلدی ہوتی نہ تاخیر وقت معین پر رخصت اس جہان سے
سب کی قرار پائی ہی آیہ کریمہ فاذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون
مختصر یہ کہ قیامت تین طرح کی اول وہ قیامت کہ ہر واحد انسان کی جب موت ہووے دوسرے
وہ قیامت کہ جو امت عاصی کی شفیع جناب انبیا علیہم السلام اس دار فانی اپنے عہد مین
رخصت ہوے اور تیسری وہ قیامت کہ جو آیندہ آنیوالی ہی وہ عام ہی کہ جو کچھ اُسکی کائنات ہے
سب فنا فی اللہ ہوگا مگر ہمارے حضرت آئینہ جمال رب المشرقین کی رحلت کہ سخت تر گذری
روز رحلت جو اہلبیت نبوی اور اصحاب کرام اور مدینہ والونپر سخت تر تھا اُسکا بیان
نہین ہو سکتا الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آثار قرب موت کی ظاہر ہو گئے تو آپ
رضاے حق تعالی پر بہت راضی اور خورسند تھے کہ کب تک حضوری میرے خالق کی نصیب
ہوگی جسوقت کہ سکرات شروع ہوئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو
بلایا اور یہ وصیت فرمائی کہ بعد میری مفارقت روح کے جب تمکو الم میری جدائی کا
مہلت دی اور اطمینان ہو جاوے تو تم دونو میرا جبہ لیکر ملک یمن کو جانا اور اویس قرنی کو
وہان تلاش کر ملاقات کی بعد میری طرف سے خواجہ کو سلام لکھکر یہ پیام پہونچانا کہ اس جبہ کو
زیب تن کر کے میری امت کی بخشش کی دعا جناب باری تعالی مین کرین چنانچہ کتاب

مدارج العرفا مین کہ مصنف اُسکا سراج الدین تبریزی ہے اور نام کتاب سنی تاریخ نسخہ ۶۲۳ واضح ہی اُنہین بحوالہ روایات بالا کے بصراحت لکھا ہے کہ جب خاتم المرسلین رحلت فرما چکے تو بعد چند ماہ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حسب وصیت جناب رسالت مآب کی مدینہ طیبہ سے روانہ ہوے پہلے شہر کوفہ مین پہونچے جمعہ کو اُسکی جمعہ تھا بکثرت خلق اللہ فراہم ہوکر شریک جماعت نماز جمعہ کے بعد خطبہ وادای نماز کی خیل نجدیونکی طرف مخاطب ہوکر حضرت عمر فاروق اور علی حیدر کرار آواز بلند پکار کے کہ اے لوگو تم مین کوئی اہل قرن سی یہان اسوقت موجود ہی کہ نام اُسکا اویس ہو یہ سنکر نجدیون نے جواب عرض کیا کہ ہم اویس کو نہین جانتے مگر ایک دیوانہ شخص بستی قرن مین ہے کہ خلق سے اُسکو وحشت اور تنہائی سے رغبت اور وہ اپنے گھر کے حجرہ مین اور کبھی جنگل مین رہا کرتا ہی اور قبیلۂ بنی ہلال سی ہی وہ نان خشک کہاتا ہی کسی شی کے ذائقہ کا اور غم وشادی کا اُسکو وقوف نہین اگر سامنے اُسکے کوئی ہنسے تو وہ روتا ہی اگر کوئی روئے تو وہ ہنستا ہی یہ سنکر حضرت عمر فاروق نے پوچھا کہ وہ کسی سے ملتا بھی کہا کہ ہان قرن کے صحرا مین اونٹونکو چراتا ہی وہین ملتا ہے یہ سنکر دوسرے روز دونون حضرات اُسطرف کو روانہ ہوے کئی دن کے بعد قرن مین پہونچے شب باش ہوکر صبح کو مکان تلاش کر کے وہان مکان پر اویس کے گئے حضرت علی پکارے کہ ای اویس ہم آئے ہین گھر کے اندر سی آواز آئی کہ اونٹ لیکر گئے ہین کسیطرف اس بستی کی جنگل مین ڈہونڈہو دونون حضرات ایک طرف کو بستی سی باہر جنگل شروع تھا صبح سی تا وقت ڈہونڈہا دور سی دیکھا کہ کچھ اونٹ ہین قریب گئے وہان اویس کو پایا اور دیکھا کہ ساتھ خشوع وخضوع کے نماز ظہر پڑہ رہے ہین اور دور دور چند فرشتے بشکل اویس اونٹونکو چرا رہے ہین اس عرصہ مین نماز ختم ہوئی حضرت عمر فاروق

اور حضرت مرتضی حیدر کرار کو خواجہ اویس نے دیکھکر پہلے سلام علیکم کہا حضرات نے علیکم السلام
جواب ادا کیا اور پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہے کہا کہ عبد اللہ پھر پوچھا تمہارا نام پکارنیکا کیا ہے
جواب دیا کہ مجھے اویس پکارتے ہین یہ سنکر حضرات نے کہا کہ تم اپنے نشانات دکھاؤ کہ جناب
رسالتمآب نے انکی خبر ہمکو دی تھی یہ سنکر اویس نے بائین پسلی اور کف دست داہنا دکھایا اور
حضرات نے دیکھکر ان نشانونپر بوسہ دیا بعد اسکے علی مرتضی نے اسطرحسے کہا ای اویس قبل
وفات خیر الانام نے تمکو سلام کہا یہ جبہ تمکو عطا کیا اور یہ پیغام دیا کہ تم میری امت عاصی کے
حق مین دعا کرنا سنکر اویس نے کہا کہ اے اصحاب رسول تم واسطے دعا کے اولی تر ہو اور
مین تو ہمیشہ دعا کیا کرتا ہون یہ وصیت نبی کی تم بجالاؤ اور یہ کہا کہ جسکو پیغمبر نے حکم فرمایا ہے
وہ شخص دوسرا ہوگا تامل سے غور کرو یہ سنکر عمر فاروق نے جواب دیا کہ بالیقین تمہین ہو کہ موافق
نشاندہی سرور دین کے ہم نشانیان پا گئے یہ سنکر خواجہ اویس وہان سے اٹھے علی کرم اللہ
وجہہ نے جبہ شریف دیا اور کہا کہ تم تھوڑا صبر کرو یہ کہکر اویس وہانسے اٹھے چند قدم دور جا کے
سجدہ مین سر کو رکھکر کہنے لگے کہ یا الہی اس جبہ کو نہ پہنونگا مین اپنی رغبت سے اور خوشی سے جبتک
کہ تو اپنے رحمت اور احسان سے امت محمد کو نہ بخشیگا اور یہ جبہ تیرے حبیب نے اپنے لطف عمیم سے
ہمکو بھیجا اور علی مرتضی اور عمر فاروق اپنا کام کر چکے اور باقی ہے تیرا کام بخشنا امت کا اور مجھے
تیرے رسول کی یہ فرمایش گران تر ہے ابتو احسان کر بحق محمد مجھپر - اسوقت دونون صحابے نے
سنا کہ آواز غیب سے آئی کہ انہین دونون حاضرین کو بخشا اویس نے سنکر عرض کیا کہ اے مالک سارے
جہان کے تو کل امت کو بخش پھر دوبارہ آواز آئی کہ مغفرت آل محمد اور جملہ اصحاب کی
اویس نے عرض کیا کہ بخش تو ساری امت محمد کو پھر سہ بارہ آواز آئی کہ بخشدیا ان [illegible]
جو روبرو محمد کے ایمان لائے ہین پھر اویس نے عرض کیا کہ بخش تو پوری امت کو

کہ جو پیدا ہو چکے اور جو پیدا ہونگے عقبیت میں قیامت کے روز تک اور جو
دریا میں لاکھوں کی بخشش کی ندا آئی کہ سوا ... تیس ہزار سال تک جو ایمان
لاوینگے پھر اوس نے عرض کیا کہ اے بار خدایا تو ہی پروردگار ہی کل بخشنے والا ہے اور
تو ہی میری رکھنے والا ہے یوم الحساب کو سوائے تیرے دوسرا نہیں ہے یہ کہکر
زار سجدہ میں رونا شروع کیا کہ پھر ندائے غیب آئی کہ تجھے بخشا ساری قوم ربیعہ اور
پورے قبیلہ مضر کو یہ سنکر اویس نے زیادہ رونا شروع کیا اور عرض کیا کہ بخش
تو ساری امت کو اور نہ رہے باقی گنہگار کوئی امت محمدؐ سے پھر ندائے غیب آئی
کہ بخشا پروردگار عالمیان نے دو قبیلہ مضر اور ربیعہ اور باقی ماندہ ساری امت سے
نصف امت محمدؐ کو کہ جو ابتک ایمان لاچکی اور آئندہ لاویگی یہ سنکر اویس نے
چاہا تھا کہ پھر عرض کریں کہ اس عرصہ میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ جلدی کر کے پاس گئے
یہ دیکھکر اویس نے سجدہ سے سر اٹھالیا اور کہا کہ کیوں جلدی کی اگر تم جلدی کر کے
قریب نہ آتے تو سب امت بخشواتا کوئی امتی باقی نہ رہتا یہ کہکر وہ جبہ شریف اویس نے
پہنا علی مرتضیٰ خاموش رہے مگر حضرت عمر فاروق نے کہا کہ اویس تم مدینہ میں کیوں
نہ آئے جواب دیا کہ ہاں مدینہ کو میں گیا تھا مگر حبیب خدا سے ملاقات مجھے نہ ہوئی میں واپس آیا مگر تم
بھول گئے مدینہ میں سیر کے آنیکی خبر مجھکو دی تھی یا آنکہ تم چاروں یار ... تجھ سے اپنے آنکھ
گیا ہے صورت میری دکھائی تھی مگر حضرت عمر تو خاموش رہے مگر حضرت علی نے تصدیق کی
کہ درست ہی میں ان چاروں میں داخل تھا پھر خواجہ اویس حضرت عمر سے مخاطب ہوکر کہا کہ تمہی محمدؐ کو دیکھا
تھا جواب دیا کہ ہاں اویس نے کہا کہ تم کیسے دوست محمدؐ کے تھے کہ اپنے دانت نہ توڑے جنکے دانت ٹوٹے
کانسے سنا تھا کہ ایک دانت ٹوٹا مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ کونسا دانت ٹوٹا اس شبہ سے میں نے سب دانت

اپنے آن واحد مین توڑ سے جب مجھکو قرار ہوا جواب دیا کہ شریعت مین ایسا جبر کرنا
نفس پر کراہت کا حکم رکھتا ہے پھر اویس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ تمنے تو
آغوش محمدؐ مین پرورش پائی ہے مگر یہ کہ تم کبھی محمدؐ کو دیکھا تھا آپنے فرمایا کہ ہان دیکھا
پھر اویس نے کہا کہ فاطمہؑ نے ایکبار محمدؐ کو دیکھا ہے تم مدینہ مین پہنچکر فاطمہ سے پوچھنا یہ سنکر
خاموش رہے پھر جناب عمر و حضرت علی رخصت ہوتے وقت یہ اویس سے کہا کہ ہمارے
واسطے دعائے خیر کرنا سنکر اویس نے جواب دیا کہ مین ہر نماز مین بندگی ادا کرکے
خواستگاری مغفرت سب مومنین کرتا ہون اگر تم مومنین مین شریک ہو تو تمہاری اس
درخواست کی کیا ضرورت ہے جب تم اس دار فنا سے با ایمان گئے تو دعا میری تمکو
پہونچ لے گی ورنہ دعا میری ضائع ہوگی سوا اسکے خدا کو پہچانتے ہو اور تمکو خدا جاننا
بس کافی ہے خدا انکو اور اگر خدا کو تم نہین پہچانتے تو دعا میری ہرگز کام نہ آئیگی پس ضرور
ہے کہ مومن نہ پہچانے غیر حق کے تئین یہی بہتر ہے سبکے حق مین یہ سنکر رخصت ہوے منزل
بمنزل مدینہ طیبہ مین واپس پہنچے بعد رفع کسل منازل کے جناب علی مرتضی حیدر کرار
ایک روز جناب سیدۃ النساء جگر گوشہ رسول اکرم سے پوچھا کہ خواجہ اویس قرنی کو
ہمنے یہ کہا کہ ایکبار بنت رسول نے اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا ہے دیکھنے کا حال اسطرح
دیکھا ہے اب مین چاہتا ہون کہ جسطرح سے تمنے چشم تماشا سے دیکھا ہو بیان کرو یہ سنکر جناب
فاطمۃ الزہرا مخدومہ کونین ام السبطین نے کہا کہ ہان اسقدر مینے دیکھا کہ ایکدن جناب سیّد
آئینہ جمال رب المشرقین و المغربین حمام مین غسل فرمارہے تھے آواز فرمائی کہ کوئی کپڑا ایسا
لاکر دو کہ مین اس سے جسم کو خشک کرون دوسرا کپڑا نہ تھا مین چادر سفید لیکے
عرض کیا کہ مین لائی ہون ارشاد ہوا کہ لا دیا تو سے میرے چادر کا لینا چاہیئے عرض کیا

کہ اسوقت یہ خدمت مین کرون تبسم فرماکر کہا کہ بہتر ہے اور اسوقت تھا یہ سر مبارک کا
میرے سر پر رکھدیا اور مینے سر مبارک سے تا ناخن پا اُسکے جسد مبارک کا تری
آب سے خشک کیا بعد اُسکے ایکبار اُس چادر کا پٹکا بنا کر ناف مبارک کیطرف سے دونون
جانب سے زیر بغل پشت مبارک مین لا کر اُسکو واسطے خشک ہونی آب کی قفائے
پشت سے دونون طرف سے کھینچا تو دونون کونے چادر کے میرے ہاتھ مین رہے اور
وہ پٹکا کمر شریف سے صاف نکل آیا اور یہ دیکھا کہ ایک لمعہ نور درخشندہ آسمان سے
زمین تک ہے اور کوئی دوسری شکل انسانی معلوم نہ ہوئی مین خاموش باہر حمام کے
آئی پھر تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت خود باہر تشریف لائے بس اسقدر تو البتہ مینے
دیکھا یہ سُنکر جناب مرتضوی نے تسلیم کر کے کہا کہ درست اور صحیح ہے غرض کہ انکے
صحابہ کرام کے پاس خواجہ اویس قرنی زیادہ تر شہرہ خواجہ ہوا اب یہ نوبت پہونچی
لوگ حرمت خواجہ کی زیادہ سمجھنے لگے مگر اویس اس زیادتی حرمت سے گھبرا کر بعد
چندے کوفہ کیطرف چلے گئے ایک عرصہ کے بعد قران مین آکر گوشہ گزین رہتے اور
حسب عادت واسطے مدد معاش کے اجرت پر اونٹونکو چرایا کرتے کام انکو مین اہل
یاد خدا دوسرے رنج رحلت محمد مصطفی تیسرے خدمتگزاری والدہ ماجدہ کی اب
یہ کرامت خواجہ اویس قرنی کی غور اور ملاحظہ کیجئے کتاب مفتاح القلوب مین کہ مصنف
اسکا فخر الدین طوسی ہی اور نام کتاب سے تاریخ ۶۹۸ھ معلوم ہوتی ہین حرم بن حیان سے روایت
کی ہی کہ جب مین باشتیاق تمام خواجہ اویس کی تلاش مین طرف کوفہ کے گیا وہان
نہ پایا انکو مین وہانسے پھر کر فرات پر گزرا تو کیا دیکھتا ہون مین کہ کنارہ فرات کی خواجہ
اویس وضو کر رہے ہین مینے انکو سلام کیا جواب سلام دیا نماز ظہر کو ادا کیا تشنگی نے خواجہ پیا

غلبہ کیا فرات پہ جاکر دونون ہاتھ سطح آب فرات پہ مارکر کہا کہ ای فرات تیری ا...
فیض عام ہی مگر ایک روز وہ آنیوالا ہے کہ بنی ہاشم مع ساتھیون اپنی تیرے پانیسے
انکو نسے محروم رہینگی اور تشنگی رفع نہ ہوگی چنانچہ مین اس رمز کو نہ سمجھا مگر اس سطح موج
جو چشمے نظر کی تو نشان دونون پنجون کی اوپر سطح آب کی قائم رہی چار طرفسے موج آتی تھی مگر وہ
نشان قائم رہا اسکو موج نہ ہٹاتی نہ مٹاتی تھی غرض مین اپنی جاسے قیام سے تین برس
تک متواتر جا جاکر اس نشان کو دیکھا کیا برابر قائم پایا واقعی نقشبندی کی معنی یہ ہین کبھی
کسینے آب روان پر نقش بناتے کسیکو نہ دیکھا ہوگا مگر یہ کرامت خواجہ کی دیکھی پھر
چوتھے روز مین وطن کو روانہ ہوگیا۔ الغرض اس مختصر مین اب کہانتک طول
کرون خلاصہ یہ کہ خواجہ اویس قرنی مادرزاد فیض وہبی سے سرفراز تھے بعد ترحیل
جناب رسالتمآب کی خدا کیطرفسے ایسے اتفاق چوبیس سال تک گزرے کہ جناب مرتضی
خلافت ظاہر سے علیحدہ رہی جبکہ حضرت علی حیدر کرار مسند خلافت ظاہر پر جلوہ گزین ہوے
تو شروع سال خلافت نشینی مرتضوی مین خواجہ اویس قرنی مدینہ منورہ مین آئے اور ایک
انصاری کی مکان مین کہ نام انکا زبیر تھا وہان شب باش ہوئے اور جناب کچھ جالی وغیرہ مزار
شریف جناب رسالتمآب کی بنائی گئی تھی جو لوگ واسطے زیارت کی وہان حاضر ہوتے انکو قبر منور کا
مسا نصیب ہوتا تھا چنانچہ بعد شب صبح ہوتی ہی نماز پڑھکر خواجہ اویس قرنی مصلے سے اٹھکر قدم مبارک
گئے فاتحہ پڑھا مگر حسب عادت دوسرونکی مزار شریف کا مسا نلیا اور روی مبارک کیطرف کھڑے
ہوکر پڑھنا شروع کیا اور یہ سمجھا کہ مین مصافحہ روحی سے تو مدام مشرف ہوا کرتا تھا کہ ایکبار قبر شریف سے دونون
دست مبارک نکلے اور ادہر سے خواجہ نے بھی ہاتھ
بڑھائے مصافحہ ظاہری سے خواجہ سرفراز ہوے

اور حضرت پر آواز آئی کہ جاؤ پاس اُن کے کہ چکے اُن حضرت میں مفتاح باب ولایت ہے
پس یہ اویس سنتے ہی چلے طرف فرودگاہ مرتضوی کی اور پہونچے قریب دروازہ مکان کے
تو دیکھا کہ حضرات حسنین باہر دروازہ کے کھڑے ہیں خواجہ نے دونوں صاحبزادوں کو
سلام کیا حسنین نے جواب سلام ادا کرکے پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہے جواب دیا کہ میں اویس
ہوں یہ سنکر جناب حسن نے فرمایا کہ ہم دونوں حسب ارشاد پدر بزرگوار کے تمھاری استقبال کو
کھڑے تھے یہ سنکر خوش ہوتے دوبارہ سلام ادا کیا اور حسنین سے معانقہ کیا اور آنکھوں اور
پیشانی ہونٹوں کا بوسہ لیا اور راہی ہوا پھر خواجہ نے دونوں ہاتھ اپنے بلند کرکے طرف آسمان کے
شکر رب العزت کا ان الفاظ سے ادا کیا کہ خداوندا آئینہ جمال زندگی سے عالم ظاہری میں
آج میں مشرف اور سرفراز ہوا پھر اویس نے حضرات سے پوچھا کہ مجھے اپنے والد بزرگوار کے
پاس لے چلو یہ سنکر حضرت امام حسن داہنے جانب اور امام حسین بائیں جانب اویس کی
ہوکر بولے کہ چلو اس مکان میں غرضکہ چلے اویس اور اندر مکان کے جس وقت کہ قریب
پہونچے اویس تو اُس وقت جناب مرتضوی کے دست مبارک میں جام شربت تھا امام
حسن کے ہاتھ میں دیدیا امام حسن نے اُس جام کو امام حسین کے ہاتھ میں دیدیا پھر جناب
مرتضوی نے پہلے خواجہ اویس سے مصافحہ کیا پھر سینہ سے اپنے لگایا کہ سینے سے ملے
مقام دل تک برابر تھا بعد اسکے سامنے بٹھا لیا اُس صحبت میں خواجہ کمیل ابن زیاد اور
ابونعیم اور سلمان فارسی اور دوسرے اصحاب قریب چالیس کے روبرو موجود تھے پس
اُس جلسہ میں خواجہ اویس نے نیچے ہاتھ علی مرتضیٰ مظہر العجائب کے بیعت کی اُس
ہنگام میں سب کی زبانوں سے یہ صدا بلند ہوئی کہ ید اللہ فوق ایدیہم بعد اسکے وہ جام
شربت حضرت ولایت مآب نے امام حسن کے ہاتھ سے لیکر اپنے لب مبارک سے لگا کر

خواجہ اویس قرنی کو دیا اور تاج چار ترکی عنایت کیا خواجہ نے پہلے اس جامہ [illegible] لیا
اور عمامہ [illegible] تاج عنایتی کو سر پر رکھ لیا چنانچہ اس تاج کے رکھتے ہی خواجہ اویس [illegible]
حالت بطور حیرت کی ظاہر ہوئی اسی حالت حیرت میں خواجہ نے زبان [illegible] سے [illegible]
تولوا فثم وجہ اللہ بعد اسکے بیعت [illegible] خواجہ [illegible] بعد اسکے [illegible]
خواجہ اویس قرنی رخصت ہو کر اپنے وطن کو پھرے [illegible] جناب مرتضوی [illegible]
خلیفہ ایک امام حسن دوسرے امام حسین تیسرے خواجہ کمیل ابن زیاد [illegible]
کہ اس روز چوتھے خلیفہ خواجہ اویس قرنی ہوے بعد ان چاروں کے پانچویں قاضی
ابی المقدام شریح بن ہانی چھٹے خواجہ حسن بصری ہوے اور انھیں چھ خلفاء سے
سلسلہ عالیہ ولایت حیدریہ روے زمین پر اب تک جاری ہے اور ہر فرقہ [illegible]
خلفاء ہی سے سلسلہ جناب مرتضیٰ تک منتہی ہوتا ہے اور یہ بھی سنا جاتا ہے کہ سواے
ان چھ خلیفہ کے گیارہ اور بھی صاحب اجازت تھے یعنی بعینہ سلسلہ شاہ [illegible] الدین
جنکو مداریہ کہتے ہیں اور سلسلہ سلمانیہ کہ سلمان [illegible] سے مشہور ہوا اور سلسلہ قلندریہ جو [illegible]
قلندر سے منسوب کرتے ہیں اور ایسے ہی [illegible] اور بہت ان [illegible]
مغرب اور عرب اور عجم میں جاری ہے ولایت متصل معلوم ہو سکتا ہے [illegible]
خود خداوند ولایت علی مرتضیٰ حیدر کرار مظہر [illegible]
ہوے بہت سے معاملات دنیا و دین [illegible]
جنگ آغاز کی تیاریاں قریب [illegible]
۳۶ ہجری [illegible] اندر [illegible] دن [illegible]
بعد نماز صبح وہ سرخ لباس کہ جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے [illegible]

[illegible] ہوا ملاقات [illegible] دست
[illegible] کی راہ
[illegible] لشکرین [illegible] حضرت علی حیدر کرار [illegible] مین پہلے پہنچے جناب حیدر کرار سے
ملاقات [illegible] کے [illegible] اجازت حرب کی چاہی [illegible] حضرت نے فرمایا کہ ان ہمارے لشکر پر پانی
بند ہی [illegible] دعوت [illegible] خواجہ نے [illegible] دیا کہ ساقی جو جام شربت کا دست
مبارک سے مجھے عطا کیے تھے اسکی لذت [illegible] میری زبان پر باقی ہی اور آج تو ہمائی
کرنیکا مجھے موقع ملا ہے کہ میری والدہ ماجدہ [illegible] دعا [illegible] ہوئی تھی اسکا ظہور ہے کہ مجھکو
نصیب ہوا یہ سنکر حیدر کرار نے رضا دی کہ [illegible] یہ سنکر اویس چند قدم جانب
جنگ چلے اور پھر ٹھہرے آواز دی کہ یا حضرت کچھ عرض کرنا ہے جناب ولایت مآب
سنکر پیشقدمی فرماکے پاس اویس کے گئے اویس نے اپنے گوش جناب امیر علیہ السلام
لاکر ایسا کچھ عرض کیا کہ حضرت مرتضوی سنکر ہنسدیے پس اُس مقام سے خواجہ اویس
با ارادہ جنگ بڑے پھر مونہہ نہ پھیرا اور یہان سامنے عبد الرحمن کھڑے تھے حضرت ولایت
مآب سے پوچھا کہ خواجہ اویس نے آپسے کیا کہا حضرت نے فرمایا کہ اویس نے میری
شہادت کی خبر دی ہی کہ سن چالیس مین رمضان کی تیئسوین کو مین واسطے استقبال کے
حاضر ہونگا یہ سنکر مین بشاش ہوا۔ پس عبد الرحمن کو یہ سنتی ہی بہت ملال ہوا حضرت نے
انسے ایسا کچھ فرمایا کہ انھین تشفی حاصل ہوئی غرضکہ خواجہ اویس میدان کارزار مین
خوب خوب لڑے مشہور ہی کہ خواجہ اویس کی شمشیر آتش فشان لیئے ہر حربہ مین چنگاریان
آگ کی نکلتی تھین تا آنکہ قریب ظہر خواجہ پیاسے شہید ہوے [illegible] دعا انکی [illegible]
قبول ہو چکی تھی ظہور مین آئی اب جاے غور ہی کہ وہ عمل کہ جو مثل بجا لا کے شتر کیے

منقش تھا اور وہی چادر صوف مشہور تھی اور وہی پایا ... گیر کملی تھی کہ جسکا حضرت سالار
بنوایا تھا اور حضرت سیر شیخ ... تھے کہ جسکا ذکر مفصل اوپر لکھا گیا ہے الحاصل بروز جنگ
صفین علی مرتضی نے اُسی کمل مین لاش خواجہ اویس قرنی کو لپیٹ دیا اُسی روز سے یہ
خطاب صوفی مشہور ہوا چنانچہ لشکر اسلام نے اچنظہر نماز جنازہ خواجہ اویس کی ساتھ اور
شہدا کے ادا کی جبکہ دوسرا اسلام پھیرا لاش خواجہ اویس قرنی مع کملی اسمقام پر سے
بالی غائب ہوگئی چنانچہ ایک نشان گنج شہدا کا اُس مقام پر بنا دیا گیا ہے اُسیکو مزار اویس
مشہور کرتے ہین تو حضرات خیال کرین کہ کس شانکی وہ کملی تھی کہ جو مِن خواجہ اویس قرنی کی
ہوئی اور وہ شخص کیا تھا کہ جس کملی مین تحتین ایکبار باہم تھے اور پھر وہ کملی کفن دیگر
جسکی نسبت یہ سرفرازی ہوئی سبحان اللہ کیا رحمت پروردگار عالمیان ہے اور یہی
کملی چادر صوف کے سبب جناب رسول اللہ کملی والے مخاطب بخطاب ہوئے تھے
اور نواح یمن بخارا وغیرہ مین ابتک تقلید لباس سرخ خواجہ کی بروز جنگ جاری ہے
مگر خال خال لوگ مقلد ہین اور واضح ہو کہ جب تک خواجہ اویس نے بیعت جناب
ولایتمآب نہ کی تھی اُسوقت تک خواجہ کو تصرف نسبت دوسری حاصل نہ تھا کہ کسیکو
مرید کرتے بعد بیعت کے تصرف کافی حاصل ہوا تھا۔ اب اسمقام پر اسیقدر کو بھی سُن لینا
چاہیئے کہ خواجہ اویس کو عالم طفلی سے کسیکے چہرہ کیطرف نظر کرنیکی عادت نہ تھی مگر جن
مالوف سے جب کبھی خواجہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس حاضر ہوا کرتے تو خلاف
عادت مخصوص حضرت علی مرتضی کے چہرے مبارک کو دیکھا کرتے ایکدن جناب خداوند
ولایت مآب نے خواجہ اویس قرنی سے پوچھا کہ دیکھنا تمھارا اسیطرف کو خلاف عادت ہے
کیا سبب ہے خواجہ نے عرض کیا کہ حدیث شریف رسول کریم کی ہے کہ چہرہ علی کا دیکھنا عین

عبادت ہے یہ سنکر حضرت نے جواب دیا کہ یہ درست ہے مگر دیکھو اس تمام ساتھ تحریر سے
پایا جاتا ہے اسوقت خواجہ نے عرض کیا کہ میں نے حضرت کے تئیں بالکمال کو اکثر او زمین دیکھا
مگر وہ مقام یاد نہیں ہے یقیناً حضرت کو یاد ہوگا یہ سنکر تبسم فرمایا ارشاد کیا کہ ہان درست
عالم ارواح مین اویس نے عرض کیا کہ میں نے آپ کو زینہ عرش معلی پر چڑھتے
دیکھا تھا مجھی وہی خیال تھا کہ اس زینہ عرش معلی کے اوپر جانے اور آتے تھے اور
مجھے فیض روحی سے سرفراز فرماتے تھے اسوقت تحقیق ہوا کہ آپ ہی تھے یہ کہکر
خواجہ نے حضرت کے گرداگرد تین بار طواف کیا اور قدم مبارک کا بوسہ لیا فقط
اے حضرات ان مقامات کو ذرا دل مین غور کرو کہ جہان دیکھو وہان علیؑ تھے علیؑ تھے
علیؑ تھے اور خاموش رہو اگر کچھ دوسرا خیال آیا تو موافق شریعت مستوجب سزا کے
ہوگے اب کوتاہ اس بحث کو اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی قدس سرہ
جو صدر الصدور گروہ اویسیہ مین نسبت باطنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے رکھتے تھے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے شرف بیعت حاصل کی کہ تا بیعت ظاہری سے دوسروں کو
فیض پہونچے اور گروہ اویسیہ کے لقب کی یہ وجہ ہے کہ باطن سے فیض ان طالبوں کو
کہ جو لائق اسکے ہوتے ہین طرف سے باریتعالی کے نازل ہوتا ہے مگر بے وسیلہ جلیلہ
ممکن نہین خواہ باطنی سے ہو یا ظاہری سے تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ بہ نسبت اور
خلفاؤنکے خواجہ اویس قرنی کو زیادہ تر رتبہ ملا اور حدیقۃ الاولیا مین یہ روایت سلسلے
لکھی ہے کہ ہرمان اور سرمرد دونون فرزند حیان کے راوی ہین کہ بعد رحلت رسول اللہ
خواجہ اویس قرنی نے علی مرتضیٰ سے بیعت کی اور بعد اسکے سنہ ۳۷ ہجری مین خواجہ
اویس کا اصلی نام انکا ابو عمر اویس بیٹے عامر قرنی کے ہین کوفہ مین آئے تو ایک دن

اس نور کی مجلس کی صحبت میں ہم پاس ایزد خواجہ کے موجود تھے دیکھا جنہ کہ وہاں تو تم
گرد اگرد سے خواجہ کو گھیر لیا بیشک ذاکر یوسف خواجہ نے یہ فرمایا الحمد کان الذی فیض
هادی على يدی من ساحة الغيب الى هذا العالم كذلك كان بين يدي على كل
اولياء سلسلة الاويسية الوهبية ما تقدم وما تاخر وكائن وسيكون الى
يوم القيمة یعنے جیسا کہ دست فیض روحانی نبی ہرشی کا عالم غیب سے اس عالم ظاہر تک
اوپر میرے اللہ کے رہا ویسا ہی ہاتھ میرا اوپر اور کل ولیون سلسلہ اویسیہ وہبیہ
ما سبق وحال و آیندہ کے تھا اور ہے اور تا یوم القیام رہیگا فقط اب یہ الفاظ ذکر تجلی
فرمانا شاہ ولایت کا ایک روز جناب ولایت مآب نے خواجہ سے پوچھا کہ تمنے بروقت
اپنی ولادت کی جو ایک لفظ متواتر تین بار اپنے زبان سے نکالی تھی بیان کرو جواب دیا
کہ عمر میری گیارہ سال کی جب ہوئی تو والدہ ماجدہ نے ایکروز مجھسے پوچھا کہ بروقت تولد
تین بار اقمونی اقمونی اقمونی کہا تھا اور پھر اسکو جواب دیا مینے نہین وہ سنکر خاموش
رہین یہ سنکر حضرت نے یہ فرمایا کہ انکشاف اسکا اسوقت پر یعنی تمکو بشارت
اسکی نیک ہو کہ وہ لفظ اقمونی زبان عبرانی مین ہی اور اسکا نام اسم سبعہ ہی حکم اللہ تعالے
لفظ کی تسبیح کو پڑھنے کیواسطے ہوا تھا نسبت آدم خلیفہ اللہ کے اور تا زیست وہ بھی
مدام اسکو پڑھتے رہی تم سمجھو کہ یہ ساتون نام باری تعالی کے اس لفظ اقمونی سے
یون پیدا ہین ۔ الف سے اللہ ۔ قاف سے قیوم ۔ دوسری قاف سے قادر ۔
میم سے محی ۔ واؤ سے وہاب ۔ نون سے نور ۔ یا سے بصیر ۔ اور اعداد مجموعہ
ساتون اسم کے ۱۱۲۵ ہوتے ہین اب تمکو اجازت اسکی دیجاتی ہے کہ ہر روزہ
اس لفظ کی تسبیح ۱۱۲۵ مرتبہ کیا کرو اور وقت خاص معین پر ذکر لا الہ الا اللہ بنام

قلب سے لیا کرو۔ اور رات کو مقام تنگ تاریک میں دونوں آنکھ بند کرکے شغل نفی و اثبات مشغول میں مصروف رہا کرو اور تصور شیخ سے پھر جہت کیطرف مقام مشغل کرو یہانتک کہ انہیں محویت حاصل ہو جاوے اور آخرکار ایک تجلی ایسی ظاہر ہوگی کہ تمکو آہستہ آہستہ و شش جہت سے گھیر لیگی اسطرح سے کہ پہلا درجہ جیسا کبوتر ہوتا دوسرا درجہ جیسا کہ مچھلی پانی میں تیسرا درجہ جیسا کہ نمک پانی میں بس کار مقام اتمام کو پہنچیگا اور یہ فرمایا کہ تم بازی مہندی اسطرح سے کیا کرو کہ دونوں ہاتھوں کا جھولا بنا کر دونوں کو میشہ کی سورہ اخلاص کو ایک سانس میں پڑھو تاانکہ ایک سانس میں اکیس بار تمام کیا کرو اور دونوں ہاتھوں کی قوت پر جھولتے رہو یہانتک کہ تمام روز و شب میں اکیس بار یہ بازی کیا کرو اور پھر یہ فرمایا کہ اے اویس بعد نماز عشا کے اس نماز دو رکعت کو بلاناغہ پڑھا کرو چنانچہ یہ سنکر خواجہ کل ارشادات جناب مرتضوی پر تا شہادت خود عمل کرتے رہے اور حضرت عبداللہ قدس سرہ مصری تیسرے مرید اور خلیفہ خواجہ کے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ یہ وہی نماز ہے کہ خواجہ صاحب ہمیشہ مشاہدہ مطلوب سے سرفراز اور فیضیاب ہوتے رہے سمجھو کہ یہ پوری ترکیب نماز مذکورہ بالا کی ہر کوئی مہینہ ہو عروج ماہ میں پہلا دن یکشنبہ سے بعد نماز عشا جو مرید کہ لیاقت اس نماز کی پڑھانیکی رکھتا ہو ساتھ جماعت طریقت کی یا تنہا شروع کرے۔ رکعت اول اسطرح سے ہی اولاً تکبیر اللہ اکبر چار بار کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ دو بار کہے اشہد ان آدم خلیفۃ اللہ دو بار کہے اشہد ان داؤد نبی اللہ دو بار کہے اشہد ان موسیٰ کلیم اللہ دو بار کہے اشہد ان عیسیٰ روح اللہ دو بار کہے اشہد ان محمد رسول اللہ دو بار کہے حی علی الصلواۃ دو بار کہے حی علی الفلاح دو بار کہے قد قامت الصلواۃ دو بار کہے پھر اللہ اکبر دو بار کہے لا الہ الا اللہ دو بار کہکر یہ کہے کہ میں نیت

کرتا ہون دو رکعت نماز قضاء حاجت مشاہدہ جمال اللہ تعالیٰ کی مونہہ میرا طرف کعبہ کے
مونہہ میرا طرف بیت المعمور کے مونہہ طرف اقصیٰ مونہہ میرا طرف عرش کے مونہہ میرا
طرف کرسی کے مونہہ میرا طرف لامکان کے پھر ایکبار کہے کہ واجب قربتاً الی اللہ اللہ اکبر
پس دونون ہاتھ کی انگلیان کشادہ کرکے ہاتھونکو اٹھاکر برابر کانون کے لیجا کر پھر
دونون ہاتھونکو سینہ کے نیچے فم معدہ پر کہ جسکو کوڑی کہتے ہین اسکے اوپر بائین ہاتھ کے
اوپر داہنے ہاتھ کو رکھ لیا کہ اس سے سطح قلب چھپا رہے چسپیدہ باندھے اور دونون
پاؤن برابر کرکے سر اور پیشانی اور ناک اور منہہ بسمت راست گردن سیدھی کرکے
نگاہ سوے آسمان اوسط درجہ بلند کرکے قرأت سے شروع کرے بسم اللہ سے
سورۂ الحمد کو ولا الضالین کے آخر آمین تک پڑھے پھر بلا فاصلہ سر جھکا کر نیچی نگاہ
کرلے اور آمین سے پھر تمام کرے للہ الحمد انہ ابد الابد للہ الحمد انہ واحد الاحد
المقام پھر نظر سوے آسمان کرے اور بلا فاصلہ گردن جھکا کر پھر تمام کرکے پڑھے
للہ الحمد انہ فرد الصمد للہ الحمد اللہ رافع السماء و بنیہا بحسنہا للہ الحمد
من بسط الارض علی ما حمل للہ الحمد انہ خلق الخلق فاحصہم عدد للہ الحمد
انہ من قسم الرزق ولم ینس احد المقام احد پھر نظر سوے آسمان کرکے گردن
جھکا کے اور پھر پڑھے للہ الحمد انہ لم یتخذ صاحبۃ ولا ولد پھر سورہ قل ہو اللہ کو
تمام کرکے تمام پڑھے مگر لفظ احد پر سوے آسمان نگاہ کرکے سر جھکا لے اور لم یلد پر نیچا
نیچا لفظ احد کیا کرے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع مین جاکر دونون ہاتھ کی انگلیان کشادہ کرکے
گھٹنا پکڑکے تین بار سبحان ربی العظیم کہے پھر حرکت استادہ مین اللہ اکبر کہتا ہوا
سیدھا کھڑا ہو کہے سمع اللہ لمن حمدہ پھر بلا فاصلہ تکبیر کہتا ہوا سجدہ مین جائے پھر
رکوع

جھکنے کیوقت یہ کہے سبحان ربنا لک الحمد ملاء السموات والارض وملاء ما شئت من شئ بعدہ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جاکر پیشانی ناک تک جھکا کر چشم کشادہ تین بار سبحان ربی الاعلی کہے اور اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھکر ہاتھ دونوں گھٹنوں کو چھو کر دوبارہ اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جاے تین بار سبحان ربی الاعلی کہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا اٹھکر بیٹھے اب یہ تمام پڑھے اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیُسَبِّحُوْنَہٗ وَلَہٗ یَسْجُدُوْنَ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا ایک سجدہ کرکے فوراً سر اٹھاکر دوبارہ سجدہ کرے سیدھا بیٹھکر یہ تمام پڑھے وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّظِلٰلُھُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا ایک سجدہ کرکے فوراً سر کو اٹھاکر اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا بیٹھکر یہ تمام پڑھے اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ وَھُمْ دٰخِرُوْنَ ۝ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ وَّالْمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا ایک سجدہ کرکے فوراً سر اٹھاکر اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا بیٹھے اور یہ تمام پڑھے قُلْ اٰمِنُوْا بِہٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعًا ۝ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ کرکے اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا بیٹھے یہ تمام پڑھے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّیَّۃِ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْرَآئِیْلَ وَمِمَّنْ ھَدَیْنَا وَاجْتَبَیْنَا اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُکِیًّا ۝

اللہ اکبر کہکر سجدہ مین جاے فوراً اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا بیٹھے اور یہ تمام پڑھے اَلَمْ تَرَ
اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰاتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ
وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَکَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْہِ الْعَذَابُ وَ
مَنْ یُّھِنِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ اور اللہ اکبر کہکر سجدہ مین
جاے پھر فوراً سر اُٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا بیٹھے یہ تمام پڑھے وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ
اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَھُمْ نُفُوْرًا ۝
پھر اللہ اکبر کہتا ہوا جھککر استقام دوبارہ اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ مین جاے اب تین بار
سبحان ربی الاعلی کہے پھر سر اُٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا دوسری رکعت کیواسطے کھڑا ہو اور
سورہ الحمد کو ولا الضالین تک پڑھکر یہ اُسکے ساتھ ضم کرے سبحان اللہ الابد
الابد سبحان اللہ الواحد الاحد استقام پر ساتھ ادا ہو نے لفظ احد کے بطور
رکعت اول نظر سوے آسمان کرے پھر سر جھکا کر سبحان اللہ الفرد الصمد
سبحان اللہ رافع السماء بغیر عمد سبحان اللہ بسط الارض علی ماء جمد سبحان
اللہ من خلق الخلق فاحصٰھم عدد سبحان اللہ قسم الرزق ولم ینس احد
پھر ساتھ ادا کرنے لفظ احد کے نظر سوے آسمان کر کے گردن جھکا کر یہ پڑھے وَ
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ
مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا ۝ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع مین جاکر تین بار سبحان ربی العظیم
کہے اور پھر حرکت سیدھا ہو تین اللہ اکبر کہکر یہ پڑھے اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ لِّصَیْحَۃِ الْمَیِّتِ قَلْبُہٗ
لِصَیْحَۃِ فِی الْقُلُوْبِ پھر رکوع کیوقت جھکنے مین یہ پڑھتا ہوا سجدہ مین جاے سبحانک
ربنا ولک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ مین تین بار

سبحان ربی الاعلی کہکر اللہ اکبر کہتا ہوا دونوں ہاتھ گھٹنوں پر لگا کر اللہ اکبر کہکر پھر دوبارہ
سجدہ مین جاے تین بار سبحان ربی الاعلی کہکر اٹھکر سیدھا بیٹھے بدستور رکعت اول
یہ تمام پڑھے وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ
الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ
يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَا
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ مین جاکر فوراً سر اٹھاکر اللہ اکبر
کہتا ہوا سیدھا بیٹھکر یہ تمام پڑھے قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ وَاِنَّ
كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ
قَلِيْلٌ مَّا هُمْ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ۔ اللہ اکبر
کہتا ہوا سجدہ مین جاوے اور سجدہ سے فوراً اٹھکر اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا بیٹھکر یہ تمام پڑھے
وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا
لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ
يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ اللہ اکبر کہتا ہوا فوراً سر اٹھاکر سیدھا
بیٹھے یہ تمام پڑھے فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ کرکے فوراً سر اٹھاکر
سیدھا بیٹھے یہ تمام پڑھے فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ
لَا يَسْجُدُوْنَ ۝ اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ مین جاے فوراً اللہ اکبر کہتا ہوا سر اٹھاکر سیدھا
بیٹھے اور یہ تمام پڑھے۔ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ
وَاقْتَرِبْ ۝ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ مین جاے اور تین بار سبحان ربی الاعلی کہکے
سجدہ سے سر اٹھاکر دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھکر پھر سجدہ مین جاے اللہ اکبر کہتا ہوا بیٹھ

تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے پھر سجدہ سے سر اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا بیٹھے اور
یہ التحیات تمام پڑھے مگر دونون ہاتھ کی انگلیان کشادہ گھٹنون پر جمائے رہے بسم اللہ
کہکر شروع کرے التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک یا ایھا النبی
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ والسلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین واشھد ان لا الٰہ
الا اللہ بروقت اس کہنے کے واسطے تصدیق اشھد کے انگشت شہادت کو بیچ
دست سے سیدھا کرکے بشکل لا گول کرکے بعد ختم کلمہ وحدانیت کی پھیلا کر ان تینو
انگلیون سے ملا کر نر انگشت کو اپنے مقام پر جیسا کہ پہلا تھا جمانے کشادہ انگلیون کرنے سے
مراد یہ ہی کہ اس سے صاف لفظ اللہ ظاہر ہوتی ہے اور اس انگشت شہادت اور
نر انگشت کی ملانے سے اصل مراد یہ ہے کہ پانچوان حرف اسم ذات کا ھای ہو کر
اور تلفظ مین اس سے ہو ہوتا ہے اور اسی ہو کا جلوہ اور قیام اور قوت اور قدرت
اور علم باطن اور ظاہر اور اول اور آخر اور نمایش اسکی شش جہت مین بس اسی کی
دوسرا نہین وہ حلقہ دونون انگشت کے ملانے سے ہا سے ہوز کی صورت معلوم ہوتی ہی
پھر بعد الحاق اسکے یہ پڑھے واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ واللھم صلی علی النبیین
والصادقین والشھداء والصالحین اب اس ختم کے بعد داہنی جانب کو منہ پھیر کر
یہ ساتون سلام پڑھے۔ سلامٌ قولاً من رب الرحیم سلامٌ علیٰ نوح فی العٰلمین سلامٌ
علیٰ ابراھیم سلامٌ علیٰ موسیٰ وھارون سلامٌ علیٰ الیاسین سلامٌ علیکم طبتم
فادخلوھا خٰلدین سلامٌ ھی حتیٰ مطلع الفجر پھر اسی مین ختم کرے یعنی السلام
علیکم ورحمۃ اللہ علیٰ ملائکۃ المقربین یہ کہکر فوراً منہ کو بائین جانب پھیر کر اسطور بالا
ساتون سلام ختم کرے پھر سیدھا سامنے منہ کرکے دونون ہاتھ کشادہ انگلیان رکھکر

سوئے آسمان مدرجہ اوسط بلند کرکے اور نظر اپنی سوے آسمان رکھکر یہ دعا بآواز بلند پڑھے بسم اللہ الصمد ھو سمیع العلیم الکریم الحکیم الرحیم اللّٰھمّ اجعلنی من الساجدین العابدین الباسطین الراغبین سبحان ربی الاکبر سبحان ربی العظیم سبحان ربی الاعلیٰ اور اس دعا میں یہ ضم کرکے پڑھے اللّٰھم صلّ علیٰ محمد خیر الخلائق وافضل البشر وشفیع الامۃ یوم الحشر والنشر سیدنا محمد بعدد کل معلوم لک وصلی علیٰ آلہ الطاہرین وصلی علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلیٰ ملائکۃ المقربین وعلی النبیین والصادقین والشہداء والصالحین وصلی اللہ علیٰ محمد بارک وسلم برحمتک یا ارحم الراحمین جب یہ سب ختم ہو چکا ہاتھونکو اپنے سمیٹ لے نماز از اول تا آخر بارکان کامل پوری پوری ہو گئی اب ضرور ہے کہ پیش نماز عرب ہو خواہ عجم یا ہندی ویا اور کوئی ہو اپنے محاورۂ زبان سے بالحاح وزاری بآواز نرم ہاتھ سوے آسمان بلند کرکے کہے کہ اے اللہ تعالیٰ تو اپنے فضل سے بطفیل کل کائنات کہ جس جس لباس مین نور تیرا داخل ہے حاضرین جماعت کو کہ جو مشتاق مشاہدۂ نور ذات پاک تیری کے ہین بحیثیت خاص ذات اپنی کے تو سرفراز کر تا آنکہ سات بار یہی دعا طلب کرے اور سب مقتدی بخیال پختہ سنکر آمین آمین کہا کرین جبتک پیش نماز دعا طلبی موقوف نکرے اور جبکہ پیش نماز مصلے پہ کھڑا ہو کر سب مقتدیون سے مصافحہ کرے بعد اُسکے سب جماعت والے خاموش رخصت ہون اپنے اپنے جاے قیام پر پہونچکر اپنے اپنے بستر و نیز تصور مشاہدہ میں بتصدیق قلب اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جمال پاک سے مجھ بندۂ ناچیز کو ضرور سرفراز کریگا اور دلسے یہ یقین کرے کہ اب مین سویا اور مشاہدہ سی سرفراز ہوا

اور سونیکی شکل یہ ہی کہ سر سمت شمال کے اور پاؤن طرف جنوب اور منھ طرف کعبہ کے
بشکل میت سوے اگر داہنے ہاتھ کی انگلیان ملاکے پنجہ کو زیر رخ داہنے کے رکھکر سوے
اور مدام یہی معمول رکھے اگر سوتے مین دوسری کروٹ بدل جاے مضائقہ نہین ہے
اور زیر رخ بائین کے ہاتھ رکھنے کی ضرورت نہین ہی اور خطرات کا خیال نکرے اور ضرور ہے
کہ پڑہنے والا اس نماز کو تین سو ساٹھہ روز ملازمت کرے یا کہ ہفتہ مین تین بار یا دو بار
یا ایکبار کہ ذکر آگے آنیوالا ہے الغرض ہر شخص کو بستر پر اسی نیت سے سونے وقت اختیار
رکھے کہ مجھی اللہ تعالی اپنے مشاہدہ سے محروم نہ رکھیگا جبکہ صبح کو بیدار ہو نماز صبح حسب
عادت قدیمہ ادا کرے اور جس ورد کا اسکو شوق ہو جب سے یہ نماز شروع کری اُسے
ترک نکرے کسواسطیکہ ایک دل دو جگہ نہین ٹھہر سکتا اور پڑھنے والا اور سننے والا
اس نماز کا نگہبان مرشد نے اس طریقہ جو ذکر شغل فکر تعلیم کیا ہو اسکو ضرور کیا کری اور
اگر اس نماز کا پڑھنے والا صاحب اہل ہی یعنے زوجہ رکھتا ہو تو اُسکی حق تلفی نکرے کہ
کہ ترک سنت مکروہ ہوتا ہے ہر رات کو پہلے اسی ترکیب سے سوے جب بعد ایک نیند کی
بیدار ہو اُسوقت وہ پاس اپنی بی بی کی جاے مضائقہ نہین ہی مگر اُسیوقت فی الفور غسل
کرے اگر پابند نماز صبح کا ہی تو فرض کو بھی ادا کرلے کہ حق شریعت ہی ایسے اوقات کی پابندی
اور مستعدی سے طریقت اور شریعت کے دروازے فرض اور سبب کی کھلسکتے مین ہمت
اور جرأت انسان کے شوق اور استقلال کو ہمیشہ مدد دیتے رہتی ہے اور واضح ہو کہ
کسی مذہب غیر سے بھی علیحدہ ہو کر تازہ اسلام قبول کیا ہو اور وہ شوق اسرار الٰہیہ کا رکھتا
ہو کہ حاصل کرے بیشک تین سو ساٹھہ نماز کے بعد وہ فیضیاب ہوگا لیکن جو شخص کہ ولد الزنا
اور ولد الحرام ہوگا ہرگز وہ فیضیاب نہوگا اگرچہ والدین بھی اُسکے اہل اسلام سے ہون اگر

وہ محروم رہیگا اور ہر شخص کو بعد ہونے تحقیق اس ساتھ نماز کی حال اصلی اپنے نطفہ پدری کا
معلوم ہو جائیگا کہ نقصان نطفہ پدر کا ہی یا نہین بے اظہار اُسکے دوسرے کسیکو
معلوم نہ ہوگا کہ اللہ تعالی ستار العیوب ہی اور پوشیدہ نہ رہی کہ یہ وہ نماز عاشقونکی ہے
کہ شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت جس سے سب پیدا ہی اور یہ نماز فقط واسطے
دید مطلوب کے ہی سیر اسکی مقام ہو کا ہے لذت اسکی اہل تصوف کو نصیب ہوتی ہی
کہ جسکے واسطے ملت عاشقونکا ہدف تیر نگہ یار کا ہی اسکو مقامات اور ملاقات اور
تفرقات کونی سے علاقہ ہی اور استدراج اور کشف و کرامات اور مراقبہ اور طلسم
اور شعبدہ اور جنتر اور منتر اور جنتر رمل و نجوم و علم تکسیر و جفر و شانہ بینی و پیشین گوئی
و تسخیر خلایق و ملائک و اجنہ و جنایت اور سحر و قہر علوی اور سفلی اور او پانجن
و کشف الوجود کہ جسکو سرودہ کہتے ہین و حاضرات وغیرہ اور جو اسم قسم کی چیزین
ہین سب واسطے دنیا پیدا کرنیکی ہی ہان البتہ لطیفہ ستہ اور مجاہدہ اور مراقبہ
و جو دیہ اور محاربہ اور محاسبہ اور مواعظہ اور دوسرے مقامات و مقالات قلبی کی
دل کے قائم اور اوقات درست ہونیکے واسطے حسب ضرورت مقرر ہین
مگر طالب اسی کی مداولت اور شوق مین گرفتار ہو کر نہ رہجائے کہ مقامات کونی
التیات کی ہین وہ دوسری بات ہی کہ جس سے طالب بہرہ مند ہو کر اپنے مقصد کو
پا جاتا ہی اور ناظرین حال زمانہ خوب غور فرما کر انصاف کرین کہ یہ جو جمیع پیشوایان سلف
اہل طریقت کے ارشادات اور خیالات سے زمانہ کی بخوبی ثابت ہی کہ واصل حق ہونا
طالب کو اپنی ہستی سے گذرنے پر ہے تو مقدم ہی اسصورت مین پہلے اپنی ہستی طالب کو
مٹانا یہ بجز عشق صادق کی رہبری سے دوسری بات پائی نہین جاتی پہلے اسمین ذرہ

سوت آنیکے پہلے مرنا پڑتا ہی جب عاشق بنتہ ہے اور حیات جاوید ہوتی ہے ایسے بہادر
عاشق اللہ کے دنیا مین کم ہین اب اس زمانہ مین بعض شیخ فقط ذکر وشغل پر اکتفا
کرتے ہین اور بعض جو حکمت اور منطق مین بہرہ رکھتے ہین مثل فلسفی کے گفتگوی بیہودہ انکا
کرتے مرید کی طبیعت کو ابتدا اگر رجوع اپنی کر کے خراب کر دیتے ہین ایسونکی ذات مین
خود رنگی کے آثار مطلق باے نہین جاتے کہ آپ خودی سے گذر کر خدا کی پانے کے
واسطے اشارات ونکات ترک تعلقات ماسوای اللہ کو خواب وخیال مین انکی نہین
شاید کہ انھون نے بطور افسانہ کسی سے سنکر سیکھ لیا ہی یا کہ مطالعہ کتب ملکہ بہم
پہونچایا ہی کہ جس سبب ہی تیز زبانی حاصل ہے درحقیقت کہ انسے تعلیم پانا طالب کو
بہت دشوار ہی ہر شیخ اس سے مجبور ہی اب یہ طریقہ زمانہ سے حکم قلت کا رکھتا ہے
یہان جو کوئی کچھ اس مذاق کو جانتا ہی وہ خود البستہ ہی بذات خود حیرت مین رہتا ہی اسکو
دوسرے کے تعلیم کی فرصت نہین پھر یہ راز کسطور افشا ہوا اور ہر مولوی شریعت کا
زور ہاتھ مین لیے موجود ہی اور ہر منطقی مناظرہ پر آمادہ اور ہر مشائخ کو ذکر وشغل سو سو
طرح کے برزبان مگر عمل ایک پر نہین الغرض تینون فریق اپنی اپنی چرب زبانی اور
لسانی سے مسائل توحید بعبارۃ ایکدوسرے کے بیان کرتے ہین قال زبان تیز تر مگر اسحال
سے بیخبر ہزارونمین ایک کا بھی پتا نہین عاشق کی صدا ہے ہو کی صدا نہین اگر عاشق کی
ہو کی آواز ان تینون فرقونکے کانمین پڑی تو دوسری دہی بیدار مین سونیوالیکی
طرح چونک پڑتے ہین انکے دل دھڑکنے لگتے ہین ڈر سے سہمی جاتے ہین واہ کیا
شان فی زمانہ ان حضرات کی ہی بمصداق اس شعر کے بڈ و بلے نہ کیون کمال جہانگیر
کہ جب حفیظ ؁ دس ناقصون نے ایک کو حضرت بنا دیا ؁ اور مولوی صاحب اور مشائخ

جبہ کرتا کنٹھا جریب ناسدانی سنبھالے ہوے اور معتقدان کج فہم انکو چار طرفسے گھیرے بیٹھے ہین ایک مدرسہ یا مجلس جاے ہین انمین کوئی اپنے جد کی تعریف کرکے جد فروشی کرتا ہی اور کوئی علم کی تعریف کرکے خواہان عزت ہی فقط اس غرض سے کہ اب ہمکو معتقدین سے کچھ زر یا پارچہ و یا غلہ و یا ٹوپی فیس وغیرہ جو تا لنگی ہاتھ اجائیگا تا آنکہ ایک وقت کی دعوت طعام پر التفا کرتے ہین مختصر یہ کہ وہ بیچارے پیٹ کی مارے کیا کرین اپنی زندگی کے دن اسیطرح پورے کرتے ہین پرورش اہل وعیال تو دنیا دار پر فرض ہی اللہ تعالی انکو رزق ایسے حیلونسے پہونچاتا ہی مگر شیخوخت کا اعتبار رجاتا ہی کہ ایسے شیخ بجز قال رسمی کے کچھ نہین جانتے اور تعلیم سعل کی ہرگز تاثیر پذیر نہین ہی مصداق اس بیت کے

مرشد انند سعل مکار	خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

سمجھو کہ عاشقونکا یہ جادہ ہے لقولیکہ

گر حصول بیخودی کی فکر کچھ	ہی خودی جب تک خدا ملتا نہین

اور سچ لکھی ہی کسی نے یہ بیت

جس گھر مین غم عشق کی بنیاد نہووے	گر خانہ خدا ہو کبھی آباد نہووے

اور اس کمترین نے جو حقیقت واقعی تھی وہ لکھا ہی کہ الحق مرۃً خواہ کوئی خوش ہو یا ناخوش اور فی المثل اسکا یہ صلہ کلام ہی کہ سچی بات حق اللہ کہین سبکے دلسے اترے رہین اور یاد رکھو کہ عاشق اللہ کو کہ وہ حق پسند ہین فرض اور سنت اور نفل و واجب و مستحب انکو سب برابر ہین کسواسطے کہ عاشق کا فرض شوق ہی وہ ہر وقت اسی تصور مین محو رہتا ہی یہ رمز دل عاشق سے پوچھو دوسرے کسی افسانہ گو کو کیا معلوم صبغۃ اور حتی الوسع طالب طریقت اویسیہ کا یہ نماز نشاہدہ جماعت سے پڑھے ترک نکرے اور

طبیعت پر سہل انگاری کو دخل نہ دے کہ سہل انگاری بھی ایسے موقع مقامات عبادتمین وسوسۂ شیطانی سے ہی اور اگر کسی وجہ خاص سے ایکدو روز ترک بھی ہو جائے تو پھر اسکے دوسرے روز بتوقع قبولیت خداوند تعالی ضرور پڑھے اور بہ سبب ترک ہونے ایکدو روز کسی سبب سی بے امید ہو کر قطعاً ہرگز نہ چھوڑے کیونکہ یہ نماز فریضہ سے نہین ہی اسکو بھی مرشدون نے یون سہل راستہ نکالا ہی کہ ہفتہ مین چھ روز ناغہ کا یہ قرینہ ہی کہ اگر مرشد یا خلیفہ یا تیسرا کوئی اس طریقت کا موجود ہوا اور یہ نماز ہر شب نہ پڑھا سکے تو ہر ہفتہ مین تین شب یعنے شب یکشنبہ شب دوشنبہ شب جمعہ ورنہ دو بار شب یکشنبہ شب دوشنبہ ورنہ ایکبار شب یکشنبہ مقدم رکھے اور واضح ہو کہ ہفتہ مین انھین تین شبونکی فضیلت اور منزلت ہی اسطرح سے کہ اول شب یکشنبہ دن پیلا ہی اور شب دوشنبہ دن میلاد ختم المرسلین کا ہی شب جمعہ کہ یوم العید جملہ مومنین کا ہی اور مرید راسخ الاعتقاد جو مشتاق مشاہدہ ہو اقتدا مرشد یا خلیفہ کی لازم ہی کیونکہ وہ قاری اور یہ سامع ہو اور اگر کوئی دوسرا اسطریقہ والا موجود نہو تو شائق تنہا خود بھی بشرط یاد نماز ساتھ تمامہ ترکیب کے پڑھ سکتا ہی ہر صورت مین اللہ جلشانہ تین سو ساٹھ شب کی نماز کی برکت سی مشاہدہ جمال خاص سے طالبونکو فرداً فرداً سرفراز فرماویگا مگر ناغہ یوم پورے ہونا ضرور ہی اور تین سو ساٹھ شب کی قید کیوجہہ یہ ہی کہ زمین و آسمان کی تقسیم تین سو ساٹھ درجہ پر ہے اور ہر ہر شب کے ساتھ ایک ایک درجہ ملا ہوا ہی اسواسطے یہ تعداد مقرر ہی کہ کوئی درجہ سے نماز خالی نرہی کسواسطیکہ نہین معلوم کہ کسدرجہ کی نماز کس شب کو قبول ہو اسکا خداوند تعالی عالم تر اس سبب سے تاکید سب درجونکی ہی تاکہ مشقت شائق کی رائگان نہو اس خیال سے جو درجہ ناغہ ہوا اسکی خانہ پری ہوجاے کہ شاید وہی درجہ قبولیت کا ہو

اور ہفتہ مین ایک شب نماز پڑھنے والیکو بہت زمانہ درکار ہی اور دو شب کی پڑھنے
والیکو اُس سی کم اور تین شب کی پڑھنے والیکو اُس سے کم اور ہر روزہ کی پڑھنے و
نہایت قریب اور سہل ہی ایک سال مین پورا زمانہ درجات کا طی ہوگا اور طالب
اپنے مطلب کو جلد پہونچیگا اور درمیان تین سو ساٹھ شب کی نماز کی جب طالب
ایکبار مشاہدہ سے سرفراز ہوا تو بعد اُسکے گاہ گاہ بسبب قبولیت عبادت مشاہدہ کی
ہوجائیگی مگر لازم ہی کہ تین سو ساٹھ شب کے بعد بھی اس نماز کو مدام پڑھا کرے جب وہ
قبولیت قائم رہیگی اور عبادت کچھ نہ سے سکیگی مصداق اسکی کہ جیسے جسکی محنت ویسا اُسکی
اُسکی اُجرت تصور کرنا چاہیے اور عبادت اختیار رکھنے سی شائق کو روز ترقی ہوگی
یہانتک کہ دن رات سوتے جاگتے چلتے پھرتے تنہا اندھیرے اُجالے مین غم و
خوشی مین ہر وقت چمک برق سے زیادہ سامنے داہنی بائین جانب پشت اور
فوق و تحت سی خود بخود پیدا ہو وہ معلوم ہوا کریگی اور ہر بار اُسکی ویسی ہی رچیبا
ہوا کریگا بعد چند روز کے دیکھتے دیکھتے شائق کی نظر قائم ہوجائیگی اسوقت
یقین کا مرتبہ ہوگا پھر اسیطرح وہ روشنی بڑھتے بڑھتے شائق کو گھیرا کرلیگی
شش جہت مین وہی درخشندگی معلوم ہوگی اور شائق کی ذات کو یون ترقی ہوگی
پہلا درجہ جسطرح کبوتر ہوا مین دوسرا درجہ جیسا کہ مچھلے پانی مین تیسرا درجہ جیسا کہ نمک
پانی مین بس کار طالب اتمام کو پہونچا اور اس تجلی کے دیکھنے سی آنکھونکو بہار کا رنگ
کیفیت دلکو مزا انتظار کو قرار سر سے پاؤن تک سرتا پا جیسا کہ اسفنج کسی رنگ مین
ڈوب کر دوسرا رنگ پیدا کرتا ہی اور اصل حال اُسکا بیان مین نہین آسکتا
اُسی مشاہدہ کبریا مین سچ علوی شائق کے عدم مین پوشی ہی وہان عالم محبت

ابدالآباد محفوظ رہتا ہے اسیکا تام وصل ہی پس ضرور ہی کہ ہر شائق نماز ایک جز کاغذ پر
حساب نمازونکا جو ناغہ ہوئی ہون لکھتا رہی اور اگر خواندہ نہو تو دوسرے سے لکھاتا رہی
تاکہ تعداد شبونکی کم نہو پوری پوری تمام کرے اور لازم ہی کہ صاحب مشاہدہ کبھی کچھ حال
مشاہدہ کا کسی دوسرے سے تاآنکہ مرشد سے بھی بیان نکرے ورنہ روز بیان سے مشاہدہ موقوف
ہوجائیگا پھر کبھی نہوگا مرشدان سلف نے واسطے اظہار اسرار الٰہیہ کے ہمیشہ ممانعت
کی ہی اور اب بھی ممانعت قطعی ہی ہان مرشد سے کبھی کبھی نہونا مشاہدہ کا تو البتہ بیان کرسکتا ہے
کہ مرشد بھول چوک کو اسکی بتا وے اور سنبھالے کہ تا مرید درست ہوجاوے اور
چاہیے کہ یہ نماز آواز بلند سے پڑھی جاوے کہ مقتدیونکو بخوبی الفاظ تکبیر سے تا آخر سلام
نماز تمیز ہو اور قاری نماز مین جلدی نکرے اور مقتدی منفرد منفرد پیش و پس اگر شریک
ہون اولاً سب جمع ہوجائین ایکبار کھڑے ہون اسباب کی تاکید رہی قبل نماز ہمیشہ اہتمام
اسکا لازم ہی اگر پیش نماز کسی مقام پر قرأت مین سہو یا غلطی کرے تو جائز ہی کہ ہر کوئی مقتدی
جو قابل ہو وہ لقمہ دیسکتا ہی کہ قاری اسکو سنکر اعادہ کرے تاکہ نماز ناقص نہو اور عورت
بھی جو مرید اور شائق مشاہدہ ہو مردونکی جماعت مین سب مقتدیونکی عقب کھڑی ہوکر
یا بیٹھکر پڑھ سکتی ہی اور اگر قابل ہو تو اپنی مکان مین تنہا بھی پڑھ سکتی ہی مگر امامت نہین
کرسکتی الا قطار اول مین سب کی برابر کھڑی ہوکر آواز بلند پڑھ سکتی ہی کہ دوسری عورات
جو شائق اور مرید طریقت ہون اسکی قرأت پر اس نماز کو ادا کرسکتی ہی مگر قطار سے
کوئی عورت بطور پیش امام کے کھڑی نہین ہوسکتی کہ اطلاق امامت کا نسبت عورتونکے
نہین ہی اور جو عاشق اللہ ہین انکی حالات کہانتک تحریر کرون کہ عمر کافی نہین
ہوتی اور وہ اذکار ناتمام رہتی ہین اور یہ علماء ظاہر خالی پانچ وقت کی نماز پڑھکر جو

دعوی کرتے ہین کہ علماء وارث انبیا ہین محض غلط ہان وہ کہ جو علوم باطن سے
ماہر اور عامل اسکے ہین لاشک دعوی انکا درست ہی اور وہ کہ جو عاری از اسرار
حقیقت اور گم گشتہ منزل معرفت اور سد باب طریقت وہ صرف شریعت تو خشک ہین
وارث الانبیا کو علم سینہ مقدم ہی۔ نقل عالم مختار۔ ایک مولوی صاحب نے بہت
زر و مال جمع کیا تھا اور سامان ظاہری کی انکو آرائش مخطور خاطر رہتی تھی چنانچہ
انھون نے ایک زرگر سے اپنے گھوڑے کے واسطے زیور نقرئی بنوایا مگر اسکی تیاری مین
توقف ہوا مولوی صاحب زرگر سے روز تقاضا کرتے وہ وعدہ کیا کرتا مگر زیور کو
حاضر نہ لاتا اور مولوی صاحب کا معمول یہ تھا کہ جامع مسجد مین با جماعت کثیر نماز
جمعہ ادا کرتے ایکروز کہ وہ جمعہ تھا مولوی صاحب حوض پر وضو کر رہے تھے کہ ایک
فقیر رند مولوی صاحب کے پاس آیا کہ مولوی صاحب حسب توفیق اسوقت کچھ للّٰہ دلوا
جواب دیا کہ نماز کے بعد یہ سنکر فقیر نے کہا کہ مین نماز نہین پڑھتا مولوی صاحب نے کہا
کہ ہم بے نمازی کو للّٰہ نہین دیتے یہ جواب سنکر فقیر نے کہا کہ آپ بے نمازی سے
اسقدر خفا ہوتے ہین اللہ تعالی تو نماز گذار اور بے نمازی اپنے دوست دشمن
سبکو رزق دیتا ہی سمجھ تمھارے خداوند تعالی کے خلاف ہی اچھا اب مین بھکر
لینے سے نماز پڑھتا ہون یہ جواب دیکر فقیر نے بھی وضو کیا مولوی صاحب پیش امام
ہوے فقیر بھی جماعت مین شریک بعد تکبیر تا ختم ایک رکعت کے شریک رہا
جب دوسری رکعت شروع ہوئی تو مولوی صاحب نے دلمین خیال کیا کہ نماز جلد
تمام ہو جاے تو زرگر کو بلاکر شدت سے تقاضا زیور کا کرون کہ ابتک وعدہ خلافی
کیون نہین لایا الغرض فقیر کو انکے ارادہ قلبی سے جو خبر ہوئی فوراً جماعت

علیحدہ ہوکر الگ جا بیٹھا اور رونا شروع کیا الغرض جب مولوصاحب نماز پڑھ چکے
فقیر پر غصہ فرمایا کہ تو کیون جماعت سے علیحدہ ہوکر بیٹھ گیا اور طرفہ یہ کہ پھر روتا کیون ہے
فقیر نے جواب دیا کہ آپ نے رکعت اول کو خلوص قلب سے ادا کیا دوسری رکعت مین
تمنے ارادہ کیا کہ نماز جلدی تمام ہوجاے تو زرگر کو بلا کر واسطے زیور گھوڑیکے تہدید اور تاکید
کرون تو انصاف فرماؤ کہ اُسوقت نیت تمھاری خدا کیطرف سے برگشتہ ہوئی اور خلوص
تمسے بھاگ گیا تو دوسری رکعت خدا کی ادا ہوئی بلکہ گھوڑیکے زیور کی نماز ہوئی اور
میرے پاس گھوڑا کہان ہی جو مین عین نماز مین ایسے نیت کو جواز رکھتا تمھاری تقلید سے
مجکو علیحدہ ہونا ضرور ہوا اور ایسے نماز عوض ایک جو کے قبول نہوگی کیا آپ اسیطرح
بے اندیشہ روزانہ نماز مین چوڑ ہلا کر تکلیف کیا کرتے ہین بن ایسے ریا کو پسند نہین
کرتا اور رویا مین اسبات پر کہ میری ایک رکعت نماز تمنے ضائع کردی آپ ہر روزہ
یوہین جماعت والونکی نماز کو ضائع کیا کرتے ہونگے افسوس ہی کہ آپ خلق اللہ کو دکہانیکے
واسطے نماز پڑھتے ہین اور خدا سے اپنے حیا نہین کرتے چنانچہ یہ باتین فقیر کی سنکر مولوصاحب
از سرتا پا عرق مین ڈوب گئے اور نہایت درجہ نادم ہوے اور جیب پیراہن سے
زر سرخ نکالکر اُس فقیر کو دینے کیواسطے ہاتھ بڑھایا اُسکو فقیر نے قبول نکیا اور یہ کہا کہ
مین بے نماز نگار خدا کے چور سے نہین لیتا کہ ایسا لقمہ فقیر کو حرام مطلق ہی بس یہ کہکروہ
وہ فقیر وہانسے غائب ہوگیا کسیتے ندیکھا کہ فقیر کسطرف کو گیا چونکہ مولوصاحب کا ظرف اچھا تھا
اُسی روز مولوی صاحب نے سب دمال اپنا راہ حق مین لٹا دیا اور توبہ کرکے گوشہ نشین
ہوگئے اور مولوصاحبکو یہ انتظار ہوا کہ کوئی شخص ایسا ملے کہ مین اُس سے بیعت
کرون اُسدنسے روزانہ مولوصاحب نماز پنجگانہ کو خشوع و خضوع سے خدا کو حاضر ناظر جانکر

ادا کرنے مولویصاحب کو گوشہ گزین ہوے ساتھوان روز تھا کہ وہی فقیر ایک اسپ قیمتی پر کہ طلائی زیور اسکو پہنچایا اوسپر سوار مولویصاحب کے پاس آئے اور دونوں جیسا کہ دل تو رجوع پہلے ہو چکا تھا بعد سلام علیک اُس فقیر کے قدم پر جا گرے اور خواستگاری بیعت کی کی فقیر صاحب نے مولویصاحب کو اُسیوقت غسل کروا کر مرید کر لیا اور یہ کہا کہ آنکھونکو بند کرلو اور کانونکو میرے منھ کے پاس لاؤ فی الفور مولویصاحب نے چشم بند کانونکو نزدیک فقیر صاحب کے کیا فقیر صاحب نے انکے کانمین کچھ ایسا کہا کہ مولویصاحب بیہوش ہو کر سربسجود ہو گئے اور وہانسے فقیر صاحب غائب ہو گئے اور وہ گھوڑا کہ جسپر فقیر صاحب سوار آئے تھے وہ وہین کھڑا رہا تھوڑے عرصے کے بعد مولویصاحب ہوش میں آئے فقیر کو تلاش کیا نپایا چار ناچار گھوڑیکو مع زیور پاس رکھنا پڑا تو چاہیے غور بیہی کہ مولویصاحبکو ایمان کامل باطنی بھی ملا اور گھوڑا معہ زیور ملا سمجھو کہ جب اللہ تعالی چاہتا ہی تو یون ہدایت کرکے سرفراز کرتا ہی تو یہ خیال کرو کہ جسکو اللہ تعالی ملا اُسکو سب کچھ ملا یہ اختیارات ظاہری اور متاع ظاہری کسی کام نہین آتے جب عاشق معشوق ہوے تو دنیا ہر دو اور باطنمین ہمیشہ زندہ اور تونگر ہے اور خلق اللہ کے نزدیک فی لیل خدا کے روبرو وہی سربلند ہین — طلب طالب شائق کو لازم ہی کہ ہمیشہ شیطان پر لاحول پڑھا کرے اور تعلقات دنیا کو حتی الامکان قطع کرے اور ہر قسم کے حرام سے حذر کرے اور مدام طہارت کا خیال رکھے کہ اُس سے قلب شائق صاف اور پاک رہتا ہی اور قوی ہوتا جاتا ہی اسوقت مطلوب کی رغبت طرف طالب کی ہوگی اس طول کو کمال کے لکھون مختصر کیا۔ اور سلسلۂ بیعت خانوادۂ عالیہ قدسیہ خواجہ اویس قرنیکا اس حقیر فقیر کو اسطرحسے پہونچا ہی کہ مجھے مولانا سید نظام الدین احمد شاہ سے اور انکو حضرت

سید قطب الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ بغدادی سے اور انکو عین الحق والدین رحمۃ اللہ
علیہ سمرقندی سے اور انکو سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ نجفی سے اور انکو نور الحق والدین
رحمۃ اللہ علیہ مسقطی سے اور انکو فضل الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ مشہدی سے اور
انکو سید بدر الدین رحمت اللہ علیہ شیرازی سے اور انکو سید ظہیر الدین رحمۃ اللہ علیہ
تبریزی سے اور انکو سید شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ شوستری سے اور انکو سید نصیر الدین
رحمت اللہ علیہ تبریزی سے اور انکو سید رضی الدین رحمۃ اللہ علیہ مازندرانی سے اور
انکو سید شفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ سمرقندی سے اور انکو سید رفیع الدین رحمۃ اللہ
علیہ طوسی سے اور انکو سید کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ گردیزی سے اور انکو سید
صبغت اللہ رحمۃ اللہ علیہ مغربی سے اور انکو ضیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ بنطلی سے اور
انکو شاہ علیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ ملتانی سے اور انکو شیخ ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نیشاپوری سے
اور انکو مخدوم حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کوفی سے اور انکو شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ
بخاری سے اور انکو حضرت قدرت اللہ رحمۃ اللہ علیہ بلخی سے اور انکو شاہ سمیع اللہ
رحمۃ اللہ علیہ خراسانی سے اور انکو حضرت خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہراتی سے اور انکو
حضرت محب اللہ رحمۃ اللہ علیہ مازندرانی سے اور انکو انوار اللہ کلی رضی اللہ عنہ سے
اور انکو حضرت عبداللہ رحمت اللہ علیہ بصری سے اور انکو حضرت خواجہ اویس قرنی
بابگاہ رسول شہید صفین قطب عالم رضی اللہ عنہ سے اور انکو علی مرتضی حیدر کرار
مظہر العجائب کرم اللہ وجہہ سے اور انکو جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
سرور عالمیان سے اور انکو حضرت جبریل علیہ السلام سے اور انکو حضرت رب العزت
خلاق عالمیان سے ملا۔ حضرت بدیع الدین زندہ شاہ مدار اولیائے اکبر ہیں جنہوں نے

اور یہی اسم مبارک حضرت کا مشہور ہے اور مجھے مطالعہ کتب سے یہ واضح ہوا کہ عمر
ایکہزار ایک سو سال کی تا وقت تدفین آرامگاہ ظاہری اندر ارض کے ہوئی اور مطالع
ثمرات القدس کہ مصنف اُسکا لعل بیگ بخشی سلطان مراد فرزند اوسط جلال الدین محمد
اکبر بادشاہ دہلی سے ہیں اُنھین لکھا ہے کہ یہ بزرگ عرفاء دیار ہند سے بڑے عالیقدر اور
اور صاحب کرامات ظاہرہ و مناقب فاخرہ اور مقامات علیہ و کمالات جلیہ و مواہب
جزیلہ و احوالات سنیہ رکھتے تھے اور حضرت نے فرمایا ہے کہ بیچ زمانہ حضرت عیسی
علی نبینا علیہ الصلوات والسلام کے مین بیچ دنیا کے تھا اور جبکہ عیسی اور جو تھے آسمان
مقرر ہوئے پہنچے گئے اور مین بھی وہان گیا یعنے چوتھے آسمان پر گیا اور اُنسے وہان
ملاقات کی مین نے اُنھون نے ساتھ ترتیب کی میرے سر کو مسح کیا اور خنکی اور
خوشبوئی مجھکو حوالہ کی اور مجھسے یہ کہا کہ بشارت ہو جیو تمہارے تئین تا میرے بیچ عالم
شہادت کی زندہ اور قائم رہوگے اور تم اور جملہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو وقت
اُنکا پاؤگے بیچ اُنکی کی دور کے جانا کہ اب جو کچھ باقی پاؤگے اُنکے قدم سے پاؤگے اور
ساتھ تسبیح کے روے خدمت و ارادت کا اُنکی طرفسے نہ پھیرنا اور میری طرفسے اُنکو
تحیت پہونچانا جو خلاصہ عبد مناف صلی اللہ علیہ وسلم بیچ زمین کی متولد ہونگے انواع
مسرت و بہجت کرونگا مین اور طرف اُنکے شتابی جانا تم اور سبار کباد و سلام میرا اُنکو
پہونچا کر اُنسے فیض حاصل کرنا چنانچہ موافق ارشاد اُنکی عمل کیا مینے اور حاضر تھا مین پاس
محمد رسول اللہ کی کہ جو وقت نزول کیا اس آیۂ کریمہ نے الیوم اکملت لکم دینکم
و اتممت علیکم نعمتی اور جو کچھ اقوال و افعال و اعمال و احوال کیا اُن سرور عالمیان
تھا دیکھا مینے اور سنا مینے اور راوی تصدیق اور تحقیق اُسکی صادق تھا مین اور جو وقت

کہ وہ حضرت سنے اس سراے فانی سے بعالم جاودانی انتقال فرمایا چند سال
دوسیر مین پیچ حقیقت آباد مکہ و شریعت اساس مدینہ مشکلین تھا اور بعد اسکے کہ
سلطان محمود غازی پیچ دیار ہند کے درآیا مین بھی ساتھ اسکے لفتح فتوح وغیرہ
کہ معظم بلاد کفار سے تھے اسطرف توجہ کیا اور یہ فرمایا کہ ہر آسمان پر ایک ایک نام
میرا ہے اس تفصیل سے - کہ آسمان اول پر زین اللہ کھتے ہین - اور آسمان دوم
پر نجم اللہ - اور تیسرے آسمان پر فتح اللہ - اور چوتھے آسمان پر مجمع اللہ اور پانچوین آسمان پر
محبۃ اللہ اور چھٹے آسمان پر برید اللہ - اور ساتوین آسمان پر بدیع اللہ کہتے ہین - اور یہان
اب آٹھوین صدی ہجرت مین نام میرا مدار ہوا اور مدار قطب کو کہتے ہین اور حق تعالے
نے مجکو فیل سفید ست ایسا فرمایا ہے اور یہ بھی حضرت سنے فرمایا کہ عالم کامل قاضی شہاب
الدین عمر دولت آبادی ثم الجونپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خدمت سے چند سوال
معرفت اپنے تلامذہ سے شیخ چراغ کے بھیجے کہ اسکے جوابات لیکر واپس آجاے وہ
سوال یہ ہین کہ سنا ہے تم دائم برقع اپنے منھ پر رکھتے ہو دوسرے یہ کہ خلق تمکو سجدہ
کرتی ہے اور تم ممانعت نہین کرتے اور تیسرے تم شہر مین مدت سے اقامت رکھتے ہو اور
نماز نہین پڑھتے اور چوتھے فتح باب عنایت کا مخصوص ظاہر یہ ہے اور مجھ شہاب کیطرف
منھ نہین پھیرتے اور سید طاہر ایک اکابر سادات شہر جونپور اور معارض اور معاصر مجھ
قاضی کا ہے اور پانچوین وہ کہ معنی العلماء ورثۃ الانبیا جیسا کہ ہے نہین جانتے ہین ہم وہ
شاگرد خدمتین تمھاری بھیجتا ہے اور ان سوالونکا جواب چاہتا ہے - جواب یہ ہین کہ
جواب سوال اول اور دوسرے کا یہ کہ اگر مین برقع اوپر منھ کے نہ ڈالون خلق زیادہ
اس سے گمراہ ہون اگر یقین تجکو نہین ہے دیکھ یہ کہا اور برقع منھ سے اپنے اٹھایا

اس شیخ چراغ نے اسیوقت سجدہ کیا اور پھر چھوڑا اور یہ فرمایا کہ جواب سوال تیسرے کا
یہ ہے کہ تم عنقریب فقیہ ہوا اور مسئلہ شرعی کو بہتر میرے سے جانتے ہو تم اگر کوئی شخص کسی شہر مین نیت
سکونت کی نکرے تو نماز قضا کر سکتا ہے اور مین نیت تمہرنے تمھارے شہر کی نہین رکھتا
ہون اور جواب چوتھے سوال کا یہ ہے کہ گوشہ پکڑنیوالے خانقاہ عدم کے وہ مرد مین کہ اوپر
مرکب سلطنت فیہ من روحی کے سوار ہین اور مقام قربت قریب مین اور حدوث نفس
اپنے سے دور ہین اور ساتھ ایک دوڑ کے دو عالم سے باہر آتے ہین اور صحراے
الوہیت مین سیر کرتے ہین اور عالم لامکان لامحدود اور لاانتہاہی مین جولان کرتے ہین
اور منزل مین لیس عند اللہ صباح ولا مساء کے مقام رکھتے ہین اور ساتھ عالم
یمحوا اللہ ما یشاء محو در محو ہین بے نشان تمام خلائق سے حق تعالی بسبب غیرت ان
مردونکی نظر سے برخلاف لوگونکے محفوظ اور پوشیدہ رکھتا ہے اور یہ درویش مامور
بامر اللہ ہے کہ مقالید السموات والارض کلید ابواب سعادت اور کھولنے والی حقیقت
کی ہے نور حقیقی اپنے کو وہ جس شخص کو دکھاتا ہے خرقہ بشریت مین جلوہ دکھاتا ہے اور صورت
بشر مین آتا ہے اور نہین تو تمام کام اسی سے ہین اور تمام وہی ہے ہر شخص اور ہر فرقہ
حاصل کرنمین علوم رسمیہ کے مکتب خانہ نفس و ہوا اور مدرسہ جدال اور استدلال مین
مشتغل ہین اور جس جماعت ذکر جانا کہ العلم حجاب الاکبر ہے اور پر اس علم کے توجہ نکیا
اور وہ کہ وارثۃ الانبیا ہین وہ ایسے سعادتمند ہین کہ خطاب علم ازلی سے جاننے والے
ہو کر اوپر مکتوبات لوح محفوظ خبردار ہوے ہین اور جمیع حقائق اللہ کو بموجب واتینا
من لدنا علما کے جانتے ہین اور جو جماعت کہ اس علم کے معزز ہر اور ساتھ تھوڑے
زہد کی مشہور ہوتی ہین کیا کیا جاے کل میسر لما خلق لہ اور وارثۃ الانبیا وہ علما ہین

[illegible] پہنچے تھے یہ ماسرار حق تک کہ مقام قاب قوسین اور ادنی کے معلوم حضرت
ہو [illegible] جنکو خبردار تھے اور یہ بھی فرمایا کہ قاضی محمود قنوجی کہ اوپر جادۂ شرع مستقیم کے
استقامت تمام رکھتا تھا جبکہ اُسنے حال سماع قاضی شہاب الدین کا سنا تو یہ بھی
مانند قاضی بابا کے واسطے مباحثہ کی اٹھا اور ساتھ جماعت ملت اپنی کے میری جانب
آیا اور قدم محاوطہ مین رکھا مینے نقاب منہ سے اپنے اٹھایا بمجرد کہ نظر قاضی اوپر
چہرے کے پڑی ساتھ ہمراہیون اپنے کے سر سجدہ مین رکھا اور بیٹھا اور پوچھا تم فقیر کے
پاس کسواسطے آئے ہو جواب دیا کہ چند باتین تمھاری سے گوش زد میرے ہوئی ہین
کہ وہ خلاف شرع سیدنا مصطفوی کی ہین چاہتا ہون کہ اُنکو تمھارے سے استفسار
کرون کہ سچ ہین یا نہین اول یہ کہ سنا مینے کہ تم خلق کو واسطے سجدہ کرنیکے فرماتے ہو
جواب دیا کہ یہ مقولہ غلط گوش زد تمھارے ہوا ہی ہمنے کسیکو واسطے سجدہ کے حکم نہین دیا
اور تمنے کہ ساتھ اپنے تابعین کے اسوقت سجدہ کیا ہی ہمنے نہین کہا تھا قاضی لاجواب اور
اور متحیر ہوا اپنے ہمراہیونسے پوچھا کہ درحقیقت میرے سے یہ بات ہوئی ہی اُن لوگون نے
کہاکہ ہان درست ہی — اور یہ سولہ خلیفہ شاہ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کاملین سے
ہوے - خلیفہ سید حمزہ - شیخ طاہر - شیخ مطہر - شمس نانی - میان مٹھی مدار -
سید حسن بہاری - قاضی محمود قنوجی - قاضی مطہر سیر - حاجی عبد الملک -
سید خاصہ - سید راجی دہلوی - شیخ بھیکھائی - شیخ بھیکھائی - شیخ الائی
شیخ محمد جھنڈہ بدایونی - شیخ احمد بامی بائی - اور مخفی رہے کہ ہندوستان بیچ
واقع دوآبہ ایک مقام کہ نام اُسکا مکن پور مشہور ہی وہان آکر مقیم ہوے تو اس
مقام پر ایک جن قوی تر بنام نہاد مکنا کے رہتا تھا اور وہانکے ساکنین اطراف

جو اسباب کے لوگونکو نہایت اذیت پہونچاتا تھا اور وہ بہت پریشان رہا کرتے اور
اور جب حضرت وہان گذرے سب خلقت حاضر آئی اور یہ عرض کیا کہ آپ نے بعد
غزوات قنوج وغیرہ کافرستان کی اسلام کو شائع فرمایا اور ہم بھی اسلام قبول
کرتے ہین تم اس ملعون جن کی ایذا رسانی سے چھوڑاؤ حضرت نے فوراً اسکو
فنا کیا اور اسکو قید کر کے پاس اپنے خدمت خاص پر مقرر کیا [illegible]
خلائق نے وہان کی پناہ اور امن پائی ایک وجہ تسمیہ مکن پور کی یہ ہی ہے کہ اسکی
جن کے نام پر نام رکھا اور دوسری وجہ تسمیہ یہ بھی پائی جاتی ہے کہ خداوند تعالیٰ کی
طرف سے شاہ ممدوح کو یہ خطاب ہوا کہ تو ہمارا فیل سفید مست ہے اور ہندوستانی
زبان مین فیل مست کو مکنا ہاتھی کہتے ہین شاید کہ اس خطاب کی سبب اس مقام کا
یہ نام پکارا گیا ہو غرض دو علت سے خالی نہین یا تو اس جن کے نام پر اس جگہ کا
حضرت نے مشہور ہوا لفظ مکنا سے الف کو حذف کیا تو مکن رہا آخر مین پور اضافہ
کر دیا تو مکن پور ہو گیا اب وہ مقام حضرت کے قیام سے نسبت پاوا اور روشن ہے اور یہ
بھی مشہور ہے کہ وہ جن مکنا آجتک حضرت کی مزار شریف پر حاضر ہوا اور وہ اکثر بہیئت
انسان ہو کر لوگون سے ملتا ہے بلکہ ہر سال عرس شریف مین زندہ شاہ مدار کی مدد کار
عرس کی از قبیل نگہبانی مال و رہنمائی آیندگان و روندگان مین مصروف رہا کرتا
ہاں اگر ہمکو اس بات سے نہایت ناز ہے کہ اولاد آدم مین حضرت عیسیٰ نبی چوتھے آسمان پر
زندہ ہین ویسا ہی زندہ شاہ مدار بھی زمین کے اندر زندہ ہمارے نبی کی امت
مین موجود ہین اور اس ناز کا ہمارے جدید یہ ہے کہ جناب رسالتمآب ختم المرسلین ہین سب
مستفین ختم ہوئین از انجملہ دو شہادتین ایک سریہ اور دوسری جہریہ [illegible]

کہ وہ آئینۂ جمال آنحضرت اور جز آنحضرت کے تھے وہ تنہا زمین بقدرت رجوع طرف
ہوئین ویسا ہی یہ حیات جاوید ظاہری شکل عیسیٰ بواسطہ زندہ شاہ بدیع کہ امت آنحضرت میں
داخل ہوئے یعنی یہی طرف آنحضرت کے رجوع ہوگئی عہد ہوگیا یہ دلیل قوی ہے
اور یون تو باطن مین بالذات آنحضرت قبر منور کی اندر زندہ اور تابندہ گذار ہین اس
خلاف مذہب والونکو مقام دم زدن نہین کہ کوئی اعتراض الست علیکم نعمتی کی
تصدیق مین کر سکنے کا ارادہ کر سکے بلس اور تحقیق ہے کہ تا یوم قیام آسمان کے
اوپر عیسیٰ اور زمین کے اندر شاہ بدیع الدین امت شریف آنحضرت سے دو زندہ
رہینگے یہی شرف امت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جو اور نبیوں کی ذات کا
وصف ہے وہ وصف آنحضرت کے امتی کو حاصل ہوا اور سوائے ان دو کی سبکی
واسطے موت کا پنجہ مقرر ہے اور یہ جو عوام مین مشہور ہے کہ حضرت خضر اور حضرت الیاس
اور حضرت دانیال بھی زندہ ہین اور فلان فلان خدمت پر مقرر ہین محض غلط ہے اسکا ثبوت
کسی کتاب معتبر سابق سے نہین ہے بلکہ ان نبیونکے قبور کے نشانات بھی اب تک
نہین ہین کہ ان قبرونکو بارش اور ہوا نے صفحۂ زمین سے نابود کر دیا ہے تاہم عوام
بیان کرتے ہین کہ انکا مزار وہان اور انکا مزار وہان ایک ایک کی جا پہ مقام ہے بھی
نشان نشانہی کرتے ہین چونکہ زمانہ بہت گذرا کچھ پتا نہین ملتا ان نام تو ان کے
ظاہر مین کتابون مین لکھے ہین اور خلق اللہ کی زبان زد ہین اور یہ بھی بروایات
مختلف بطور افسانون کے اظہار ہوتا ہے کہ فلان وقت مین فلان موقع پر فلان
ملے اور فلان مقدمہ مین یون ہدایت کی خضر ملے اور الیاس ملے اور دانیال ملے
اور یون دستگیری کی ہے یہ بات تعجب کی نہین ایسا ہوا ہوگا اور ہو سکتا ہے اور وقع ٦٠

[illegible] اور آپ اسکے [illegible] بہشت والی دینونکا فیض روحی بہت
[illegible] ہوتا ہی اور ہیگا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ بظاہر وہ لوگ جو خاص سے
[illegible] ہیں مگر باطن میں زندہ ہیں اور وہ شہدا ہی وہ نہیں نزدیک ہیں اور کیا
[illegible] ہیں انکی جسم پاک نوری پکڑ کر رہی اور اعانت ہر قسم کی حسب الامر
اللہ تعالی کے بندگان کو کرتے ہیں مگر بعد موت آنیکے وہ دوبارہ جسم خاکی میں داخل
[illegible] اور دوبارہ نہیں آ سکتے کہ خلاف عادت ہی اور ہر بشر کو فنا سے ظاہری قالب
[illegible] کیواسطے مقرر ہو چکی ہی دوبارہ عود کسیکا قالب خاکی میں ممکنات سے نہیں ہی
اور یون قدرت حق تعالی سے سب کچھ ہو سکتا ہی اور ہوا ہی ازانجملہ حضرت جرجیس کا
قصہ مشہور ہی کہ انکی امت باغی نے انواع و اقسام سے انکو مارا تا آنکہ ایک بار جلاکر
خاک میں ملا دیا دوسری بار جلاکر ہوا میں اڑا دیا تیسری بار جلاکر پانی میں بہا دیا چوتھے
بار دار پر چڑھا دیا پانچوین بار پانی میں غرق کر دیا چھٹی بار آرہ سے جدا از سر تا پا
دولخت کر دیا ساتوین بار گردن انکو تن سے جدا کر کے ہلاک کیا تو اول کی چھ بار ہلاک
بعد اللہ تعالی نے انکے قالب کو خاک سے درست فرماکر زندہ کیا مگر ساتوین بار
عادت عام جاری رکھی اور بپاداش ان ظالمون کے ظلم پر اس امت کی قوم وا
غضب نازل کیا اور طرح طرح کی عذاب میں وہ لوگ گرفتار ہو کر فی النار ہو گئے تو
حاصل کلام یہ ہی کہ عوام کے اظہار کے موافق عادت خداوند تعالی جاری نہیں ہی
کہ جیسا حضرت جرجیس کیواسطے ہو چکا ہی خواہ مخواہ دوسرونکے واسطے بھی جاری
ہوا ہو اور وہ قصہ حضرت جرجیس کا دوسرونکے واسطے متمسک گردانا نہ جائیگا جیسے
قیاس ناقص کو کوئی عاقل تسلیم اور تصدیق نہیں کر سکتا چنانچہ پیدایش بھی انسانکی

موافق ایک عادت کے ہی اور غیر عادت تین طرح سے ہوئی یعنی حضرت آدم بے مادر
پدر کے اور حضرت حوا بے مادر کے اور حضرت عیسیٰ بے پدر کے اور جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم پدر اور مادر دونوں سے پیدا ہوئے تو ایک ہی عادت تھا
ہوا اور وہ تین عادتیں واسطے نمایش قدرت کی ہوئین مگر جاری نہین رہین الغرض
چوتھی عادت ہے کہ لوگ دوبارہ قالب خاکی مین نہ آوینگے یہان تک کہ
قیامت قائم ہو ہان یہ ہے کہ وہ دوسرا عالم ہو وہ برزخ ہین خاکی نہین ہین تو اب کیا
ضرور ہوا کہ سواے حضرت عیسیٰ اور زندہ شاہ مدار کے دوسرے بھی بیچ جہان کے
ہنوز زندہ ہون بالکل عقل کے خلاف ہی اور ظاہر ہی کہ زندہ شاہ مدار صاحب
اہل نہین تھے دنیا اُنسے یہانتک جدا و بیعلاقہ ہی کہ اب بھی کوئی عورت اُنکے
مزار کے قریب گذر نہین سکتی اگر احیاناً سہواً کبھی کسی عورت کا گذر ہو گیا ہی تو وہ
سوزش سے آبلہ تن ہو کر فوراً ہلاک ہو جایا کی ہی اور جب سے عوام کو یہ ثابت ہوا ہی
تو قریب مزار کے جانا اور مزار سے مس کرنا نسبت عورات کی ممانعت قطعی ہو گئی
چنانچہ یہ فقیر بھی ایکبار مکن پور گیا اور دیکھا قبر شاہ بدیع الدین والی اکبر عہد کو
ساتھ عظمت و جلال کے کہ قبر پر اُنکی عجب نور تابان ہی اور نہایت جلال ہی اور
انواع و اقسام کی کرامات حضرت کی اب تک جاری ہین جو مستدعی کسی غرض کے
واسطے وہان پہنچ جاتا ہی اور موافق حوصلہ خود کے صدق دل سے خواستگاری
مقصد کی کرتا ہی وہ بیشک مستدعی مراد کو اپنی حکم اللہ تعالیٰ سے بسفارش اور وسیلہ
اُنکے پاتا ہی محروم نہین پھرتا اور سواے اُن سولہ خلفاے راشدین شاہ بدیع
الدین سے بڑا خلیفہ سید حسین بخاری کے بڑے نامور صاحب کرامات متقی پرہیزگار

پرہیزگار پابند شریعت غرا ہو گئے - شاہ فخر الدین اکبر آبادی میانک - شیخ صدر الدین
[illegible] - شیخ فضل اللہ - شیخ خوند میان - اور ان چاروں سے سلسلہ بدیعیہ کی بڑی
ترقی ہوئی لاکھوں آدمی اس خاندان بدیعیہ مداریہ کا مرید ہے اور اب مکن پور میں
مزار مبارک پر قریب سات سو کے خادم ہو گئے انمین اکثر ونسے مینے ملاقات کی ہے اور انمین
بعض بعض کو نہایت قابل پایا اور انمین اکثر اچھے اچھے عامل باعمل ہیں مگر فن درویشی
میں کہ جو شرائط اور قواعد معینہ ہیں انمین سے کوئی قابل معلوم نہوا اور طور ذکر اور فکر اور
شغل میں انکا طریقہ طیفوریہ ہونیکا پایا جاتا ہی یا تو یہ تو مداریونکا طیفوریہ ہونیہ ہے یا کہ یہ تو طیفوریونکا
مداریہ ہونا ہے کس واسطے کہ دونوں متحد الاطوار ہیں اور عوام لوگ جو اس گروہ کے ہیں
انکا جادہ خاص خاص سے علیحدہ پایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ مرید کرنے پر بہت حارص ہیں
اور ان عام کو طریقت کے مراتبات سے کماحقہ آگہی نہیں کہ انکو تعلیم نہ پہونچی ہوگی جس سے
کہ وہ اکثر اس اختصار پر تعلیم کو اکتفا کر لیتے ہیں کہ انکے یہاں تین میم اصول کے ہیں
ایک میم مولا دوسرا میم محمد تیسرا میم مدار اور تین میم مقام کے ایک میم مکہ دوسرا میم مدینہ
اور تیسرا میم مکن پور کا اور چھہ میم انکے چھہ لطیفونکے ہیں کہ جسکا نزول اور عروج ہے
میم مکالمہ رجوع بجانب طرف ہوا بیرون دائرہ عبد غفری بیرنگی نور بحت صرف کیف
میم مواصلہ رجوع بجانب پیشانی کے مابین ابرو نور سفید مطلق ہے - میم معائنہ روح رجوع
بطرف محمد نور سرخ ناری - میم معانقہ قلب رجوع بطرف محمد نور زرد باد - میم مقابلہ زیر
پستان چپ رجوع بطرف مدار نور سیاہ آب - میم مطالبہ ناف رجوع بطرف مدار نور
سبز خاک - واضح ہو کہ ان چھہ لطیفونسے نتیجہ بالتفصیل یوں ہی کہ مکالمہ یعنے خدا سے
کلام کرنا اور مواصلہ یعنے خدا سے وصل ہونا اور معائنہ یہ ہے کہ روح سے دیکھنا محمد کو

اور منشا انکشتہ یہ ہو کہ محمد سے ملنا اور بقا بدوتن ہو کہ مدار کے سامنے رہنا اور مطالبہ یہ ہو
کہ بواسطہ مدار کے طلب کرنا۔ الغرض اس شرح لطائف سے آگہی تو ہوئی مگر ترکیب پوری
میری سمجھ مین نہ آئی کہ کیونکر کیا ہو کہ اس قرینہ سے ذکر اور فکر اور شغل کرے یہان نکات اسکے
تابعین کو معلوم ہونگے کہ جو جسکے بیان کا ارشاد اور عمل ہو خواہ مخواہ وہ اُنکے طور پر درست ہے
دوسرونکو کیونکر معلوم ہوسکتا ہی اور منشا اگر گروہ بدیعیہ مداریہ بھی ادیسیہ کہلاتا ہے اور جماعت فی
نظر بہت بڑا گروہ ہے اب بیان سے سایر حالات مزدریہ کا کہ متعلق شوق و کسب سالکونکے ہے
اس فقیر نے تحریر سے اُسکی ساتھ اختصار کے دریغ نہین کیا اب قبول اور غیر مقبول
کرنا باختیار حضرات طلباے ناظرین کے ہی امید ہی بیت اسراف معانیم نظر کن *
زین گنج بمفلسان خبر کن * پوشیدہ نرہے کہ جو طالبین متقدمین گر اور چودہ خانوادی
ملت حیدری کے ہین اور سواے اُنکے متاخرین مین ابتک چالیس خانوادونکی
قریب اور شائع ہوے ہین اور بعد گذرنے سو دو سو سال کی عجب نہین کہ اور بھی
خانوادے اضافہ ہون مثال اسکی یہ کہ ایک دانہ سے خرمن ہوتا ہے چنانچہ حضرت
خداوند ولایت علی کرم اللہ وجہہ حیدر کرار مظہر العجائب سے چہار خلیفہ اور دوسرے
تابعین اُنکے گیارہ کہ جنکا ذکر اوپر آچکا ہی اُسکی صورت یہ کہ جب کوئی کسی خانوادہ کا
مرید نامی گرامی ہوا اور وہ اپنے مرشد کے ذریعہ خلافت کہ صاحب اجازت ہی اپنے
اپنے مریدونکو تعلیم کی اور فیض الہیات سے وہ مرید بہرہ مند ہوا تو وہ مرید اُسکی نام سے
خانوادہ مشہور کر دیتے ہین اور وہ بمقبولیت جماعت عام سے جاری ہو جاتا ہے
اور اُس گروہ کا جو خلیفہ ہے حسب راے خود اذکار و اشغال جو تفرقہ کرکے اپنی
قوت طبعی سے تجاوز و تفاوت کرکے ایجاد کر دیتا ہے اور اُسکے موافق تعلیم ہوتی ہے

وہ درست اور بجا اور حق ہے کیونکہ کامل کی طبیعت کا تصرف بھی تعلیماً کارگر ہوتا ہی
جو حکایات کہ بالا گذرے اور درج کتاب ہذا ہین وہ اس تقریر کے شاہد ہین اور غور
کہ شجر ولایت کا تخم لائق اور بہتر اور ثمر آور ہے کسیطرح سے بھی تخم ریزی اسکی زمین
قابلیت پر کرو البتہ شک بار ور ہو گی اور تخم تعلیم کا ضائع نہوگا کہ سابق سے ابتک ایسا ہی
افزونی اور سرسبزی کشت ولایت کی ہے اب سمجھو کہ قدما سے اذکار اشغال افکار جو چلے
آئے جاتے ہین لیکن انکے اب بکثرت لا انتہا مرشدون متاخرین کے تصرفات سے
ظاہر ہوئے اور جسکو جسطرح سے پہونچا اُسکو طالب کر رہے ہین اب خیال کرو کہ متعدد
ذکرون شغلون فکرونکو ایک واحد نہین کر سکتا غرض تو مطلب برآری انصرام کار سے
ایسی حالتین ہین مرشد سے جس مرید کو ایک ذکر وشغل وفکر کی اجازت ملی وہ مرید باعتقاد
تام اُسیکا عامل ہو کر فیضیاب ہوا اور ایسا ہی ٹھیک ہے چنانچہ مرشد نے اپنے
دس مریدونکو ایک دوسرے کے خلاف ذکر وشغل وفکر جداگانہ یعنے کسیکو ذکر لا الہ الا اللہ
اور کسیکو ذکر الا اللہ اور کسیکو ذکر لا الہ الا ہو اور کسیکو ذکر حق بہتر ہوا اور کسیکو ذکر اللہ ہو
اور کسیکو ذکر ھو تعلیم کیا اور اسیطرح سے شغل وفکر کو بھی ساتھ ترکیبون جداگانہ کے بتا
دیا اور فرداً فرداً ہر ایک نے عمل کیا ہر واحد اُس عمل مفرد سے اپنے اپنے مقصد کو
پہونچ گیا یہ بات کچھ تعجب کی نہین ہے ایسا ہی سابق بھی ہوا اور اب بھی ہوتا ہے اور
آیندہ بھی ہوگا اسمین فقط شفقت اور اعتقاد اور استقلال اور آمادگی ساتھ بدرقہ
عشق صادق کے ضرور ہی الا مقدر بھی شرط ہے اور مقدر و مشیت اور منظوری اور
قبولیت مطلوب کی ہے ورنہ ہزار دن بے نصیب ہی پیر اور مرید دونون سے
کچھ نہو سکا اور واضح ہو کہ اس رسالہ مین تفصیل اذکار و اشغال و افکار وغیرہ ثبت

اختصار کیا ہے درصورت خواہش طالب کہیں نہ ہو نہایت شوق رکھتا ہو انکی
کتابوں کو تلاش کر کے اخذ کر سکتا ہے جیسا کہ شغل آفتاب و ماہتاب و شغل چراغ و دیا
و بالہ شغل قرص سیاہ و شغل توہمین ابرو اسی قبیل کی اور بہت ہین مگر یہ طریق شغل
سلطانا نصیرا اور طریق شغل سلطانا محمودا اور طریق سلطان الاذکار کہ چند طرح سے ہے
انکو اپنے موقع پر سالک چاہے تو کر سکیگا مگر یہ سب حالت ہین کہ طالب کا مرشد موجود ہے
کتاب کی ضرورت نہین اس سے حسب خواہش تعلیم لے اور سوائے اسکے بہت
شغل اور ذکر ہین کہان کیا کریگا غرضکہ ضرورت کے امور اسمین تحریر ہین ہان مگر
مبتدی کو جلسۂ عام منظر گرم بازاری واسطے قائم ہونے دل اور صفائی دل اور
بیعلاقہ ہونے خطرات دنیا سے بعض امور کہ جو تحریر ہوئی مرید کو سیکھنا بہتر ہے تاکہ کسی
طرح کی جھجک نہ رہے ان مقامات کے اکثر کو نزدیک تعلیم قبول کرنا ضرور ہے مبتدیونکو تاکہ
انکے خیالات سکون کر کے شفقت کو باقاعدہ اختیار کرین یعنے اول دل نیلوفری مقام
اسکا زیر ناف اور صورت اسکی مانند گل نیلوفر کے ہے اور تعلق اسکا نفس سے ہے
اور دوسرا دل صنوبری مقام اسکا زیر پستان اور روانکا متحرک اور شکل اسکی مثل گل صنوبر
اور تعلق اسکا ساتھ وسوسہ اور ذکر اور فکر و مراقبہ وغیرہ اور وہ گرے اعتقاد اور خیالات
ہر قسم کی ہے اور تیسرا دل عبہری مقام اسکا میان دو ابرو کے اور شکل مثل گل یاسمین
کے ہی اور رنگ اسکا زرد ہی اور وہی نور نگاہ کا منبع ہے اور صوفیہ ایسے مقام کو سلطانا
محمودہ کہتے ہین اور چوتھا دل مدوری ہے مقام اسکا ام الدماغ ہے مثل قرص
آفتاب رنگ اسکا مانند برق درخشندہ کے ہے اسیکو مقام عرش کہتے ہین
اور مقام انتہا بھی کہتے ہین ہرگاہ سالک بتصور پختہ اس مقام تک پہونچا اور مستقل

اور سنتا گوش سالک ایک آواز او نچی کہ اُس آواز کو اہل سلوک صوت سرمدی کہتے ہین
اور یہ مقام حقیقت معرفت کا ہے سالک کو بیچ استقام کے لازم ہے کہ جمیع حواس
خمسہ حسی بند کرے اور متوجہ بدماغ رہے اور مشتاق آواز کا ہو۔ اور چہ لطیفے
سلطان ہین کہ لطیفہ اول نفس لطیفہ دوسرا قلب لطیفہ تیسرا روح لطیفہ چوتھا سر لطیفہ
پانچوان خفی لطیفہ چھٹا اخفی چنانچہ مقام اول کا زیر ناف مقام دوسرے کا زیر پستان مقام
تیسرے کا قلب پاس مقام چوتھے کا روح مقام پانچوین کا پیشانی مابین دوابرو مقام
چھٹے کا اوپر ہے بیچ ہوا بیرون دائرہ جسد عنصری کے ہے اور اصل ہر لطیفہ کی عالم
امر سے ہے وہ یون ہے کہ اصل نفس کی قلب ہوا اور اصل روح کی ہوا ہی اور
اصل سر کی پانی ہے اور اصل خفی کی نار ہے اور اصل اخفا کی خاک ہو ہر گاہ کہ یہ
مقامات منکشف ہو گئے تو قلب نور ظاہر ہوگا اور نور روح سرخ اور نور سر سفید اور
نور خفی سیاہ نور اخفی سبز اور نور بحت صرف بیکیف کہ اُسکا کوئی رنگ نہین اُسی
بیرنگی کہتے ہین واللہ اعلم بحقائق الامور لکھا اور مقام جبرئیل بیچ دل کے مقام اسرافیل
بیچ روح کے اور مقام عزرائیل بیچ ناف اور مقام میکائیل بیچ دماغ کے اور یہ
چارون فرشتے ہر انسان کیا نبی جان کیا ولی کیا کافر کیا دیندار کیا سبکے علیحدہ
علیحدہ ہین اور یہ مسئلہ بس دقیق تر ہے سوا ے ذات عارف باللہ کے دوسرے کو
معلوم نہین اور یہ چار مقامات فقرا ہین کہانسے آئے جواب ہاہوت سے اور ہاہوت
بیچ لاہوت کے آیا ہین اور لاہوت سے بیچ جبروت کے اور جبروت سے بیچ
ناسوت کے پہونچا ہین اور ہاہوت خلوت خانہ ہے اور لاہوت ایک آشیانہ ہے
کہ بیچ اُسکے شاہ حسن نے ساتھ خودنمائی کے خود دم مارا اور دعوی الوہیت کا کیا اور

جبروت مقام ہے کہ جب اسکے شاہ حسن لاابالی نے وجود اپنے کو پایا اور اپنا شعور
اپنے ساتھ پیدا کی اور ملکوت دوسری جا ہے کہ وہان شاہ حسن شکوہ حسن اپنے کی
دیکھکر ساتھ مدح اور ثنا اپنی تہلیل و تسبیح کرتا ہے اور یہ وہی مقام ہے کہ جناب محمد کو
معراج مین آواز آئی تھی کہ مین نماز پڑھتا ہون اور ناسوت ایک ہنگامہ ہے کہ
ساتھ ظہور کثرت کے وہ اس عالم خلق مین ہر لباس مین خود نمودار ہوتا ہے تا آنکہ ہیجدہ
ہزار مخلوق اسکا ظہور ہوا اور وہ اس ہیجدہ ہزار مخلوق کے لباس مین طرح طرح
ساتھ جوش خروش کے اپنے کو دیکھتا ہے اور دوسرا دیکھنے والا نہین در حقیقت
وہ اپنے کو آپ ہی دیکھتا ہے اور وہ مقام نہ اوپر نہ نیچے ہے یہ سب طرز اسکی ہدیہ
ہین کہ جس ظہور کثرت بادشاہ ہے مین ہزار جگہ جتاتا ہون گر بات کھلی ہے ہر گز چھپ
سکتی نہین زبانسے نہ کہو تو کیا مگر دلو نمین سمجھو بوجھو اس مقام پر حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہین رباعیات

در ذات حق اندراج شان معروفست
شان چون صفتست و ذات حق موصوفست
این قاعدہ یاد دار کانجا کہ خداست
نے جزو نہ کل نہ ظرف نی مظروفست

ای در تو عیان تا بیانہا ہمہ ہیچ
پندار یقین ہا و گمانہا ہمہ ہیچ
از ذات تو مطلقا نشان نتوان داد
کانجا کہ توئی بود نشانہا ہمہ ہیچ

ہستی کہ ظہور میکند در ہمہ شئی
خواہی کہ بری بحال وے در ہمہ پی
او بر سر می حباب را بین کہ چسان
می وے بود اندر وی و وی در می می

یک لحظہ سر خویش بجیب اندر کش
وانگہ شوق از جمال غیب اندر کش
چون جلوہ آن جمال بیرون تو نیست
پا بہ دامان و سر بجیب اندر کش

در زندہ نجیب پوشی بہتر — در گشتہ عشق بستر پوشی بہتر

چون برزخ مقصود ثابت سخن — از گشت شیشہ با خموشی بہتر

اور البتہ موقع خیر محمد علیشاہ صاحب قادری کہ حضرت میرے پیر و مرشد تھے ہین وہ فرماتے تھے

اشفاقی دل صاف کو برداشت کہاں ہے — شیشہ کی جگہ نہین رہے باہر سے عیاں ہے

خیر گذشتم ازان وآمدم بر مطلب سالک کو اسکا لحاظ دریافت کرکے اعتقاد رکھنا ضرور ہے کہ مراد برزخ سے واسطہ مرشد ہے اور مراد ذات سے اسم ذات ہے یعنے اسکے خاطر مین موجود رہین اور مراد صفات سے صفات امہات ہین ہے اسکو اسطرحکی ساتھ لحاظ معنی کے جانے - یعنے سننے والا ساتھ قول میرے کے - اور دیکھنے والا ساتھ افعال میرے کے - اور جاننے والا ساتھ احوال میرے کے - اور کلام کرنیوالا ہے ساتھ میرے اور زندہ کرنیوالا ہے ہستی میری کو اور قدرت دینے والا ہے مجھکو - اور ارادہ قائم کرنیوالا ہے میرا - اور واضح ہو کہ بہتی انواع مراقبہ ہا دون ہین لیکن درحقیقت یہ ہے کہ جو سالک مراقبہ مکاشفہ وغیرہ طے کرتا ہے وہ بجائے خود شیخ محقق ہوگیا درویش ہونا وہ دوسری بات ہے یعنے جو سالک بعد محقق ہونیکے دلکو اپنے مثل سیماب ساکن کرلے مراد ساکن کرلینے سے یہی کہ تصرف کا دل رکھتا ہو اور نتیجہ اسکا یہ ہے کہ مشاہدہ نور تنزیہ کہ جسکو بیرنگی کا خطاب کرتے ہین بارادہ اپنے کیا کرتا ہو یہ صفت درویشی کی ہے - اور طریق ذکر نفی و اثبات ساتھ تفصیل بناسبت ان سات کی ہے یعنے قلب - فواد - روح - سر - نور - اکبر ہے اور یہ گیارہ کلمہ بھی ضرور خاطر گزار سالک کے رہنا چاہیے - ہوش در دم - نظر بر قدم - سفر در وطن - خلوت در انجمن - یادکرد - بازگشت - نگاہداشت - یادداشت - وقوف زمانی

وقوف عددی - وقوف قلبی - تعریف ان گیارہ کلموں کی دوسری کتابوں میں ملاحظہ
کرلو اور دنیا ہی تنزلات ستہ کی تفصیل و تفریق دوسری کتب ستہ واضح ہو گی
وہ یہ ہیں تعینیت - وحدت - الوہیت - ارواح - مثال - اجسام - اور یہ خلاصہ رسالہ
سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ سے کہ بیچ بیان ان چھ مراتب کے اصطلاح اہل تصوف
اس نام سے پکارتے ہیں ہاہوت لاہوت جبروت ملکوت ناسوت
مختصر یہ کہ مراد ہاہوت سے مرتبہ ذات کا ہے اور لاہوت سے تعین اول کی
مراد ہے اور لاہوت سے تعین ثانی کی مراد ہے اور جبروت سے جوہر اول کی
مراد ہے اور ملکوت سے عالم ارواح و عالم مثال کی مراد ہے اور ناسوت سے عالم
ملک و شہادت کی مراد ہے اور ہاہوت سے ذات احدیت کہ اسکو ذات بحت
کہتے ہیں بیرنگی ہے اور لاہوت حقیقت محمدی و وحدت عالم برزخ البرازخ و وحدت
ذات ہے اور لاہوت واحدیت و حقیقت انسانی و الوہیت و ربوبیت ہے کہ
ایک دوسرے سے فرق کرتے ہیں جبروت عالم ظہور جوہر اول و عقل اول و روح
اعظم عبارت اس سے ہے بیچ اس مرتبہ کے حضرت حق و علم مطلق و صور اقدسی
عالم صفات کہتے ہیں کہ تعین اول سے تا مرتبہ ربوبیت ہے اور ملکوت جوہر اول
و عالم ارواح و عالم مثال عبارت ہے ارواح انسانی و ملکی علوی و سفلی سے
اور یہ عالم مرکز ہے عناصر لطیف سے اور ناسوت عالم حس و شہادت ہے کہ عرش
رحمن سے مرکز خاک تک اور اسکو عالم کون و فساد کہتے ہیں پس جو کچھ کہ بیچ ذات
معدن صفات حضرت خالق کائنات کی مخفی اور جمع تھا وہ بیچ اک مرتبہ کی سبکو
بقدرت اپنی عیان کیا اور یہ بھی واضح ہو کہ اکثر بزرگ اس مقدمہ مراتب تنزلیت

ستہ مین بہت اختلاف فرماتے ہین مگر طالب کو عمل غلبہ پر کرنا ضرور ہے شرح اُسکی
دوسری کتب سے واضح ہوجائیگا اور کچھ شرح اسکی مولانا عبد العلی نے بھی اپنے
رسالہ تشرات ستہ مین لکھے ہین - اور ضرور ہے کہ سالک شائق ان چھ پر قادر
ہوجاوے اور قادر ہونا موقوف ہے اوپر محنت اور مشقت و ریاضت و ستعدی و
استقلال طالب کے وہ یہ ہین اول مجاہدہ دوسرے مراقبہ تیسرے مشاہدہ چوتھے
محاربہ پانچوین محاسبہ چھٹے مواعظہ اس معنی مختصر سے مجاہدہ وہ ہے کہ طالب اپنے
اوپر محنت اور ریاضت شاقہ گوارا کرے کہ بھی تخم محبت ہے اور مراقبہ وہ ہے
کہ نگہبانی دل طالب کی کرے اُسکے باون قسم ہین شرح اور ترکیب اسکی دوسری
کتابون سے منکشف ہوگی اور مشاہدہ وہ ہے کہ سالک اس مشاہدہ آئینہ حق کا
اور بعد تکمیل اس تصور کے اپنا آئینہ حق کو جانے اور حق کا آئینہ اپنے کو جانے
اور محاربہ وہ ہے کہ طالب اپنے گناہون پر نادم ہو اور استغفار کرے گناہ صغیرہ
اور کبیرہ سے پھر کبھی اُن گناہون کا پیرو نہو اور محاسبہ وہ ہے عمل نیک اور بد کو
شمار کرے اور میزان عقل سے تولے اور ظاہرا کوئی بات خلاف شریعت کی نکرے
تاکہ صحبت جلسہ اہل دنیا طالب سے نفرت اور گریز اور طعنہ زنی نکرے کہ وہ دوسرے
لوگ بیفائدہ کی محبت پیش کرکے اوقات طالب خراب وضائع کرینگے اور اُنکے ادا کے
جواب مین طالب کو اُلجھنا پڑیگا کہ اُس سے اپنی عبادت مین ہرج اور ضرر پہونچیگا کہ
اس ضرر اور ہرج سے جمعیت خاطر طالب کی منتشر ہوگی ایسے موقع پر ہمنشینان ظاہر کے
ساتھ آشتی اور اتفاق ضرور ہے اور مواعظہ وہ ہے کہ طالب اپنے نفس کو وعظ
اور نصیحت کرے ساتھ ضبط یاد مطلوب کے مع ذکر اور شغل اور فکر کے جبکہ طالب ان

سب اتو پیر قادر ہو چکا پھر اور منازل کا طے کرنا طالب کو اور نقطہ کا نکتہ بتانا مرشد کو
سہل اور ضرور رہا اب اسصورت مین مرید بیدھڑک بقوت تام عشق صادقہ سے بخوبی
اپنے مقصد سے فائز ہوگا اور جبکہ طالب اپنی ذات سے بتوجہ پیر ایسا بنگیا تو یہ خود
آپ اپنا پیر ہو گیا کہ جو کچھ سالک پہلے اسکے کر چکا تھا گویا وہ تعلیم مثل مدرسہ ملا کے تھی
اور دستور ہے کہ مدرسہ مین کسیکو تحصیل کامل ہو جاتی ہے اور کوئی ناقص رہتا ہے
چنانچہ مدارس صوفیہ مین لاکھون ہین نا قابل رہے وہزارون قابل بھی ہو گئے
کہ اکثر پیرونسے مدارج اُن کے بڑھ گئے ویسا ہی اب بھی ہے اور پیر کی تو یہی خواہش
رہتی ہے کہ مرید میرا مجھسے بہتر ہو مگر جسکو خدا چاہے سوا اسکے مرید مستعد بھی پیر کو
کم ملتے ہین سستی اور کاہلی اور تساہلی اور آرام کو دخل دیتے ہین ایسا خیال
عزیزو بکار آمد نہین ہوتا آیہ کریمہ ہے تلک الایام ندا ولھا بین الناس
اور حقیر کے شفیق و مہربان حکیم محمد یعقوب اعجاز یہ فرماتے ہین رباعی

ہوتا ہے کبھی کا بڑا اور کبھی کی رات		دستور یہ سلف سے ہی لیل ونہار کا
کل پر نہو آج ہی کر لے جو ہو سکے		کیا اعتبار زندگی مستعار کا

فی زمانہ طالبونکو بہت غفلت ہے نا قابلونکا بازار موجود ہے دیکھ لو اگر میرے کلام
باور نہین تو مجھے سناؤ دکھاؤ بتاؤ کہ کون کون ہین کہ جنھون نے مستعد ہو کر کیا
اور وہ کامل ہو گئے ہان البتہ الٰہی بات یہ ہے کہ جنھوات کچھ نکیا ہو اور وہ سب
کچھ ہو گئے برادرمن وہ ایسے مدرسہ واقف بین نہین تھے اُنکا دل ہی من جانب اللہ
مدرسہ تھا کہ جسکا معلم عشق ہوا وہان مرشد کا کچھ دخل نہین وہ فیض وہبی کہلاتا ہے
صدہا کو ایسا بھی ہوا ہے وہ عنایت ایزدی ہے مگر ان طلبا کو جو بیعت مرشد سے

کرتے ہین کسب درکار ہے کہ حسب فرمان مرشد کے عمل کرین مگر تاہم عشق جبلت
ہونا ضرور ہے چاہیے کہ طالب کسی بدرقہ عشق سے مطلوب کو ڈھونڈھے جبکہ طالب عشق کو
اپنا یار بنائے تو مطلوب حقیقی کو پائے شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمن فرماتے ہین

سعد یا کنگرۂ عشق بلند است بلند	تا زسر پانکنی پائے تو انجا نرسد

واضح ہو کہ جس طالب کو جو کچھ ضرورت غیر درج اس کتاب پیش ہو حسب خواہش و شوق
کتابوں سابق سے خود تلاش کرکے اخذ کرلے وہ باتین اس قبیل کی کہ جیسا چند
نمازین طلب حاجت کی حسب موقع و ضرورت معین ہین واور اصطلاحات صوفیا اور
طریق اربعین یعنے چلہ وبیان مانع راہ سلوک و اسکے دفع کی ترکیب اور تکبیر عاشقان
اور ختم خواجگان وطریق نماز استخارہ وطریق صلواۃ کن فیکون اور طریق صلواۃ
معکوس اور طریق حصول زیارت جمال مبارک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور
طریق کشف وقائع آیندہ اور طریق پانی نسبت اہل اللہ کا اور طریق ظاہر ہونے
خطرہ اور اسکے دفعیہ کا وطریق سلب مرض کا اور سب قسم کے مراقبونکا اور ذکر حاجات
اور ذکر کشف روح اور ذکر حاجت روائی اور طریق کشف ارواح ملائکہ اور روحانیات
سائر اولیاء اللہ کا واوتاد و ابدال وغیرہم اور ذکر شفاء مریض اور ذکر حل امور
مشکلہ اور کیفیت دریافت انوار وانکشاف آثار محمودہ و مذمومہ اور سوائے اسکے
جو طالب کو ضرورت ہو مثلاً بنائے عالم ایجاد مرتبہ اول لاتعین اطلاق ذات بحت و
مرتبہ دوم تعین اول ومرتبہ سوم تعین ثانی ومرتبہ چہارم مدارج ارواح اور یہ جو تجلیہ
عبارت ہی اشیاء کونیہ مجرد وبسیط سے سابق کی کتابونمین مفصل مرشدان طریقت نے
سب کچھ لکھدیا ہے طالب معائنہ کرلے اور یہ لحاظ فرماؤ کہ اس رسالہ مختصر مین تکرار

تھی واتہامات مین اکثر تفرقہ پریشانی کثرت فراق سے پیدا ہوتا ہے پس اسکی ارتفاع
واسطے جلسہ سماع مناسب جانا اور یہ تو خاص اور عام کو تحقیق ہو چکا کہ جب روح
قالب آدم مین نہ آتی تھی تو فرشتو نکو ارشاد ہوا کہ لحن پاکیزہ مین مصروف ہو چنانچہ
ارشاد رب الارباب کی وہ ساتھ ان الفاظ کے مصروف یا ہو یا ہو یا من ہو لیس
سواہ الا ہو اگر یہ اعتراض کرے کہ کیا اسوقت پہلے آدم کے فرشتونکی زبان عربی تھی
نہین اون فرشتونکی گویائی سے ان الفاظونکے معنی اور مطلب سے مراد ہے اسوقتمین
کس قسم کی بھی زبان فرشتونکی ہو چنانچہ اس بنا پر حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ یہ
رباعی فرماتے ہین

آن روز کہ روح پاک آدم بیدن	از بیم گنہ نمیشدے اندر تن
گفتند ملایکان بہ لحن داؤد	در تن در تن درآ درا در تن

اور درحقیقت کہ سماع ذوق وشوق کو بڑھاتا ہے اور مسافر عشق کو منزل پہونچاتا
اور سبع سنابل کے سنبلہ ہفتم مین مقام سیزدہم مین جو قصہ شیخ ابواحمد چشتی اور فیضیل
تلی کا ساتھ صراحت کی اور حکایت فرمانا جناب رسول اللہ کا درباب جواز سماع
عالم خواب مین تحریر کرو کہ کیا ہے اور مولانا محمد عبد اللہ شاہ قادری چشتی صابری اپنے
رسالہ شراب معرفتین نہایت شرح وبسط سے بحوالہ کتب بعید سماع کا کہ بت حدیثین
حلت اور حرمت کی مشکوۃ شریف مین متعارض وارد ہوئین انسے او ر کتابون نفحات
الانس اور مکتوبات قدوسی عبد القدوس گنگوہی سے اور امام غزالی کیمیاے سعادت
اور امام شافعی کتاب سراج السالکین سے اور کتاب نغمہ عشاق مفتی محمد نور اللہ
بچھراونی سے اور کتاب طنطنہ صابری مولوی عمر صاحب سے اور مولوی نعمۃ اللہ

نسائی رحمۃ اللہ علیہ سے لکھے ہین کہ سماع العارفین فرض وسماع الطالبین سنۃ وسماع المتوفلین بدعۃ نہایت خوبی سے کہا ہے کہ کتب مرقومہ بالا کو ملاحظہ کرو اور سب حضرات صوفیہ اپنا دین ومذہب کل مذاہب ظاہر سے علیحدہ سمجھکر اسکی پیروی کرتے ہین انکو دوسرے کسی سے کچھ بحث نہین بلکہ انکا یہ مقولہ ہے کہ ہماری دین کے شجر کی شاخین دوسرے مذاہب الوہیہ پر سایہ گستر ہین بلکہ یہانتک نشان دہی کرتے ہین کہ جب ہمارے یہانکے شاخ نکلا پیوند دوسرونکے دین اشجار مین پیوند دیا جاتا ہے تو اچھا ثمر آتا ہے کہ ہر ہر مذہب مین صوفی ہین اگر بینائی ہے تو چشم دل سے دیکھ لو اور یہ دونون آنکھین ظاہر کی ایسی ہین کہ جو روا اور نا روا دونون دکھائی دیتے ہین اور چشم باطنی دل کے وہ ہے کہ ماسواہ اللہ کے کچھ نہین معلوم ہوتا اصل یہ ہے کہ جسکو جیسا اعتقاد دیا اسکو توشہ معاد مولانا مولوی محمد عبد اللہ شاہ صاحب شوری عاشق صادق کہ جنکو نہ خوشی بہشت اور نہ غم دوزخ ہے اپنی ذات کو مطلوب محبوب کی رضا پہ چھوڑا وہ بحالت جذبہ مثنوی فرمائی ہے

پلا ساقی مئی عشرت پسندان	نشاط افزائی گلرنگ چندان
کہ کھینچون یک نشید عاشقانہ	کرون آغاز آہنگ ترانہ
سناؤن نغمہ ہائے وحشت انگیز	سرود عشق افزا و جنون خیز
بشور بربط وچنگ وچغانہ	برآسائیم زغوغائے زمانہ
بناؤن استخوان جسم کا ساز	ملاؤن نغمہائے دلکی آواز
کرون مین قصہ ہجران حکایت	بتقریبائے فرقت کی شکایت
کرون مانند سوسیقار فریاد	کہ عقل وہوش ہووین جس سے برباد
سناؤن لحن داؤدی کی آہنگ	کہ جس سے موم ہووے آہن وسنگ

...انسان سنکر وجد مین آئیں		وحوش وطیر سنکر جمع ہوجائیں
...ہی سے جسطرح ناقہ بیہوش		اسیصورت سے ہو انسان مدہوش

اور ظاہر ہی کہ زمانہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم سے آجتک کسی عورت نے پیش نمازی بیٹھے امامت نہین کی کہ شرعاً جائز نہین ہے اور بہی کسی ولیہ طائفہ النسا سے سلسلہ بیعت بہی جاری نہین ہوا اور اتبک اسقدر طائفہ النساء سے ولیہ کاملہ ہوئی ہین فہرست اسماے ولیہ طائفۃ النساء - ماموںہ مادر اویس قرنی ملک یمن فیض وہبی - حضرت رابعہ بصری - ابار از اہل بیت المقدس - مریم بصریہ - ریحانہ بصری - معاذہ از اقران رابعہ بصری ادویہ - غفیرۃ العابدہ از بصرہ - شعوانہ از اہل عجم - کردیہ از بصرہ - حفصہ بنت سیرین خواہر خواجہ محمد سیرین رابعہ شامیہ زوجہ احمد بن ابو الحواری حکیمہ دمشقی از سادات شام - ام الحسان از زہاد اہل کوفہ - فاطمہ نیشاپوری از قدماے خراسان بودہ است - زیتونہ نام دی فاطمہ - فاطمہ البروعیہ عربی - ام علی زوجہ محمد خضرویہ - ام محمد والدہ الشیخ ابو عبداللہ بن خفیف - فاطمہ بنت ابی بکر الکتانی دقصہ عربی حضرت خدیجہ واعظہ و ذی عمہ والدہ ماجد و شیخ عبد القادر جیلانی - تلمیذ بنیری - تحفہ سقطی - بیبکہ دختر کعب عربی - فاطمہ بنت المثنی - امرہ مصریہ آخری - امرہ اصفہانیہ - امرہ فارسیہ - امرہ مجہولہ وہم ذوالنون گویند - اسارہ خوارزمیہ - جارجلبیلہ - جاریہ سوڈانیہ - جاریہ مجہولہ - بی بی فاطمہ شام بی بی ناج - بی بی تاج - بی بی حور - بی بی نور - بی بی گوہر - بی بی شہباز بی بی جوہری - بی بی ستورہ - بی کسلی مجذوبہ از دہلی - بوڑکی بی مجذوبہ از حیدرآباد دکن + اور مخفی نہین یہ بات مثل آفتاب روشن ہی کہ ابتداے طریقہ

سلامت روی کا پابندی شرع شریف کی بہت خوب اور بہتر ہے کہ اس خترا دست بگڑ
بن جاتا ہے ٹیڑھا سیدھا ہو جاتا ہے کہ جیسا میل آلو دکپڑا صابون سے صاف ہو جاتا ہے
یا کہ جیسا آتش سے جلکر سفال پاک ہو جاتا ہے کہ جیسا کہ غسل پانی سے دیا تو نجاست قسم
ہو جاتی ہے یا کہ جیسا شورہ نوشادر ڈالنے سے چاندی سونا نکہر کر میل سے خالص
رہجاتا ہے یہ شرع وہ چیز ہے اگر کوئی شخص کعبہ کی طرف دھوکے سے بھی نہین گرا اور
پابند صوم وصلواۃ ومنہیات شرع شریف پر نہین تو وہ طریقت مین قبول نہ ہوگا
کہ ابتدا اُسنے رکن اسلام کا ارادہ سے ترک کیا تو وہ مسلمان نہ ہوا وہ ملت
مصطفوی سے علیحدہ رہا ایسے شخص سے ہمین کچھ بحث نہین خواہ کوئی میرا عزیز ہو
یا بعید مرشدان طریقت انپر توجہ نہین کرتے کسواسطے کہ دین انبیا کے چار حکم ہین
شریعت طریقت حقیقت معرفت جب کسینے ایک حکم کو گرا دیا تو وہ تین حکم کام مین
نہین آتے اور جبکہ چارون حکم برابر ہوے تو سافر گرتے پڑتے اُترتے چڑہتے ان
کمھونکی آسرا اور سایہ مین بام حدم پر سا تھ ایشہ توشۂ اعمال دنیا کے بدرقہ ہمراہ
عشق اور ہدایت مرشد سے بڑی بیلے حال کسی تکیہ طرح سے پہونچ جاکر جو مزرعہ اس
عالم مین لگایا تھا اُس زراعت کو باطنین دیکھ لیگا دوزخ یا بہشت یا دونون کی نا
یا کوئی تیسری حیرت بیرنگی ہو کیفیت اُسکی معلوم ہوگی اور جو دیوانی ذلیل خوار دنیا دین
دونون سے بیخبر رات دن اپنے تصور مین گرفتار عاشق اللہ کے ہین اُنکی خیالی کار روا
ہی شب و روز انکین آرام نین بہشت اور دوزخ سے اُنکو کام نہین نہ اُنکو مرشد سے
غرض اور نہ مرید سے واسطے اُنکا مرشد عشق ہی اُنکا مرید دل ہی اُنکی دیوانی منزل ہی
ظاہر مین جسکا کچھ حظ اور نشاط نہین وہ تصور پختہ سے زمین سے اُچھلے ایک فن میز

آسمان پر پہونچے آسمانسے کو دے صفحہ زمین پر قدم مارا چشم زدن مین جو چاہا کیا و
شیر صفت ڈکارتے ہین سامنے اُنکی کوئی دم نہین مارتے وہ عاشق آبادانی خواہ
پہاڑون یا جنگلون مین سرجھکائے مشاہدہ محبوب مین پڑے ہین شب و روز
دنیا مافیہا سے مطلق بیخبر نہ انکا ہوش نہ لبستر پر نظر اُنکو تجلی مطلوب نے اسدرجہ گھیر لیا
کہ جیسا بیل عشق پیچان کسی درخت کو لپیٹ لیتی ہو اُنکا یہ حال بھی از سرتاپا یومین
وصال ہو اب زبان کو بندہ لال و لبس - آور بعض کا اعتقاد ہو کہ منازل کوئی
الٰہیات مقدسہ وحدت مین مجذوب کا قدم بڑھا ہوا ہے اور اکثر کا قول یہ ہے کہ
سالک عاشق صادق کا قدم بڑھا ہوا ہے اب مناظرہ دلچسپ مجذوب اور سالک کا
بگوش ہوش دربار عشق مین اور فیصلہ کرنا حضرت عشق میر دربار کا سُنیے اسطرح سے ہو

فریق اول	فریق ثانی
قلم وکیل مجذوب کہ مقام سکر و فنا مین اور بعد فنا بقا مین نہ پہونچا ہو	شمع وکیل سالک کہ سلوک مین قید سے ساتھ اطلاق کے جاوے یعنے ممکن سے ساتھ واجب کے ممکن ہو۔

دعوی ہمسری مقابل ایکدوسرے کا

چنانچہ وکیل فریقین دربار عشق عدیم النظیر مین واسطے اظہار دعوی بامید دادخواہی
اپنی اپنی کے دونون باہم سرشام کہ دن کی سفیدی اور رات کی سیاہی دست
گریبان ہو رہی تھی حاضر آئے حسب دستور ناظر دربار نے اظہار نویس کو حکم دیا کہ
وکلا سے فریقین کے اظہار لیکر مثل مرتب کرو باہم دونون نے بیان کیا کہ ایک
مقابل دوسرے کے دعوی ہمسری کرتا ہے ہر واحد اپنی اپنی لاف زنی پہ مرتا ہو پیشنگی

اظہار [illegible] قصہ الفت [illegible] کہ تم باہم صلح کر لو جواب دیا کہ باخود با صلح محال ہے
[illegible] میں نہ آیا در حقیقت کہ بلندی او پستی کی [illegible]
[illegible] غور فرما وے جبکہ فریقین نفسانیت کی تابع
[illegible] صلح کا کیا اجارہ ہے اگر ان میں مصالحت ہو جاتی تو اس دربار [illegible]
[illegible] ہر فریق اپنی اپنی کامیابی کی سمت چاہتا ہے اس غرض سے
[illegible] کا اتفاق ہوا ہے [illegible] مگر اظہار [illegible] قلم آبنوس دستار [illegible]
[illegible] کی دوات میں سیاہی [illegible] طور کر لیا [illegible]
[illegible] دیا اور دربار میں پھر [illegible] آج تحویل آفتاب برج حمل میں ہے
[illegible] قلم [illegible] بیان کیا کہ [illegible]
[illegible] قدرت لوح محفوظ پر لکھ چکا ظاہر کرتا [illegible] ان [illegible] میں ایک
[illegible]
[illegible]
[illegible] سا [illegible]
[illegible] کی شان ہے وہ اس کی [illegible]
[illegible] اپنی [illegible] کا مقام ہے [illegible] اپنی [illegible]
[illegible] کیا آبادی ہر خاص و عام میں میرا [illegible] ہے [illegible] نمائش گاہ ہے
[illegible] میری [illegible] ظلمت [illegible] میرے مقابل قلم کی کیا قدرت ہے [illegible] شخص
[illegible] وہ مستحق ندامت ہے [illegible] عالم میں فیض میرا جاری [illegible]
[illegible] قلم دو زبان میرے سامنے [illegible] کیا مجال [illegible]

خام خیال ہے وہ میری روشنی میں نگون رہتا ہے اسکا [illegible] ہوا بتاتا ہے
غور فرماؤ کہ جہان میں ایک زبان کا اعتبار [illegible] نا ہموار [illegible]
[illegible] خوار ہے لحاظ ہو کہ رہنمائی کی خدمت مجھے حاصل مقام میرا ہر طالب کا [illegible]
[illegible] سے کسکو زحمت نہ پہونچے جو آچکا بھاگے صاحب مقام کو میری روشنی سے
[illegible] راحت ہو۔ یہ سنکر قلم مجذوب جواب گزارش کرتا ہے کہ حضور اگر [illegible]
[illegible] میں ظلمت عدم کی انتہا نہ پاوین اسکو لحاظ ضرور ادب کا [illegible]
اسم النور ہے کہ ظلمت عدم سے نور کا ظہور ہے بے ادبی اولاد اسکو [illegible]
احسان فراموشی کر رہی ہے [illegible]
[illegible] وہ کھل کھل کر تحلیل ہو [illegible] ہوتی ہے
[illegible] اسکو [illegible] اسکے حلقوم میں [illegible]
[illegible] اسکا جسم کے ساتھ جکڑ نابود ہوجاتا ہے یہ الکھا ہوا کام آتا ہے [illegible]
شمع سا [illegible] جواب عرض کیا کہ حضور والا عالم ظلمت میں پہلے [illegible] ظلمت کو
تمیز نہ تھی کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں اور کیسے ہوں میری روشنی کے سبب
ظلمت اپنی ذات کو جانا پہچانا کہ میں ہوں وہ خالق ہے یہ غیر ہے اور روشن
[illegible] اور وہ بیگانہ [illegible] اور وہ تنہا نہ ہے میرے سبب
[illegible] اب وہی دید میری رقیب ہوئی غور فرماؤ کہ ظلمت کو
[illegible] روانی قلم تو نا [illegible] ۔ یہ سنکر قلم [illegible] جواب الجواب عاجز ہوگیا
[illegible] ہوں عالم کے ہاتھ کا عزیز ہوں لوح محفوظ پر میری روانی کہ
[illegible] انکشاف ضمیر یزدانی ہے اس شمع بیہودہ کی ہٹ دھرمی بیجا گرمی ہے [illegible]

شہر تشویش افزا [illegible] ظلمات مین فکر اثبات کا رافع شبہات ہون مین
سیہ پراستہ دل [illegible] رنگ کا غبار سینۂ نیلم کا افتخار ہون اور مین زحل کا
سروار [illegible] سیاہی رونق کا مددگار رہون مین تخجل بنفشہ اور سوسن مین شب
بیدار [illegible] عبادت ریاضت کا سعدن ہون اور اکثر موقع پر راہزن ہون بسبب
[illegible] سلوک سے [illegible] اور [illegible] الجواب عرض کیا کہ اے
سپہر سفعت کائنات بس یہی خطا [illegible] فریق اول کا قابل دار و گیر ہے کہ شب بیدار
بیچارہ انکا اور زاہد و عابد و فقیر ہے اگر وہ رہزن مانع حال ان بد اعمالون کا ہوا تو وہی
کار روائی انکی قوت بصری کی تھی نابود ہوئی کہ ایسے حیلہ سے پروردگار انہون کا
رزق رسان ہے اور زاہد و عابد و فقیر مقام قیام سے دور لیجا کر اپنا اپنا کام
کرتے تھے سبب ظلمات سے تجلی نور کی مسدود ہوئی وہ نیک ترین سے معطل
رہی بیچارون کی طلب اور عبادت مین بڑا نقصان آیا تو غرض بجز ضرر کے کسی فریق نے
نفع نہ پایا اور جس لکھنے پر کہ قلم کو اغماض ہے کوئی بغیر روشنی کے لکھ نہین سکتا
اور کوئی بغیر میری روشنی کے اس لکھے کو پڑھ نہین سکتا وہ دعوی اسکا محض
بیکار بہر کام کا اور مین صبح زنگ آئینہ دار ساکنان ملا الاعلی میری تجلی سے
سرشار مین سبکی نور نگاہ کی مجلس آب الماس کی انیس مین تجلی افروز آبحیات
زیبندہ قند و نبات مین مروارید کی آب و تاب مردمک دید کی ہمکنار سفیدی
حلقۂ چشم مجھے دو چار قلم حبشی بچہ ہمدوش سنگ ختن مین غیرت نسترین و
نسترن وہ پردہ ظلمت مین پنہان اور مین ہر قلب فانوس مین جلوہ کنان وہ سیاہ رو
دھوان دھار مین تجلی طور موسی کی یادگار وہ سکر مین چور بدست بے خبر مین

شاہد الست پیش نظر وہ جذب شوق سے لطف تنزل پر اٹکتا ہے جبتک مین سالک
رہنما اسکی نہون وہ راہ بھٹکتا ہے۔ غرض فریقین کے سوال وجواب
اظہار نویس نے لکھکر مناظرہ ہذا کا یہ خلاصہ لکھا کہ نہ قلم کی بقا ہے اور نہ شمع کی فنا ہے
نگہبان دیکھنا کہ دونون کے دلونکا ناخدا عشق کا یار ہے تو بجز فیض وہبی سے بیڑا پار ہے
مثل مقدمہ تیار ہے واسطے حکم قطعی کے آپکی جناب عشق پیر دربار کا اختیار ہے پسکر
پیر دربار نے فریقین کو سامنے بلا مثل منگا کر دونونکا دعوی دیکھ سن لیا شمع کو جانب
مشرق بحوالات آفتاب اور قلم کو طرف مغرب بحوالات زحل کھڑا کرکے اور بیچ مین چادر کا
پردہ درمیان کرکے حضرت پیر نے تبسم فرماکر یون فہمائش وکلاے فریقین کی کردیے ہین
کہ تم مجھکو دونون پیارے ہو الا ہم بے نیاز لاپرواہ ایک کو بگاڑتے اور دوسرےکو سنوارتے
ایک کو اندھے کنوئین مین گراتے دوسرےکو بام فلک پر چڑھاتے ہین ایک کو پاس بٹھاتے
دوسرےکو غمزہ دکھاتے ہین ایک کو رولاتے دوسرےکو ہنساتے ہین ایک کو غفلت سے جگاتے
دوسرےکو راحت سے سلاتے ہین ایک کو وصل کا انتظار دوسرا بھٹکتا ہے کسیکو پاس
بلاتے ہم پاس کسیکے خود جاتے ہین ایک کو آنکھ دکھاتے دوسرےکو سینہ سے لگاتے ہین
ایک کو خوار کرتے دوسرےکو پیار کرتے ہین ایک کا مقام فصل دوسرےکو موقع وصل ہے
ایک بُعد سے رنجور دوسرا دید سے مسرور ہے ایک غائب دوسرا حاضر ہم دونونکو
ناظر یہ سب پوشیدہ راز اور دونون سے سازباز یہ عاشق و معشوق کا تازہ نیاز ہے
گل گشت کائنات مین لیل ونہار سیاہ اور سفید کی بہار حیات مستعار مین ہر کسیکو
انتظار ہی درباب اطاعت نشان ہمسری تم دونونکا غلط اظہار ہے۔ حکم قطعی سنو
میرے ہاتھ سبکی تدبیر اور تقدیر ہے غرض اسوقت بجنبہ میزان عمل مین تم دونون کو

دعوی کو تولا تو سیاہی مردمک اور سفیدی حلقہ چشم دونوکو ہم پلہ پایا اب وکلا سے فریقین رخصت سیاہان عدم مین آخری دربار کی صحبت ہی اس روز تجویز ثانی مین نتیجہ دونونکے دعوی کا کھل جائیگا ہر ایک عوض اپنی مشقت کا پائیگا ۔ یہ حکم میر کا سنکر وکلائے فریقین نے متفق اللفظ عرض کیا کہ آپکی ذات بی نیاز ہے گو کہ چھپا ہے رازِ عالم کیسی عزت کہ دوسری صحبت پر تجویز ثانی قرار پائی اس صورت مین ہمکو اُنکا شمار گذرے سے ہم ایسے یہان نہین رہتے اور نہ وہان تو جاتے اشیا نہ بیاد ریسیان دو عدم کے بتاتے ہین واہ بقولیکہ صلاح نشد بباشد اب ہم فیصلہ اپنا خود کر لینگے دیکھ دخل نہ دینگے میر صاحب سلام لو ہم جاتے ہین آپکیون آنکھ چرا کر غریبونکا دل کھاتے ہین یہ سنکر میر نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا سپیدی سحر نمود ہوتی ہے قلم منھ کے بل گر گیا اور شمع خاموش ہو گئی میر نے بچشم خود دیکھا کہ قلم کی تاب اور شمع کی آب دونون میان دو عدم کے اپنے اپنے مقام پر پہونچکر تحلیل ہو گئین ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون تقریظ ادیب فراعیان عبارت و انشا ۔ نبض شناس عبارت و املا شمع کاشانہ فراست و دانائی شجرہ سینائے فرہنگ روشنائی سیاہ اشعار ۔ روح افکار طبع نہاد بطون فی کادستا بابرہ ۔ نتیجہ اتصال خیال و تکثرت باکرہ ۔ مصداق ع سخن گفتن و بکر جان سفتن است نسیم سحرگاہ اختصاص ۔ سجادہ نشین محراب بارگاہ اخلاص ۔ مرزا ناطق صاحب بکمال تسطیر آمیزش خوش الحان عندلیبے کہ بر شاخسار گلبن ترانہ سازی ۔ و رنگین نوا بلبلے کہ در چمنستان شوق نغمہ پردازی کند بساطش ممدو دیست مستقی المحامد کہ بہ سیر و تماشای ہر رکھنے پردہ باند پرورش نیا ورده ۔ بستہ کہ از گل زمین بہمہ بر آمد ۔ حاشا کہ جز بکلام بلیغ ہولب کشا بد ۔ بہ شد کہ بر شاخ گل شگفتہ گردد ۔ کجا دہان خود را بہ تحسین شعر

بانگ غلغلهٔ چنین غلغله ذکر وان من شیء الا یسبح بحمده بسوامع ساکنان صوامع
ملکوت در انداخته و زمزمهٔ [illegible] گلشن نواے اذکارش بلند ساخته از
عقیقهٔ عشق و زلزلهٔ لقلق ؛ اند ز زره زره ز ز نور و زمزمه [illegible] پیداست
که در ذکرش هستند. نواگر شان دم در بستان استماع و در شور لمراقبه
عشقش بر تر از قیاس منست ؛ عاجزانه قربان میکند بر لب حجت لنغمه لا اله الا هو ؛
عشق را داد کار فرمائی ؛ حسن را داد جلوه پیرائی ؛ جواهر زواهر نعوت نکاثره و
مثالیه نثار کریاس گردون مماس سید الانامی است افضل التحیة والثنا که طیب
شیرین شور از نمل انا افصح انگیخته. و بمحض شکرین نمک در جگر انا ملیح ریخته
صلی الله علیه و علی آله و اصحابه و سلم. لمراقبه شاهنشه مسند نبوت گنجینهٔ فضل و
کان رحمت ؛ ختم رسل و شفیع عالم ؛ ظل کرمش پناه آدم ؛ خود گشت بحسنش
آئینه پاک ؛ لولاک لما خلقت الافلاک ؛ سلطان رسل پناه دارین ؛
سر بر خط اوست جمله کونین ؛ گنجینه‌گشاے فیض سرمد ؛ او بر همه محرمان سرآمد
دریاے رموز لی مع الله ؛ سر خیل مقربان درگاه ؛ گنجور خزانهٔ آلهی ؛ اندر کف ما
کلید شاهی ؛ اما بعد جوهریان رسته بازار معانی را صلا ؛ و صیرفیان دار العیار
سخندانی را مژده باد. که درین زمان نصرت توامان خدیو گیتی ستان. سیف
مسلول بازوی کشور کشائی صمصام مصمم معرکهٔ فرمان روائی. نقش خاتم اقبال
آب گوهر اجلال. آصف سلیمان صولت. خاقان جمشید مرتبت. فلاطون فطنت
سکندر دربار. فریدون فر کاوس کوس. سیاوش وش. تهمتن تن. منوچهر چهر
خورشید شید. عطارد قلم. [illegible] مشیم. خورشید کمال. ماه جلال. کیوان ایوان

بهرام پاسبان - عرش خرگاه - فلک بارگاه - نواب محبوب علیخان بهادر
نظام الملک آصفجاه - ابد الله ظلالهم ابداً آنکه بجلوس مرتبتش اگر آسمان را زمین [illegible]
فلک را افتخار است - و بدریا بخشی دست بخشایش اگر دریا را قطره شمارند امید که [illegible]
لراقمه زهی کریم نهادیکه روز بذل نماند به کان و معدن و دریا یکی نهان گوهر
تو از برای دو عالم چو قرة العینی به چشم آنکه بود و جگر گوشه بهر کان گوهر تو گوهر شرف
درج خسروی و شهی به که مثل تو نتوان یافت در جهان گوهر به چنان به بهر فشاندی
گهر کرمی چینند به بجای دانه به منقار طائران گوهر وزیر صائب تدبیر فلاطون نظیرش
که مقنن قوانین عدل و داد - و مقوم عماد صلاح و سداد - بانی مبانی جهانبانی -
قاعد مقاعد قاعده دانی - مهر سپهر دانش و بینش - سپهر مهر بینش و دانش -
اعتضاد الممالک العظمی - اعتماد الخلافة الکبری - رکن دولت - عماد السلطنت
مربع نشین چهار بالش عزت و شان - نواب مستطاب معلی القاب جناب میر لائق علیخان
بهادر مدار المهام سرکار عالی است - وامر اقباله را لازم که بسرگرمی شعلهٔ عدالتش
خس و خاشاک شر و فساد پاک سوخته - و بدستگیری دست کرمتش گدایان اطراف
واکناف هر بلاد و امصار مایه شناوری اندوخته هیبت اقبال عالمگیرش چون مهر
در نصف النهار ظاهر - و آوازه جلالتش چون ماه منیر در وسط ماه باهر لراقمه
آنکه گر خاک پاے او بوسد به تا ابد مهر و مه فزون گردد به رایت قهر او شود چو بلند
سنجق مهر سرنگون گردد به گر بامر مدارش و هم نسبت به چرخ از حد خود برون گردد
بعد ملکش قضا چو فرماید به کاف را شکل عقده نون گردد به این کتاب کرامت آیات
مخزن اسرار غیبی مطلع انوار لاریبی - لآلی متلالی درج عرفان - اختر تابنده برج الایقان

[illegible]

شمع شبستان پیروان حقیقت - رهبر راه حق - مصدر فیوض مطلق - دربرج عرفان خورشید
خاوری - اصل ناد الفقر فخری - المتحلی به حلیهٔ تجلیات - معتشم زبدة الابرار - قدوة
الاحرار - واقف رموز ایقان - فاتح کشور عرفان - سجیده افکار پسندیده اوکه
رهنورد وادی حقیقت - زنگوله بند مراحل معرفت - حائز اصناف کمال تازه
حاوی انواع هنر بی اندازه - قدوة المتقین - پیشوای سالکین - وسادهٔ طریقت
زیب وزین - جناب حکیم جعفر حسین الملقب به محبوب شاه که بیعتش به سه طریقه
حاصل - و خلافتش درین ثلاثه علل کامل است - سبحچو شاهد رعنا از علمش خفا
بر سرمشهود جز امید - حبذا کتابیکه اگر اعمی فطرتی به چشم خیال سوادش روشن بیند
نور از دیدهٔ خورشید می رباید - واگر کور بصری بدیدهٔ معنی درآید - زبان بیچاره
بر ضیاء او ثنا گشاید - شاهدیست سراپا نور و جمال که هرکه او را یک نظر بیند دل
از دیدار شمس وقمر برچیند - هر الفش به چشم نازک خیالان خبر از عالم وحدت الوجود
می دهد - تو گوئی که معنی لا اله الا هو همین است - یا نا هر لفظه اش غیرت نافهای
چین است - چه طور محبوب القلوب نگردد - که وجه تسمیه اش به چهار محبوب متأمل است
نخستین سلسله اش از حضرت شاه نظام الدین احمد خلف حضرت سید قطب الدین احمد
ابن حضرت عبدالله الحسینی البغدادی تا به محبوب سبحانی غوث صمدانی میرسد که قدوة
الاقطاب جهانست دومین تا به محبوب الهی شیخ ذیض ناعتنا هی که مشیخت شیخ جیلی
همه بزرگانست - سومین خلافت الکبری - زبدة العظما مسند نشین ریاست حیدرآباد
فرخنده بنیاد دکن سرور گیتی ستان محبوب علیخان ادام الله سلطنته واقباله که صاحب
الرسالت - چهارمین خود مؤلف این کتاب بابرکات مرشد بزرگوار خود محبوب شاه است

لقب یافتہ - وبدین نام بزرگ در دل عالم جاے خویش ساختہ - بنا رقم تمہیدش را آنچہ
خون جگر خوردہ کہ این لآلی آبدار از صدف سینہ برون آوردہ اگر طالبان طریقت کہ تشنہ
این معنی دارند بہ چشم غور وارسند - باز دیدہ خود را از دو برنگیرند سبحان اللہ ہر حرفش
طلسم گنجینہ اسرار الہی - و ہر لفظش معدن فیوض نامتناہی - دیدہ ور کجاست تا داد این
سخنہاے بلند دہد - و شناساوری کو کہ چشم انصاف بر وبند - ہر عینیش سرچشمہ عین الیقین
فی فی خلا گنتم دریائیست کہ غواصان بحر عرفان لآلی شتلالی از و بدست آرند - اگر سالکان
مسالک معرفت بر جادۂ این قدم رانند ہمانا بی رہنماے خضر ہدایت بہ منزل مقصود خویش
می رسند - گلزاریست پر بہار کہ گلہاے گوناگون سر از شاخسار حقیقت بر آوردہ اند - و
بہشتی است نزہت فزا کہ حوریان معنی در رقص و طرب سر کردہ اند - عندلیبان حرف
تا بزمزمۂ و گلشن نغمہ پردازی کنند - دل از دست می ربایند لراقمہ نثر چہ نثریست کہ نثرہ
ستارۂ شعر چہ شعریست کہ شعری شعارۂ الہی تا چمنستان گیتی بر لگارنگی گلہائی بوقلمون
نظارت آگین باشد این دوحۂ بستان معرفت را بآبیاری فیض گوناگون مطراوت
و از نکہت گلہالیش مشام شمیم آشنایان رنگ ولوی حقیقت را معطر کن بحق علیہ الرحمہ

یارب این نو باغ را از باد صرصر دور دار	روز شب از فیض باران معنوی معمور دار

ذکر قدر شعرا در باب مادۂ تاریخ - اور برادران طریقت اور نگارنگیان خلوت
پوشیدہ نہ رہے کہ حسب قال مؤلف تاریخ اس کتاب کی گویا پیش از پیش تالیف کے
قول رسول مقبول سے استخراج ہو چکی تھی درحقیقت کہ یہ بات مسرت آیات تعجب
اس تالیف کی سلف سے آجتک کسیکی تالیف و تصنیف کی نسبت اس مجلس نے
نہ کانونسے سنی اور نہ آنکھونسے کہین لکھی دیکھی کہ کسیکو کبھی ایسا مادۂ تاریخ میسر ہوا ہو

الحق کہ ہمارا یہ رسالہ وہی مطالب مندرجہ اسکے کہ جو حدیث نبوی سے چسپان ہوا الغرض جب یہ مادہ پیش نظر فقیر گذرا تو میں نے بہت فکر اور کوشش کی کہ ایسا مادہ دوسرا ہاتھ نہ آیا تو سب اتفاق بیساختہ پکار اُٹھے کہ دوسرے کسیکا کیا مقدور ہے کہ ایسا مناسب مثل اسکے مادہ پیدا کرکے سبقت لیجائے اور لاشک یہ تالیف لاجواب مقبول ہوئی چنانچہ ان سب شعرا کو خواہ مخواہ لازم ہوا کہ اسی مادہ شریف کو اپنے اپنے طور پر عربی فارسی اردو میں بقید نظم کرکے بند کریں بس ایسا ہی عمل ہوا سب تاریخیں ذیل میں بجنسہ درج ہوئیں ملاحظہ ہو — جناب فضائل مآب کمالات انتساب جامع علوم معقول و منقول عالم نکات فروع و اصول اشہر فی الناس مولانا مولوی علی عباس دام برکاتہم ساکن قصبہ چریاکوٹ ضلع اعظم گڈہ ملک شرقی نے رطب اللسان ہو کر خوشی سے بتصدیق مسائل مندرجہ رسالہ ہذا کی یہ قطعہ تاریخ فرمایا

کانّ ذا الکتاب من لیب صخرٍ
گویا یہ کتاب گداز کرنیوالی سنگ کی ہے

محیّة من عظام لنخر
نرم کرنیوالی ہڈیوں بوسیدہ کی ہے

وجدت لتاریخه بعد فکرٍ
پایا میں نے واسطے تاریخ کے بعد اندیشہ

حلیت رسول الهدی الفقر فخری
سخن رسول رہنما کی تزئین کردہ الفقر فخری ہے

اور یہ قطعہ تاریخ شیرین زبان جادو بیان حدیقۂ بوستان فہم حاذق غنچۂ گلستان عقل صادق موضوع حجاب ادراک آسمان رسا محمول قیاس اندیشہ فلک پیما مراتب ظاہری و باطنی را تحقیق مناسب صوری و معنوی را محل تطبیق زہد و تقوی امور باطلہ بے تحقیق قاتل ہر ملحد و زندیق جناب مولوی ابوالبرکات صاحب دام فیضانہم قادری نقشبندی کالپی سے مرحمت ہوا

لله در مؤلف قول [illegible]
بسے خداست بخوبی [illegible]

ابدی من الاخلاق کل [illegible]
[illegible] است از اخلاق [illegible]

[illegible] مراقبة [illegible] والنفس الی
[illegible]

الفکر [illegible] قد [illegible]
[illegible] آمده است تاریخ آن

[illegible] الی [illegible] الفکر
[illegible]

[illegible]
[illegible]

وما فیه من حکم [illegible] للنظر
[illegible] حکمت [illegible]

قول جلیل قاله خیر البشر
آن قول بزرگ است که فرموده [illegible]

یہ قطعہ تاریخ نتیجہ فکر سے مولانا فاضل اجل شاعر اکمل قرین [illegible] وفا جاگزین قلوب ارباب صدق وصفا ثمرہ درخت فصاحت میوہ نخل بلاغت سراپا احسان عمیم الامتنان مولوی شیخ عبد اللہ بن فضل المکی [illegible] سخنوران عصر کے [illegible] ہوا

ابا طالبا سر الا له القادری
اے خواہان اسرار خدائے قادر کے
فانظر کتاب اللوذعی ابی الذکا
دیکھ کتاب عالم فراست مند کی
تظفر بکل خبیئة فی خلوة
فتح پا تو ساتھ ہر باریکی کے جو پوشیدگی میں ہے
ابدی مؤلفه لطائف حکمة

حقیقة مخفیة لاہل الظاہر
او حقیقت کہ پوشیدہ ہے اہل ظاہر سے
ذی الفضل والمجد الاثیل الفاخر
جو صاحب فضیلت [illegible]
محبوبة لذوی الضمیر الزاهر
دوست ہے واسطے صاحب ضمیر روشن کے
ومعارفا ومظاهرا للناظر

ظاہر کی ہیں اسکے ... لطف و حکمت کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خوشی ہو تمھارے لیے تو خوش کرو اپنے نفس

قل لما قول المصطفیٰ تاریخه

تحقیق قول مصطفیٰ اسکی تاریخ ہوئی

[illegible]

الفقر فخری [illegible]

یہ قطعہ تاریخ کا سخنور باکمال نکتہ پرور ... مولوی محمد [illegible]

تخلص ... ساکن قصبہ [illegible] ... شمالی [illegible]

ذہن رسا [illegible]

لقد صنفت اعجب سفرا [illegible]

تحقیق کہ تصنیف کیا کتاب اعجب [illegible]

لتاریخه [illegible] فی عجب [illegible]

واسطے تاریخ اسکی [illegible]

[illegible] لتحری

[illegible] واسطے [illegible]

لنا واصل قال الفقر فخری

واصل نے [illegible] الفقر فخری

[illegible] عطارد رقم منشی طوطی قلم مولوی [illegible]

[illegible] ضلع بدر واقع دکن [illegible]

[illegible] حسین [illegible]

[illegible] تقریظ [illegible]		عبد الفقیر محمدی المتخلص تقی

[illegible] المتخلص به [illegible] قصبه [illegible] آباد
واقع [illegible] قطعه تاریخ مشتمل بر تقریظ قلم طراز سے تحریر کیا۔

که دیده وفا سنجد محبوب شاه	که سلکش در اتفاق گوینده کم
کند لطف بر سش ز دل غم غلط	شود دل چو غمگین به هجر صنم
همه نزد یک دور و در بر جان دوست	بهر گستر به چشم کرم
کبیره چنان جست دل در نماز	کند کسب خنده کند صبحدم
بهشتی که هیچ از دلش بیخبر ند	نه سامان ز شادی نه نقصان ز غم
گر از مهر یاران حکایت کنند	کنم چیست مهرش بگیتی علم
به مهرش نیاز دلم در وجود	بناش غم از سینه اندر عدم
نشاط دل از می بیادش کنم	بدست من آید اگر جام جم
درین دور که جلوهٔ شه تخت	بصفحه ز هر دست رفته قلم
نوشته بعلم تصوف کتاب	بکوزه تو گوئی که گرداب یم
بخلوت محبوب نامی بنام	به خلوت چو گل از چمن مبتسم
ز هر نکته مکشوف صد سر غیب	بعرفان که در صفحه اش مرتسم
اگر گویمش از گل معرفت	همه دل ربا باغ رشک ارم
بهر کنج سیرش بهار جمال	بهر دشت چینش غزال حرم
به بستان تاریخ بردم دماغ	که چینم گلش عطر بخشم به شم
که چون بنده هر گونه گلشن سروش	بگفتا چو گشتم من و او بهم

نهان زمهری که کرد اتفاق رحمت	مولوی فرید اشتهر فخری نام

بانی فخر آنجناب شیر الملت والدین حضرت مولوی محمد... قطعه تاریخ رقم فرمایا

مرتب گشت چون این نسخهٔ فیض	بتعلیم رموز الانسان سرّی
رقم محبوب شد فرمود معروف	بتاریخ الفقر فخری

وحیدا وان فرید جہان مولوی محمد حسین اللہ صاحب نقشبندی قادری ساکن ملک برار نے یہ قطعہ تاریخ توشیح کہ مصرعہ اول سے تاریخ اور مصرعہ ثانی سے نام مولف کتاب کا پیدا ہوتا ہے رقم فرمایا ہیں

ا	این طرفه کتابیست که در هر سخن او	ح	گنجیست زجز تا بکل اسرار الهی
ل	لامع زحروفش که بود لمعهٔ توحید	ح	عکسیست نه آئینهٔ انوار الهی
ف	فیض ازلی هست زهر نقطه هویدا	ف	فیاض جهانست چو گفتار الهی
ق	قاری بهم خواندن الفاظ فصیحش	ر	رازهٔ ازلی یابد و اسرار الهی
ر	رخشنده تر از مهر درخشنده حروفش	ح	حیران دل از این عزت انوار الهی
ف	فهم همه در معنی او گاه رسانیست	س	سربسته نگاهیست زگفتار الهی
خ	خیر دو جهانست نهان در همه لفظش	ی	یعنی که صفا نیست زکردار الهی
ر	رحمت ببرش هر که زدل بشنود اورا	ن	نشنید هر آنکس که گنهگار الهی
ی	یابد همه دم فائده از معنیش آنکس	+	سرشار بود از می سرشار الهی

قطعہ تاریخ مولف کتاب

ہوئی جب خلوت محبوبیہ رونق دہ جلوہ	کہ ہے سرتا بہ پا گنجینہ اسرار مااوحیٰ
بفیض شمع بزم سوختہ جانان در پاکش	بہار گلشن امکان فروغ طلعت بیضا

گل گلزار محبوبی محیط گوهر سنتی
... بصری وقت ... الدنیا
... القدر ...

اللهم احشرنا من اهل التوحید و اجعلنا من اهل الحق
واحشرنا من اهل التصدیق و

تمت تمام شد
بالخیر

کتاب گنج معانی با گهر سنج
شد است از حسن ختم آن مرصع

بود دستور الهی گنج در گنج
بسال یکهزار و سه صد و پنج

[illegible]